صد سالہ عرس رضوی کے موقع پر امام اہل سنت کی بارگاہ میں خراج عقیدت

برصغیر اور عرب وافریقہ کے ۱۲۸/خلفا نیز ۵۰/تلامذۂ اعلیٰ حضرت
کی تفصیلات پر مشتمل ''دبستان رضا'' کے معطر وشگفتہ پھولوں کا ایک حسین گلدستہ

بنام

اعلیٰ حضرت کے خلفا اور تلامذہ

حسب ارشاد

نبیرۂ اعلیٰ حضرت شہزادۂ ریحان ملت پیر طریقت حضرت مولانا الحاج الشاہ
محمد سبحان رضا خاں قادری سبحانی میاں مدظلہ النورانی
خانقاہ عالیہ قادریہ رضویہ درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف

ترتیب

محمد سلیم بریلوی
استاذ جامعہ رضویہ منظر اسلام
درگاہ اعلیٰ حضرت، بریلی شریف

ناشر مفسر اعظم ہند اکیڈمی، جامعہ رضویہ منظر اسلام، بریلی شریف

اعلیٰ حضرت کے خلفا اور تلامذہ
محمد سلیم بریلوی

امام احمد رضا قادری فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کا صد سالہ

100 عرس رضوی

قادری نوری ریحانی

۲۳/۲۴/۲۵/ صفر المظفر ۱۴۴۰ھ

۲۵/ صفر المظفر ۱۴۴۰ھ مطابق ۵/ نومبر ۲۰۱۸ء بروز پیر
نماز فجر: قرآن خوانی، نعت ومنقبت اور علماء ومشائخ کے بیانات۔
دوپہر ۲ بجکر ۳۸ منٹ پر
قل شریف امام احمد رضا قادری فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ

ON SATURDAY 3RD NOVEMBER 2018
After Namaz-e- Asr "Rasm-e-Parcham Kushai" by Honourable Hazrat Subhani Mian Sahab. After Namaz-e-Isha 10:35 pm "Qul Shareef Huzoor Hujjatul Islam" After that " All India Mushayra-e-Naat and Manqabat."

ON SUNDAY 4TH NOVEMBER 2018
After Namaz-e-Fajr Qura'an Khawni and 9:58 am. "Qul Shareef Huzoor Raihane Millat" and "Tahaffuz-e-Mazhab & Maslak Conference". After Namaz-e-Isha Taqareer and 1:40 at Night Qul Shareef Huzoor Mufti-e-Azam-e-Hind

ON MONDAY 5TH NOVEMBER 2018
After Namaz-e-Fajr, Qura'an Khwani Naat & Manqabat After that Taqareer. "2:38 pm. Qul Shareef Aala Hazrat Imam Ahmad Raza Fazil-e-Bareilvi "

Listen Live Audio on www.aalahazrat.in www.ala-hazrat.com

Published by

Mufassir-e-Aazam-e-Hind Academy, Manzar-e-Islam, Bareilly Shareef

''صد سالہ عرس رضوی'' کے موقع پر امام اہل سنت کی بارگاہ میں خراج عقیدت

برصغیر سے تعلق رکھنے والے اعلیٰ حضرت کے ۹۷ر خلفا، عرب وافریقہ سے تعلق رکھنے والے ۳۱ر خلفا، برصغیر اور عرب وافریقہ کے ۵۰ر تلامذۂ اعلیٰ حضرت کی تفصیلات پر مشتمل ''دبستان رضا'' کے معطر وشگفتہ پھولوں کا ایک حسین گلدستہ

بنام

اعلیٰ حضرت کے خلفا اور تلامذہ

حسب ارشاد

حضور صاحب سجادہ حضرت مولانا الحاج **محمد سبحان رضا خاں** سبحانی میاں مدظلہ

ترتیب

محمد سلیم بریلوی

استاذ جامعہ رضویہ منظر اسلام، درگاہ اعلیٰ حضرت، بریلی شریف

ناشر : مفسر اعظم ہند اکیڈمی، منظر اسلام، بریلی شریف

تقسیم کار : امام احمد رضا اکیڈمی، صالح نگر، بریلی شریف

﴿سلسلۂ اشاعت نمبر ٦﴾

نام کتاب	: اعلیٰ حضرت کے خلفا اور تلامذہ
ترتیب	: **محمد سلیم بریلوی**، استاذ منظر اسلام درگاہ اعلیٰ حضرت، بریلی شریف
تصحیح ونظر ثانی	: مفتی ریاض الحسن منظری، خطیب وامام مسجد خدمت اسلام، ریم پارٹ موریشس
پروف ریڈنگ	: حافظ وقاری محمد علیم رضا برکاتی، استاذ امام احمد رضا ایجوکیشن انسٹی ٹیوٹ، پری ٹوریا ساؤتھ افریقہ
کمپوزنگ وتزئین کاری	: محمد محمود عالم فاروقی منظری، مرزا توحید بیگ رضوی
ناشر	: مفسر اعظم ہند اکیڈمی، جامعہ رضویہ منظر اسلام، بریلی شریف
سن اشاعت	: ۲۵ ر صفر المظفر ۱۴۴۰ھ / ۵ ر نومبر ۲۰۱۸ء بروز پیر (بموقع صد سالہ عرس رضوی)
باہتمام	: مولانا محمد قمر رضا منظری بریلوی، خطیب وامام سنی رضوی عیدگاہ پورٹ لوئیس، موریشس
حسب فرمائش	: الحاج نوشاد علی جواتا، موریشس

ملنے کے پتے

مفسر اعظم ہند اکیڈمی، جامعہ رضویہ منظر اسلام، بریلی شریف، موبائل نمبر: 9235703585

امام احمد رضا اکیڈمی، صالح نگر، بریلی شریف، موبائل نمبر: 8273600651

مکتبۂ رحمانیہ، درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف

برکاتی بک ڈپو، اسلامیہ مارکیٹ، نومحلّہ مسجد، بریلی شریف موبائل نمبر: 9412605880

مکتبہ المصطفیٰ اسلامیہ مارکیٹ، نومحلّہ مسجد، بریلی شریف موبائل نمبر: 9453327717

فہرست

نذرِ عقیدت

سرکاران مارہرہ مطہرہ، مجدد اعظم **سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت**، شہزادۂ اعلیٰ حضرت، حجۃ الاسلام حضرت **علامہ حامد رضا خاں**، تاجدار اہل سنت **سیدنا سرکار مفتی اعظم ہند**، مفسر اعظم ہند حضرت علامہ **مفتی محمد ابراہیم رضا خان** عرف جیلانی میاں، ریحان ملت حضرت **علامہ ریحان رضا خاں** عرف رحمانی میاں، حافظ ملت حضرت **علامہ عبدالعزیز** محدث مرادآبادی، تاج الشریعہ حضرت علامہ **مفتی محمد اختر رضا خاں** قادری علیہم الرحمۃ والرضوان، اپنے پیر و مرشد **امین ملت حضرت سید امین میاں قادری برکاتی** حفظہ اللہ تعالیٰ، اپنے **والدین کریمین** غفر لھما اللہ تعالیٰ کی **بافیض بارگاہوں میں نذر کرتا ہوں۔**

برائے ایصال ثواب

اللہ رب العزت ''اعلیٰ حضرت کے خلفا اور تلامذہ'' نامی فقیر کی اس قلمی کاوش کا ثواب میرے والد ماجد الحاج ابرار احمد قادری مرحوم (انتقال ۴؍رجب المرجب **۱۴۳۸ھ**؍۲؍اپریل **۲۰۱۷ء** بروز اتوار بوقت ۔۴۵:۱۱؍رات) اور میری والدہ ماجدہ خورشیدہ بیگم مرحومہ (۲۹؍جمادی الاولیٰ **۱۴۳۳ھ**؍۲۱؍اپریل **۲۰۱۲ء** بروز ہفتہ بوقت ۵؍بجے صبح) کی روحوں کو عطا فرمائے اور ان کی مغفرت فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

عقیدت کیش
محمد سلیم بریلوی غفرلہ

عرض ناشر

حضور صاحب سجادہ حضرت علامہ الحاج الشاہ محمد سبحان رضا خاں سبحانی میاں مدظلہ النورانی کی سرپرستی، آپ کے لخت جگر حضرت مولانا الحاج الشاہ محمد احسن رضا قادری مدظلہ النورانی کی صدارت وقیادت اور منظر اسلام کے صدر المدرسین حضرت مفتی محمد عاقل صاحب کی نگرانی میں مؤرخہ ۱۱ر صفر المظفر ۱۴۳۷ھ/۲۴ر نومبر ۲۰۱۵ء بروز منگل مفسر اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد ابراہیم رضا خاں عرف جیلانی میاں علیہ الرحمہ کے ۵۲/ویں عرس مفسر اعظم ہند کے موقع پر ''مفسر اعظم ہند اکیڈمی'' کا قیام عمل میں آیا۔

ہر طبقہ اور ہر حلقہ کی ضرورت کے پیش نظر، عوام کی تربیت واصلاح کے لیے سادہ، سہل اور آسان انداز میں مذہبی ومسلکی کتابوں کی تصنیف وتالیف، باطل افکار ونظریات کے ردّ وابطال، ''مسلک اعلیٰ حضرت'' کے اثبات میں قدیم وجدید رسائل خصوصاً معتقدات ومعمولات اہل سنت کے دلائل وبراہین پر مشتمل کتابوں کو تحقیق وتخریج، تصنیف وتالیف اور تراجم کے مراحل سے گزار کر ان کی جدید انداز میں نشر واشاعت کرنا، اکابر خانوادۂ رضویہ، اکابر جماعت اہل سنت کی تصانیف کو احسن انداز میں شائع کرنا، اپنے بزرگوں کے تذکروں کو منظر عام پر لانا اس اکیڈمی ہی کا بنیادی ہدف ومقصد ہے۔ یہ اکیڈمی اس مقصد کی تکمیل کے لئے اب عزم محکم اور عمل پیہم کے ساتھ تحقیق، تصنیف، تالیف، جمع وترتیب، تدوین وترجمہ اور نشر واشاعت کے میدان میں سرگرم عمل ہو چکی ہے۔ مفسر اعظم ہند اکیڈمی کے قیام کے بعد راقم الحروف کی مرتب کردہ اب تک مندرجہ ذیل کتابیں شائع ہو چکی ہیں:

(۱) **''خانقاہ رضویہ کے پانچویں سجادہ ارباب علم ودانش کی نظر میں''** عرفی نام **ضیاء احسن**۔

(۲) **''جواہر البیان فی ترجمۃ الخیرات الحسان''** عرفی نام **''سیرت امام اعظم''**۔

(۳) **''مسائل دار القرار مع تذکرۂ حاجی ابرار''**۔

نـــوٹ: مذکورہ بالا ان تینوں کتابوں کو کسی دوسرے کے مالی تعاون کے بغیر حضور صاحب

سجادہ اور راقم نے اپنے ذاتی روپئے سے چھپوا کر علماء، طلبہ اور عوام اہلسنت میں مفت تقسیم کیا۔

ان تینوں کتابوں کی اشاعت کے بعد راقم کی مرتب کردہ مندرجہ ذیل پانچ کتابیں امسال سیدی سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صد سالہ عرس رضوی کے موقع پر منظر عام پر آ رہی ہیں:

(۱) نجوم ہدایت

(۲) چہل حدیث (تصنیف حضرت مفسر اعظم ہند۔ راقم کی تخریج، ترتیب جدید، تقدیم اور اضافۂ عربی متن حدیث کے ساتھ)

(۳) اعلیٰ حضرت کے خلفا اور تلامذہ

(۴) یہودیت، نصرانیت اور زعفرانیت۔ اسلام کے خلاف ایک خطرناک مثلث

(۵) اعلیٰ حضرت اور خانوادۂ رضویہ کی اربعین نویسی

حضور صاحب سجادہ حضرت علامہ الحاج الشاہ محمد سبحان رضا خاں سبحانی میاں مدظلہ النورانی کی جانب سے مذکورہ بالا تمام کتابیں راقم کے مرتب کردہ ۴۱۸ر صفحات پر مشتمل "**ماہنامہ اعلیٰ حضرت کا صد سالہ عرس رضوی نمبر**" کے ساتھ "اسلامیہ انٹر کالج" کے میدان میں عرس رضوی کے منبر پر موجود ۱۰۰ر مشائخ عظام اور علمائے کرام کو بطور تحفہ پیش کی جائیں گی۔

اللہ تعالیٰ اکیڈمی کو عروج و استحکام بخشے، اس کے ذریعہ ہمارے اشاعتی منصوبوں کی تکمیل میں آسانیاں پیدا فرمائے اور حضرت صاحب سجادہ مدظلہ العالی کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔

محمد سلیم بریلوی غفرلہ

خادم مفسر اعظم ہند اکیڈمی

درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف

۱۸ر صفر المظفر ۱۴۴۰ھ/۲۹ر اکتوبر ۲۰۱۸ء بروز پیر

دعائیہ کلمات

نبیرۂ اعلیٰ حضرت، حضرت علامہ الحاج الشاہ محمد سبحان رضا خاں سبحانی میاں مدظلہ العالی
ناظم اعلیٰ جامعہ رضویہ منظر اسلام، درگاہ اعلیٰ حضرت، سوداگران بریلی شریف

حامدا و مصليا و مسلما!

جد امجد سیدی سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بے شمار خلفا اور تلامذہ دنیا کے خطہ خطہ میں موجود تھے جنھوں نے اعلیٰ حضرت کے نقش قدم پر چلتے ہوئے عقائد اہل سنت اور معمولات اہل سنت کی ترویج و اشاعت کے زرّیں کارنامے انجام دیئے۔ اعلیٰ حضرت کو ''افراد سازی'' اور ''شخصیت سازی'' کے فن میں بھی بے مثال مہارت و ملکہ حاصل تھا۔ ''آپ کے دبستان علم و فن'' اور '' گلستان معرفت و روحانیت'' میں ایک سے بڑھ کر ایک حسین و دلکش اور معطر و خوشنما پھول کھلے کہ جن کی خوشبو سے آج تک جماعت اہل سنت کا پورا گلشن لالہ زار ہے۔ ضرورت ہے کہ ان تمام پھولوں کو اکٹھا کر کے ایک حسین گلدستہ کی شکل میں دنیا والوں کے سامنے پیش کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ جامعہ رضویہ منظر اسلام کے ایک نہایت ہی متحرک و فعال استاذ عزیزم ''مفتی محمد سلیم بریلوی'' زید مجدہ۔ کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ وہ نہایت کم وقت میں معتبر و مستند حوالوں سے مزین کر کے تحقیقی انداز میں **''اعلیٰ حضرت کے خلفا اور تلامذہ''** نامی اس حسین و دلکش گلدستہ کو اپنی علمی و تحقیقی صلاحیتوں کی جلوہ سامانیوں کے ساتھ کمال آراستگی اور جمال مشاطگی کے ساتھ ''صد سالہ عرس رضوی'' کے موقع پر

منظر عام پر لا رہے ہیں۔ موصوف انتہائی محنتی، جفا کش اور لکھنے پڑھنے کا ستھرا ذوق رکھنے والے ایک مخلص عالم دین ہیں۔ وہ مرکز و مسلک کے ایک وفادار سپاہی ہیں۔ وہ تضییع اوقات سے دور رہ کر اپنے کام سے کام رکھنے والے آدمی ہیں۔ مسلکی خدمات کا سچا جذبہ رکھنے والے قلم کار ہیں۔ ان کا قلم کافی سرعت و تیز گامی کے ساتھ چلتا ہے۔

اللہ تعالیٰ موصوف کے علم و فضل میں برکتیں عطا فرمائے۔ "**اعلیٰ حضرت کے خلفا اور تلامذہ**" نامی یہ کتاب آپ حضرات کے سامنے ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس خدمت کو قبول فرمائے، ہمارے بزرگوں کے فیضان کرم سے انہیں مالا مال فرمائے اور انہیں حاسدوں کے حسد سے محفوظ فرمائے۔ آمین۔ بجاہ سید المرسلین علیہ افضل الصلوٰۃ و التسلیم۔

فقیر قادری محمد سبحان رضا خاں سبحانی غفرلہ
خانقاہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف
مؤرخہ ۱۸/صفر المظفر ۱۴۴۰ھ/۲۹/اکتوبر ۲۰۱۸ء بروز پیر

اللہ تعالیٰ تحقیقی ذوق اور پیدا فرمائے

نبیرۂ اعلیٰ حضرت، پیر طریقت، خطیب اعظم، توصیف ملت حضرت علامہ الحاج الشاہ
محمد توصیف رضا خاں قادری مدظلہ النورانی درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف

نحمده و نصلی علیٰ رسوله الکریم

اما بعد!

اعلیٰ حضرت کے خلفا اور تلامذہ کے حوالے سے کافی تاخیر سے کام شروع ہوا جس کی وجہ سے کئی شخصیات ایسی ہیں کہ جن کے اب حالات وکوائف معلوم کرنے یا اکٹھا ہونے میں بڑی مشکلات پیش آ رہی ہیں۔ انفرادی طور پر کچھ حضرات نے خلفا و تلامذہ کے حوالہ سے جگہ جگہ ان کے احوال و کیفیات کا ذکر کیا ہے جنہیں محنت و مشقت اور تتبع و تلاش کے بعد جمع کرنے کی ضرورت ہے۔

اللہ تعالیٰ عزیزم مفتی محمد سلیم صاحب بریلوی زید مجدہ وفضلہ کے علم وعمل میں خوب خوب برکتیں عطا فرمائے کہ انہوں نے اپنی تصنیف و تالیف اور تحریری کاموں کا محور و مرکز ہمارے بزرگوں کی ذات کو بنایا ہے۔ ''**اعلیٰ حضرت کے خلفا اور تلامذہ**'' نامی کتاب بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے جس میں انہوں نے کافی قیمتی معلومات کو جمع کیا ہے۔ کئی باتیں بالکل نئے انداز اور جدید پیرائے میں پیش کی ہیں۔ اس کے علاوہ موصوف ہمارے دادا حضور، حضرت جیلانی میاں علیہ الرحمہ کی کتابوں، رسالوں اور مقالات ومضامین کو ترتیب جدید کے ساتھ منظر عام پر لانے کے لئے بھی کافی سنجیدگی کے ساتھ کوشاں ہیں۔ موصوف نہایت سنجیدہ، ذی علم، ذی استعداد، درس و تدریس کے ماہر اور نہایت مؤدب شخصیت کے مالک ہیں۔ وہ خانوادۂ رضویہ کے ہر چھوٹے بڑے فرد کی بے حد تعظیم وتوقیر کرتے ہیں۔ ہر ایک سے خوب محبت وعقیدت رکھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان کی اس خدمت کو قبول فرمائے اور انہیں ہمارے مشائخ کرام، اجداد کرام خاص کر سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا علمی و روحانی فیضان عطا فرمائے، ان کے اندر مزید تحقیقی ذوق پیدا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین بجاہ رحمۃ للعالمین علیه افضل الصلوٰۃ و التسلیم۔

فقیر محمد توصیف رضا خاں قادری
خادم مرکز اہل سنت، بریلی شریف

کلمات تبریک

نبیرۂ اعلیٰ حضرت، پیر طریقت حضرت علامہ الحاج الشاہ محمد احسن رضا قادری مدظلہٗ
سجادہ نشین درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف

حامدا و مصلیاًو مسلما!

میرے جد امجد سیدی سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قائم کردہ ادارہ ''جامعہ رضویہ منظر اسلام'' محض ایک علمی دانش کدہ ہی نہیں بلکہ عقائد اہل سنت کی ترویج و اشاعت اور معمولات اہل سنت کی حفاظت و پاسبانی کی یہ ایک عظیم تحریک بھی ہے۔اس کا ماضی مذکورہ مقصد کی تکمیل کے حوالے سے نہایت شاندار و جاندار رہا ہے۔اس ادارے کے اساتذہ اور طلبہ نے ہر دور میں جماعت اہل سنت کی مذہبی، شرعی، مسلکی اور علمی و ادبی ضرورتوں کو تدریس، تصنیف، تالیف، تبلیغ اور بیعت وارشاد کے ذریعہ پورا کیا ہے۔

''اعلیٰ حضرت کے خلفاء اور تلامذہ'' نامی یہ کتاب جامعہ رضویہ منظر اسلام کے نوجوان استاذ عالیجناب محترم مفتی محمد سلیم بریلوی صاحب کی تحقیقی صلاحیتوں کا ایک حسین و جمیل مرقع ہے جس میں انہوں نے خلافت کے مفہوم، خلافت طریقت کی تاریخ اور خلفائے اعلیٰ حضرت کے سلسلہ بیش قیمت معلومات کو دلکش انداز میں پیش فرمایا ہے۔موصوف نے صد سالہ عرس رضوی کے زرّیں موقع پر بارگاہ امام اہل سنت میں اپنے قلمی خراج عقیدت کے طور پر محض ۴۰ روز کے اندر ۵ کتابیں اور ۴۱۸ صفحات پر مشتمل ماہنامہ اعلیٰ حضرت کا خصوصی شمارہ بنام ''صد سالہ عرس رضوی نمبر'' مرتب کر کے منظر اسلام کی قلمی خدمات کے میدان میں نہایت اہم اضافہ فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا شکر و احسان ہے کہ اس نے اعلیٰ حضرت کی یادگار منظر اسلام کو ایسے جید و ماہر فن اور تحقیقی و تالیفی ذوق رکھنے والے محنتی اساتذہ عطا فرمائے۔اللہ تعالیٰ مفتی محمد سلیم بریلوی صاحب کی اس خدمت کو قبول فرمائے اور زمانہ کے شر و فساد سے انہیں محفوظ رکھے۔آمین بجاہ سید المرسلین علیہ افضل الصلوٰۃ و التسلیم۔

سگ بارگاہ غوث وخواجہ ورضا
محمد احسن رضا قادری
سجادہ نشین، درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف

قلبی دعا

ناشر رضویات، شیر قادریت حضرت علامہ الحاج مختار احمد صاحب قادری، بہیڑوی

حامدا و مصلیاًو مسلما!

اعلیٰ حضرت کے علمی و روحانی گلشن میں ایسے ایسے بے شمار عطر بیز پھول ہیں کہ جنہوں نے اپنی دینی، مذہبی، مسلکی، علمی، ادبی اور روحانی خدمات کی بھینی بھینی خوشبو سے ہر دور، ہر زمانہ اور ہر خطہ کو معطر و سرشار کیا ہے۔ آج بھی ان کی اس علمی و روحانی خوشبو سے جماعت اہل سنت کے مشام جاں معطر و سرشار ہیں اور ان شاء اللہ قیامت تک سرشار ہوتے رہیں گے۔ ان کے زرّیں نقوش کی دینی، مذہبی، مسلکی اور روحانی وعرفانی روشنی میں جماعت اہل سنت کامیابی وکامرانی کے ساتھ اپنا سفر طے کرتی رہے گی۔

اعلیٰ حضرت کے خلفا اور تلامذہ کی ذوات مقدسہ سے مرکز و مسلک کو کافی تقویت حاصل ہوئی، بہت فروغ ملا، مسلک اعلیٰ حضرت کی خوب سے خوب تر ترویج و اشاعت ہوئی۔ ان مقدس شخصیات نے جو کارہائے نمایاں انجام دیئے وہ آج بھی تاریخ کے اوراق میں منتشر لعل و گہر کی صورت میں موجود ہیں۔ ضرورت ہے کہ ان تمام منتشر موتیوں کو یکجا کیا جائے۔ اعلیٰ حضرت کی ذات سے استفادہ کرنے والی ان تمام شخصیات کو متعارف کرایا جائے۔ پردۂ خفا میں جا چکیں شخصیات کو شایان شان طریقہ سے منظر عام پر لایا جائے تاکہ ہماری نئی نسل اُن کے خلوص وللّٰہیت بھرے کارناموں کو دیکھ کر اور پڑھ کر درس حاصل کرے اور ان کے نقوش حیات کے تناظر میں اپنے روشن مستقبل کی تعمیر کرے۔

عزیزم مفتی محمد سلیم صاحب بریلوی زید مجدہ نے اپنے اس فریضہ کو محسوس کرتے ہوئے نہایت عالمانہ، فاضلانہ، اور محققانہ انداز میں ''**اعلیٰ حضرت کے خلفا اور تلامذہ**'' کے تعلق سے ایک تحقیقی مواد مرتب کر کے منظر عام پر لانے کا قابل تبریک کارنامہ انجام دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ موصوف کو ہمیشہ مرکز و مسلک کا بے لوث خادم رکھے اور ''**اعلیٰ حضرت کے خلفا اور تلامذہ**'' نامی ان کی اس قلمی کاوش کو شرف قبول عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین علیہ افضل الصلوٰۃ و التسلیم۔

(مختار احمد قادری بہیڑوی)

مبارکباد

جامع معقولات ومنقولات، استاذ الاساتذہ حضرت علامہ مفتی محمد عاقل صاحب رضوی
شیخ الحدیث وصدر المدرسین جامعہ رضویہ منظر اسلام درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم۔

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت، امام اہل سنت، امام احمد رضا محدث بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مبارک ذات شریعت وطریقت کی پیکر تھی۔ شریعت میں علمائے کرام کے مقتداء اور طریقت میں عرفاء کے مسلّم امام تھے۔ آپ کی گراں قدر علمی تصنیفات میں شریعت وطریقت دونوں کے اسرار ورموز کے جلوے نمایاں طور پر محسوس ہوتے ہیں بلکہ کئی اہم علمی رسائل تو خاص طریقت کے دقائق ونکات کے بیان پر مشتمل ہیں۔ آپ کے زمانہ کے بہت سے اکابر علما ومشائخ آپ کے خلفا وتلامذہ کی صف میں نظر آتے ہیں جن کی تعداد اچھی خاصی ہے۔ خلافت کے معاملہ میں آپ کا طرۂ امتیاز یہ تھا کہ آپ اپنے پیر ومرشد، خاتم الاکابر، سرکار آل رسول احمدی قادری برکاتی مارہروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طریقہ پر چلتے ہوئے ہر کس وناکس کو خلافت واجازت سے نہیں نوازتے تھے بلکہ علم وعمل، تقویٰ وطہارت کی جانچ پرکھ کے بعد شرف خلافت سے مشرف فرماتے۔

آپ کے خلفا وتلامذہ نے جو دینی وعلمی خدمات انجام دی ہیں وہ ہمارے ماضی کا ایک روشن باب ہے۔ علم دین کے فروغ کے ساتھ عشق مصطفیٰ، محبت غوث اعظم اور عقیدت اولیائے کرام کے چراغ لوگوں کے دلوں میں روشن کئے۔ ہند وبیرون ہند میں سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ کے فروغ میں بنیادی کردار ادا کیا۔ آج نہ جانے کتنوں کا سلسلہ تلمذ اور سلسلہ ارادت امام احمد رضا محدث بریلوی کے واسطے سے مارہرہ مطہرہ سے ملتا ہے۔

اس بات کی اہم ضرورت ہے کہ اعلیٰ حضرت کے خلفا وتلامذہ پر منظّم طور پر کام کیا جائے۔ اس ضرورت کے پیش نظر محبّ گرامی ذی وقار، ماہر علم وفن حضرت مولانا مفتی محمد سلیم صاحب زید

مجدہ نے اعلیٰ حضرت کے خلفا وتلامذہ کا ایک جامع تعارف وتذکرہ مرتب کیا ہے جس میں تمام خلفا وتلامذہ کی فہرست شائع کی ہے جو اب تک شائع ہونے والی تمام فہرستوں میں سب سے جامع فہرست ہے۔ مفتی صاحب نے تحقیق وتفتیش میں بڑی جانفشانی سے کام لیا ہے۔ ان کی مزید تحقیق جاری ہے۔ تحقیق وتنقیح ان کا فطری ذوق ہے۔ خوشی کی بات ہے کہ اعلیٰ حضرت کے عرس صد سالہ کے مبارک موقع پر ان کی ۳/اہم کتابیں شائع ہو رہی ہیں۔ اللہ رب العزت جل جلالہ ان کی تمام تر دینی خدمات کو شرف قبولیت کا اعزاز بخشے اور حضور صاحب سجادہ، نبیرۂ اعلیٰ حضرت، قائد ملت حضرت علامہ الشاہ محمد سبحان رضا خاں صاحب سبحانی میاں دامت برکاتہم العالیہ، سرپرست خانقاہ عالیہ رضویہ بریلی شریف اور نبیرۂ اعلیٰ حضرت، شہزادۂ حضور صاحب سجادہ حضرت محمد احسن میاں صاحب مدظلہ العالی کی عمر اور صحت وسلامتی میں بے شمار برکتیں عطا فرمائے جن کے زیر سایہ مرکز اہل سنت جامعہ رضویہ منظر اسلام شاہراہ ترقی پر گامزن ہے۔

آمین بجاہ نبیك الكريم عليه افضل الصلوٰة و التسليم۔

محمد عاقل رضوی غفرلہ القوی

صدر المدرسین وشیخ الحدیث

جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف

مؤرخہ ۱۸/صفر المظفر ۱۴۴۰ھ/۲۹/اکتوبر ۲۰۱۸ء بروز پیر

دعائے خیرسگالی

استاذ گرامی،خلیفۂ تاج الشریعہ، ناشر مسلک اعلیٰ حضرت،تلمیذ حافظ ملت

حضرت مولانا حافظ وقاری **محمد احترام عالم خان عزیزی** مدظلہ

بانی وناظم اعلیٰ دارالعلوم فیضان الاولیاءومدرسۃ البنات،آمیر، جے پورراجستھان

حامدا و مصلیاًو مسلما!

شاگرد رشید عزیزم مفتی محمد سلیم صاحب بریلوی زید مجدہ کی ارسال کردہ کتاب بنام ''اعلیٰ حضرت کے خلفا اور تلامذہ'' کا پی ڈی ایف فائل کی صورت میں مطالعہ کیا۔ ماشاء اللہ نہایت بیش قیمت میٹرانہوں نے اس میں جمع کر دیا ہے۔موصوف کمال کے عالم وفاضل اور محقق ہیں۔رضویات اور خانوادۂ رضویہ اُن کی تحقیق اور اُن کے مطالعہ کا خاص میدان ہے۔ان کی زندگی ہمیشہ سے ہی مصروفیت بھری رہی ہے۔مجھے تو حیرت ہوتی ہے کہ وہ بے پناہ مصروفیات کے باوجود نہ جانے کب اور کیسے تصنیف وتالیف کے لئے وقت نکال لیتے ہیں۔بچپن ہی سے موصوف محنتی اور تحقیقی ذوق رکھنے والے طالب علم رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ انہیں علوم وفنون اور تحقیق وتدقیق کے افق پر ایک روشن ستارہ بنائے، علما اور مشائخ کے خادموں میں رکھے،ان کی اس قلمی کاوش کو مقبول انام بنائے۔آمیـــــن بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

دعا گو

احترام عالم خان عزیزی

جے پور، راجستھان

قابل ستائش اقدام

ماہر درس وتدریس، آل رسول حضرت مولانا سید شاکر علی برکاتی دام ظلہ
استاذ جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف

تخلیق نورِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حضرت آدم علیہ السلام، آدم ثانی حضرت نوح علیہ السلام، اسی طرح نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور خلافت راشدہ سے لے کر تا قیامت امت مسلمہ کے بزرگان دین میں نیابت وخلافت کا سلسلہ جاری ہے اور رہے گا۔ اس عنوان یعنی ''نیابت وخلافت'' پر ہمارے ادارے کے ایک مؤقر محقق عصر، مفتی باوقار، دینی خدمات میں مصروف لیل ونہار، حضرت مفتی محمد سلیم صاحب بریلوی نے خلیفہ کا لغوی واصطلاحی معنی بیان کرتے ہوئے خلافت کے مروجہ سلسلہ زرّیں پر دلائل وبراہین پیش کیے ہیں۔ متفرق طور پر کہیں رسالوں تو کہیں قلمکاروں کی تصانیف وتالیف میں اعلیٰ حضرت کے خلفا وتلامذہ کے جو تذکرے ارقام ہیں ان کی فہرست سازی کرنے کے ساتھ ان اسماء میں جہاں کہیں صحت کے اعتبار سے کمی اور جہاں کہیں نام، تاریخ وسن کا فرق نظر آیا ہے ان سب کو صحت اسماء وتاریخ ومقام کی صحت کا مفتی صاحب نے جو التزام کیا ہے وہ قابل ستائش ہے۔ ان سے گزارش ہے کہ صد سالہ عرس رضوی کے حسین موقع پر جو کتاب ''اعلیٰ حضرت کے خلفا اور تلامذہ'' سے متعلق لا رہے ہیں اس کو آگے بڑھاتے ہوئے موجود سجادہ حضرت احسن میاں سلمہ العزیز تک مکمل فرمادیں تو اہل سنت وجماعت کے لیے بڑا قیمتی سرمایہ محفوظ ہو جائے گا۔ اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ مفتی صاحب کے ایمان کی سلامتی کے ساتھ قلم میں زور توانائی عطا فرمائے۔ آمین

سید شاکر علی برکاتی

مدرس دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف

۱۷ صفر المظفر ۱۴۴۰ھ بروز دوشنبہ

اللہ! یہ خوب کریں خدمت مذہب ومسلک

ماہرفن تدریس، ادیب شہیر حضرت علامہ مفتی محمد معین الدین خاں صاحب مدظلہ
استاذ، جامعہ رضویہ منظر اسلام، بریلی شریف

بسم الله الرحمن الرحيم

ترا منصوب ہے مرفوع اس جا
کہ عامل رفع کی یا ہے یا غوث

خلافت و نیابت یہ سلسلہ ابتدائے آفرینش سے تا ہنوز جاری ہے اور اپنے وسیع مفہوم کے اعتبار سے لغت و اصطلاح ہر طرح رائج و منطبق ہے۔ تاریخ نے خلافت مطلقہ سے لے کر خلافت آدمیت اور خلافت راشدہ سے لے کر خلافت اصطلاحیہ تک سارے ادوار کو اپنے دامن میں سمیٹ رکھا ہے یہی وجہ کہ اسلام اپنی تاریخ کے آئینہ میں آج بھی ویسا ہی نظر آتا ہے جیسے کہ وہ ابتداء میں تھا۔

رواں صدی میں ۲۵ر صفر المظفر ۱۴۴۰ھ/ ۵ر نومبر ۲۰۱۸ء کو سرکار اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت مجدد دین وملت امام احمد رضا خاں قادری برکاتی قدس سرہ کا صد سالہ عرس رضوی اپنی پوری آب وتاب کے ساتھ منایا جار ہا ہے اور دنیا کے جس گوشے میں بھی اہل سنت و جماعت آباد ہیں ہر جگہ صد سالہ عرس رضوی میں لوگ اپنا اپنا خراج عقیدت پیش کر رہے ہیں۔

جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف جو مرکز اہل سنت ہے اور سرکار اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی عظیم یادگار اور تحریک ہے اس ادارے کے متحرک و فعال استاذ جنہوں نے ہر زاویے سے مسلک اعلیٰ حضرت کی نشر واشاعت، ترویج وتشہیر اور استحکام میں نمایاں کردار ادا کرنے کے لیے اپنے شب و روز کو وقف کر رکھا ہے انہوں نے جہاں مختلف فنون کی کتابوں پر کام کیا اور کتابیں تصنیف فرمائی ہیں وہیں وہ اس صد سالہ کے موقع پر اپنی اہم اور معرکۃ

الآراء کتاب ''**اعلیٰ حضرت کے خلفا اور تلامذہ**'' نہایت ہی تحقیق و تدقیق کے ساتھ شائع فرما رہے ہیں۔ واضح رہے کہ اس عنوان پر لکھی جانے والی تمام کتابوں میں جو جامعیت اس کتاب میں ہے وہ دوسری جگہ نہیں۔ بالخصوص خلفاء اور تلامذہ کے ناموں اور جگہوں میں جو اختلافات تھے انہیں دور کیا، تصحیح کی اور خلفا و تلامذہ میں سے جن کا ذکر اب تک نہ آ پایا تھا ان کے ناموں کا اضافہ کیا جنہیں ناظرین کتاب کے اندر ملاحظہ فرمائیں گے۔

مولیٰ تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا گو ہوں کہ پاک بے نیاز مفتی صاحب قبلہ کے علم و عمل میں دن دونی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے اور قلم سیال میں مزید روانی عطا فرمائے۔ حضرت مفتی صاحب کی جو کتابیں فی الحال منظر عام پر آ رہی ہیں وہ یہ ہیں: (۱) نجوم ہدایت (۲) چہل حدیث (۳) اعلیٰ حضرت کے خلفا اور تلامذہ (۴) یہودیت، نصرانیت اور زعفرانیت مسلمانوں کے خلاف ایک خطرناک مثلث (۵) اعلیٰ حضرت اور خانوادۂ اعلیٰ حضرت کی اربعین نویسی۔ اس کے علاوہ حضرت صاحب سجادہ مدظلہ النورانی کے حکم پر ماہنامہ اعلیٰ حضرت کی طرف سے ''صد سالہ عرس رضوی نمبر'' بھی ضخیم انداز میں مرتب کر کے منظر عام پر لا رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ و طفیل حضرت مفتی صاحب قبلہ کو اپنے حفظ و امان میں رکھے، دین اسلام کی خوب سے خوب تر خدمت لے، ان کے اور ان کے گھر والوں کو دینی و دنیوی مسرتیں عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

عبدہ المذنب

محمد معین الدین خاں برکاتی

استاذ منظر اسلام بریلی شریف

اعلیٰ حضرت کے خلفا اور تلامذہ۔ایک جائزہ

ماہر زبان وادب، فاضل ذیشان حضرت مولانا محمد اختر کوکب بریلوی حفظہ اللہ تعالیٰ
استاذ، جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف

اس دنیا میں کچھ آنے والے ایسے بھی ہوتے ہیں، کہ ان کی زندگی انفراد وامتیاز سے عبارت ہوتی ہے۔ دنیا ان کی صلاحیت واستعداد کو سلام کرتی ہے۔ دنیا والے ان کے نا قابل فراموش کارہائے نمایاں کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ان کے علم وعمل کی دلکشی واقعی سحر انگیز ہوتی ہے۔مگر ایسی سعید اور قابل فخر شخصیات کم ہوا کرتی ہیں۔ان کا وجود مسعود دنیا میں جب تک ہوتا ہے،قلوب ان سے مستفیض ہوتے ہیں۔انھیں دیکھ کر، دیکھتے رہنے کے مشتاق رہتے ہیں۔

راقم الحروف نے زمانۂ طالب علمی میں جن لائق احترام سینئر ساتھیوں کو قریب سے دیکھا اور زمانۂ تدریس میں جامعہ رضویہ منظر اسلام میں جن موقر اساتذہ کے قرب دیدار سے مستفیض اور حد درجہ متاثر ہوا،حضرت مفتی سلیم صاحب بھی اسی فہرست میں ہیں۔

حضرت مفتی سلیم صاحب جامعہ رضویہ منظر اسلام کے استاذ ہی نہیں بلکہ استاذ الاساتذہ ہیں۔ جامعہ رضویہ منظر اسلام میں کئی اساتذہ آپ کے شاگرد ہیں، بلکہ ملک اور بیرون ملک میں بہت سارے فارغین منظر اسلام یا تو حضرت کے شاگرد ہیں، یا شاگرد کے شاگرد۔ کچھ نہیں تو شاگرد کے درجہ کے تو ضرور ہیں۔

حضرت مفتی سلیم صاحب حد درجہ متین طبیعت، نہایت سلیم، سادہ مگر لطیف ونظیف لباس کے عادی،آواز بلند لیکن لب ولہجہ نہایت شیریں،علم نافع وعمل صالح کا سنگم،کم گو لیکن بولتے تو کلام نہایت مرتب اور جامع ہوتا ہے، بوقت ضرورت اور بقدر ضرورت ہی

کلام فرماتے ہیں، دل تقوی واخلاص سے لبریز، ملنساری وخاکساری اور ریاضت و جفاکشی میں اپنی مثال آپ اور بزرگوں کی جیتی جاگتی تصویر ہیں، آپ کے خیالات وافکار اونچے، مزاج سنجیدہ وفہمیدہ، جملہ علوم وفنون کے ماہر، چھوٹوں پر ایسے شفیق کہ کسی طالب علم کو جائز اور ضروری تنبیہ کے بعد دل جوئی کے کلمات کہنے میں ذرا بھی تامل نہیں کرتے، مجھ جیسے ادنیٰ شخص کے ذہن میں حضرت کا یہی خاکہ مرتسم ہے۔

حضرت مفتی سلیم صاحب نے زیر نظر کتاب **''اعلیٰ حضرت کے خلفا اور تلامذہ''** جو ترتیب دی ہے وہ نہایت ہی سنجیدہ ترتیب اور منصفانہ بیان پر مشتمل ہے، اس کتاب میں مفتی صاحب نے اعلی حضرت مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا محدث بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلفاء اور تلامذہ کا نہایت خوش اسلوبی سے تذکرہ کیا ہے۔

راقم نے بہت ساری کتابیں پڑھیں لیکن زیر نظر کتاب میں ایک امتیاز اور انفراد نظر آیا کہ مفتی صاحب نے جب خلفاء کا ذکر کیا تو اس سے پہلے بڑے ہی اعتماد کے ساتھ خلافت سے متعلق لغوی اور اصطلاحی ایک اہم تعارف پیش کیا، خلافت کے سلسلہ زرّیں کو لفظوں کے پیراہن میں ملبوس فرمایا، جس میں خلافت کا اول مصداق اور اللہ کے زمین پر پہلے خلیفہ حضرت آدم علیہ السلام کا ذکر کرتے ہوئے حضرت داؤد علیہ السلام کے زمینی خلیفہ ہونے کا ثبوت قرآن اور تفاسیر کے حوالے سے مبرہن فرمایا، پھر اسی تسلسل سے حضرات انبیائے کرام کے نائبین اور خلفاء کی خلافت کا تذکرہ ادبی اسلوب میں تحریر فرماتے ہوئے اس بات کو واضح کیا کہ احادیث کریمہ کو روایت کرنے والے مخصوص صحابہ کرام نے بھی اپنے کچھ مصاحبین تیار کیے جنھوں نے ان کی مرویات کو دوسروں تک پہنچانے کی ذمہ داری اپنے کاندھوں پر اٹھائی جیسے حضرت عبداللہ ابن مسعود کے مصاحب خاص حضرت علقمہ

وغیرہ۔ حضرت عبداللہ ابن عباس کے مصاحب حضرت امام مجاہد اور حضرت امام ضحاک اور حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے مصاحب خاص حضرت نافع وغیرہ، ان جیسی شخصیات نے صحابہ کرام کی نیابت میں آقائے کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کریمہ کو دنیا والوں تک پہنچانے میں نہایت اہم کردار ادا کیا۔ پھر صحابہ کرام کے بعد تابعین اور تابعین کے بعد تبع تابعین کی مبارک جماعتوں نے اپنے اپنے دور میں آقائے کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کی اس نیابت وخلافت کا بجا طور پر حق ادا فرمایا جس کو **خلافت فقہیہ** سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔

دوسری جانب بے لوث اہل دل اور صاحب نظر افراد کی ایک مقدس جماعت نے پاکیزہ جذبے اور مقدس مقصد کے ساتھ دینی و مذہبی خدمات کے لیے دنیا کے ہنگاموں سے دور رہ کر گوشہ تنہائی میں اقامت پذیری کے بعد خلق خدا کے قلب وذہن میں جاگزیں ہونے والے باطل افکار ونظریات کی آلودگیوں سے ان کے قلوب واذہان کے تزکیہ وتطہیر کی خاطر اور اسلامی تعلیمات سے باطل افکار ونظریات کی آلودگیوں کو صاف کر کے علم کو نور علم سے آراستہ کرنے کے لیے خانقاہی نظام کی بنیاد ڈالی، جس کے نتیجے میں سلسلہ قادریہ، سلسلہ چشتیہ، سلسلہ سہروردیہ اور سلسلہ نقشبندیہ، جیسے سلاسل طریقت معرض وجود میں آئے ان تمام سلاسل طریقت کے تاریخ ساز خلفا نے اپنے مشائخ سلسلہ کی تعلیمات کو فروغ دے کر ہر دور میں امت کے اندر ایسی جماعت تیار کی جو حق کی علمبردار بنی، ان کے وجود مسعود کی برکتوں سے مذہب ومسلک کو تحفظ حاصل ہوا۔ پھر مفتی صاحب نے سلسلہ تلمذ کو بیان کرتے ہوئے بیان سلسلہ میں جو تسلسل قائم رکھا ہے وہ نہایت ہی لائق توجہ ہے۔

اس کتاب میں مفتی صاحب کا مقصود اعلی حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان کے خلفا

اور تلامذہ کی سوانح، ان کا مختصر خاکہ اور ان کے کارناموں کو بیان کرنا ہے حضرت مفتی صاحب نے اپنے اس مقصود کی جانب انحراف جس خوبصورتی کے ساتھ کیا ہے وہ نہایت ہی دلچسپ ہے۔ قاری کو مقصود تک پہنچنے میں کسی دشواری کا سامنا نہیں ہوگا کیونکہ انداز بیان نہایت ہی شستہ، جس میں پر کیف افکار ونظریات کا غیر مرئی تسلسل قائم ہے۔

حضرت مفتی صاحب کو اللہ رب العزت نے مروجہ تمام علوم وفنون سے خصوصی دلچسپی عطا فرمائی ہے، اس کی دلیل یہ مجموعہ ہے، اس سے پہلے اردو رسائل ومجلّات میں آپ کے نہایت عمدہ مضامین چھپے ہیں اور ہند و بیرونِ ہند کی علمی شخصیات نے مصنف کو مبارک باد دی اور آپ کی اُن عظیم نگارشات کو سراہا اور کیوں نہ ہو جب کام پورے اخلاص اور محنت سے کیا جائے تو اُسے ضرور قبولیت حاصل ہوتی ہے، اس مجموعہ کے تیار کرنے میں محنت کتنی کرنی پڑی ہے، اس کا اندازہ وہی شخص کر سکتا ہے جس نے کبھی اس موضوع پر کام کیا ہو، پوری کتاب کے پڑھنے اور مواد کو دیکھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس کے لیے مفتی صاحب نے تھکا دینے والی درج ذیل محنتیں کی ہیں:

(الف) اعلی حضرت اور ان کے خلفاء اور تلامذہ کی سوانح اور تذکروں پر لکھی گئی، اردو، عربی کتابوں کا مطالعہ کیا ہے۔

(ب) مختلف شخصیات کے سلسلے میں معلومات فراہم کرنے کے لیے بڑی تگ ودو کی ہے

(ج) اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان کی تالیفات اور تصنیفات کا بغور مطالعہ کیا ہے

(د) مختلف مقامات سے بھی مواد فراہم کیا ہے۔

(ھ) مختلف ادارتی کتب خانوں اور شخصی لائبریریوں میں موجود کتابوں سے استفادہ کیا ہے۔

(و) معلومات کو قابلِ اعتماد بنانے کے لیے ثقہ اور معتبر شخصیات کے رشحات قلم سے استفادہ

کیا ہے۔

حضرت مفتی صاحب نے محنت شاقہ برداشت کر کے اِس موضوع پر جتنے بھی مقالات، رسالے، کتابچے اب تک لکھے گئے ہیں، اس مجموعہ میں سب کا عطر کشید کرلیا ہے۔

راقم کے محدود علم میں اعلی حضرت اور انکے خلفاء وتلامذہ کے عنوان پر یہ بڑی جامع کتاب ہے، اس کی مندرج معلومات نہایت ہی مستند اور حوالہ جات تحقیقی ہیں، زبان و بیان کے اعتبار سے بھی نہایت ہی سادہ اور شستہ ہے، تاریخ اور سوانح کا موضوع خشک مانا جاتا ہے۔ مگر مفتی سلیم صاحب قبلہ نے ایسا انداز اختیار کیا ہے کہ قاری کو کہیں بھی اکتاہٹ محسوس نہیں ہوتی، اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے اور مصنف کو صحت وعافیت کے ساتھ رکھے اور مزید درمزید خدمات کی توفیق بخشے!

خاکسار

محمد اختر بریلوی

استاذ جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف

۱۸/ صفر ۱۴۴۰ھ مطابق ۲۸/ اکتوبر ۲۰۱۸ء

عرض مؤلف

از: محمد سلیم بریلوی

حامدا و مصلیاً و مسلما!

خانقاہ قادریہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ میں ہر سال منعقد ہونے والے ''عرس قاسمی'' کے موقع پر کئی سالوں سے خانقاہ شریف کا قدیمی علمی ترجمان ''اہلسنت کی آواز'' کسی نہ کسی اہم عنوان پر خصوصی شمارہ کی اشاعت کرتا ہے۔ یہ سالنامہ جماعت اہل سنت کے معروف قلم کار حضرات کی اہم اور وقیع نگارشات کا قیمتی مرقع اور حسین گلدستہ ہوتا ہے۔

امسال ''اہلسنت کی آواز'' کی ادارتی ٹیم نے ''**چشم و چراغ خاندان برکات**'' اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا خان قادری برکاتی علیہ الرحمہ کے ''صد سالہ عرس رضوی'' کی مناسبت سے اعلیٰ حضرت کی حیات و خدمات پر ایک اہم اور ضخیم خصوصی شمارہ بنام ''امام احمد رضا نمبر'' نکالنے کی منصوبہ بندی کر کے جماعت اہل سنت کے قلم کار حضرات کو مضامین تحریر کرنے کی دعوت دی۔

اس سلسلہ میں خانقاہ برکاتیہ نوریہ مارہرہ مطہرہ کے سجادہ نشین، مخدوم گرامی وقار، رفیق ملت حضرت سید نجیب حیدر قادری برکاتی مدظلہ النورانی کا حکم نامہ بصورت دعوت نامہ راقم الحروف کے نام بھی آیا۔ پھر مؤرخہ ۸/محرم الحرام ۱۴۴۰ھ کو عالیجناب محترم ڈاکٹر احمد مجتبیٰ صدیقی صاحب، جوائنٹ سکریٹری ''البرکات ایجوکیشنل سوسائٹی'' علیگڑھ نے وہاٹس ایپ پر اور رفیق گرامی حضرت علامہ محمد نعمان صاحب ازہری، استاذ ''البرکات اسلامک ریسرچ اینڈ ٹریننگ سینٹر'' علیگڑھ نے فون پر ارشاد فرمایا کہ آپ کو ''اعلیٰ حضرت کے خلفاء اور تلامذہ'' کے عنوان پر مضمون تحریر کرنا ہے۔ ۸/محرم کو منظر اسلام میں محرم کی ۳/روزہ تعطیل کی وجہ سے

تدریسی مصروفیات سے فرصت وفراغ حاصل ہوگیا تھا۔اس لئے حکم کی تعمیل میں فوری طور پر مواد کی تلاش شروع کردی کیونکہ حضور صاحب سجادہ حضرت مولانا الحاج الشاہ محمد سبحان رضا خاں سبحانی میاں مدظلہ النورانی کا بھی یہ منشا اور حکم رہتا ہے کہ ''خانقاہ قادریہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ'' سے جاری ہونے والے کسی بھی حکم کی تعمیل میں ذرہ برابر کوتاہی یا تاخیر وتساہلی نہیں ہونا چاہئے۔

اپنے محترم اور مشفق استاذ ومربی، تلمیذ حافظ ملت، خلیفۂ تاج الشریعہ حضرت مولانا الحاج قاری محمد احترام عالم خان عزیزی مدظلہ العالی کی تربیت وترغیب اور اپنے دوست حضرت مولانا مفتی محمد کرامت رسول ازہری پیلی بھیتی مرحوم کی تحریک کا یہ نتیجہ ہے کہ زمانۂ تعلیم ہی سے سیدی سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصانیف اور ان کی حیات و خدمات کے حوالے سے دستیاب کتابیں پڑھنے کا شوق پڑ گیا تھا۔ جامعہ اشرفیہ مبارک پور میں ''یوم مفتیٔ اعظم ہند'' کے موقع پر ہر سال منعقد ہونے والے'' تحریری وتقریری انعامی مقابلہ'' میں التزامی طور پر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے حوالے سے کچھ تحریری عناوین ضرور رکھے جاتے۔راقم کی یہ کوشش اور یہ التزام ہوتا کہ اس انعامی مقابلے میں اسی عنوان پر لکھے کہ جس کا تعلق اعلیٰ حضرت کی حیات وخدمات سے ہے۔ چنانچہ راقم جب جماعت اولیٰ کا طالب علم تھا تو اس وقت یوم مفتیٔ اعظم ہند کے موقع پر ایک عنوان یہ رکھا گیا تھا کہ ''امام احمد رضا کا دوسرا سفر حج اور عالم عربی پر اس کے مثبت اثرات''۔اس عنوان پر مقالہ تحریر کرنے کے دوران اعلیٰ حضرت کے دوسرے سفر حج سے متعلق تفصیلات پڑھنے کا موقع ملا تھا۔ علمائے عرب وافریقہ کو اس سفر حج کے موقع پر آپ نے جو اجازت وخلافت عطا فرمائی تھیں ان کی تفصیلات اسی وقت سے ذہن میں محفوظ تھیں۔اس لئے اعلیٰ حضرت کے خلفاء اور

تلامذہ کے تعلق سے جو کتابیں دستیاب ہیں انہیں حاصل کر کے مواد کی نشاندہی کی۔ تین روز کے اندر سارے مواد کی جمع و ترتیب کے بعد اس کی کمپوزنگ شروع کردی۔ اس طرح تقریباً ۶۰ رصفحات پر مشتمل یہ مضمون ''اہلسنت کی آواز'' کوارسال کردیا گیا۔

شروع میں ارادہ یہی تھا کہ خلفائے اعلیٰ حضرت کے تعلق سے جو کتابیں دستیاب ہیں ان سے اجمالی طور پر مواد اخذ کر کے رسمی طور پر مقالہ تحریر کردیا جائے۔ لیکن جب ان کتابوں کا مطالعہ کیا تو اس بات کا شدت کے ساتھ احساس ہوا کہ ابھی بھی بہت کچھ اضافوں کی گنجائش ہے۔ اگر چہ ان کتابوں کے مرتبین نے نہایت جانفشانی کے ساتھ اعلیٰ حضرت کے خلفاء کے ناموں اوران کی حیات کے گوشوں کواجاگر کر کے بلاشبہ قابل قدر اور لائق تحسین کارنامہ انجام دیا ہے مگر ان کتابوں کو بالاستعاب پڑھنے کے بعد شدت کے ساتھ یہ بھی احساس ہوا کہ ان کی جمع ترتیب میں کافی تسامحات واقع ہوئے ہیں خاص کر جہاں عرب وافریقہ سے تعلق رکھنے والے اعلیٰ حضرت کے خلفا کا تذکرہ ہے وہاں ان کے ناموں اور ان کو عطا کیے جانے والے خلافت ناموں کے سلسلہ میں کافی الٹ پھیر واقع ہوگیا ہے۔ اس لیے راقم نے ارادہ کیا کہ کیوں نہ اس سلسلہ میں مستند حوالوں کے ذریعہ ان چیزوں کی تصحیح کردی جائے۔ یہی سوچ کر مذکورہ بالا مقالہ میں مزید اضافے کر کے راقم نے ازسرنو اسے مرتب کیا۔ ارادہ یہ تھا کہ اس کتاب میں برصغیر اور عرب وافریقہ کے تمام خلفا کو ملنے والی اجازت وخلافت کی تفصیلات کے ساتھ ان کے مفصل حالات بھی درج کردیئے جائیں لیکن ''صد سالہ عرس رضوی نمبر'' کوترتیب دینے میں مصروف ہوجانے کی وجہ سے ان کے حالات زندگی بروقت اس کتاب میں نہ آسکے۔ اگر چہ ان تمام خلفااور تلامذہ کے حالات کو راقم نے جمع تو کرلیا ہے مگر وقت کی قلت کی وجہ سے ان کی کمپوزنگ نہ ہوسکی۔ ''کل

حاصل نہ ہو پائے تو کل کو ترک بھی نہیں کرنا چاہیئے'' اس اصول پر عمل کرتے ہوئے فیصلہ یہی کیا کہ جتنا کام ہو چکا ہے یہی منظر عام پر لے آیا جائے۔ اب رہ گئے ان خلفا اور تلامذہ کے مفصل حالات تو وہ ان شاء اللہ اگلے مرحلے میں منظر عام پر آ جائیں گے۔

اعلیٰ حضرت کی پُرکشش دینی، مذہبی، مسلکی اور علمی شخصیت کی کشش ایسی تھی کہ جس کی وجہ سے دنیا کے ہر خطہ سے تعلق رکھنے والے اہل علم وفن آپ کو اپنا امام ومقتدیٰ اور عظیم ہادی ورہنما تسلیم کرتے تھے۔ آپ سے بے شمار شائقین علم وفن نے اکتساب فیض کیا۔ آپ کی بارگاہِ حقیقت ومعرفت میں آ کر بہت سے مسافرین وادیٔ تصوف وسلوک نے معرفت وروحانیت کے گلہائے رنگا رنگ سے اپنے دامنوں کو پُر کر کے آپ سے اجازت و خلافت حاصل کیں۔ دنیا کے مختلف خطوں سے تعلق رکھنے والی سیکڑوں شخصیات کا آپ سے رشتۂ تلمذ بھی ہے اور رشتۂ خلافت بھی۔ دنیا کے کئی ممالک تک آپ کے خلفاء اور تلامذہ کا دائرہ پھیلا ہوا ہے۔ اگر چہ آج ان تمام خلفاء اور تلامذہ کی مکمل تفصیلات ہمیں دستیاب نہیں۔ البتہ اعلیٰ حضرت کے کارخانۂ علم وفن سے تربیت پانے والے ان خلفاء وتلامذہ میں سے کچھ حضرات کا مختصراً ذکر متعدد جگہوں پر ہمیں ملتا ہے۔

اعلیٰ حضرت کے خلفاء کی معرفت حاصل کرنے کے سب سے مستند ترین مآخذ وذرائع مندرجہ ذیل ہیں:

☆ ''**الاستمداد علی اجیال الارتداد**''۔ اس قصیدے میں ضمناً ''ذکر احباب ودعائے احباب'' کی سرخی کے تحت ۱۴؍شخصیات کا ذکر ملتا ہے۔

☆ ماہنامہ ''الرضا'' کی مطبوعہ ''۵۰؍خلفا والی فہرست'' جو اعلیٰ حضرت کی حیات مبارکہ میں بریلی شریف سے نکلنے والے ماہنامہ ''الرضا'' شمارہ ۴؍،۵؍ ماہ ربیع الآخر؍ جمادی الاولیٰ

۱۳۳۸ھ کے صفحہ نمبر ۹ /تا ۱۲/ پر مدیر ''الرضا'' حضرت علامہ حسنین رضا خاں علیہ الرحمہ نے نہایت اہتمام سے شائع فرمائی تھی۔ ماہنامہ ''الرضا'' کے یہ صفحات اگر چہ راقم کے پاس موجود تھے لیکن وہ نہایت بوسیدہ اور ناصاف تھے۔اللہ تعالیٰ اجر عطا فرمائے رفیق گرامی حضرت مفتی محمد ذوالفقار خاں نعیمی زید مجدہ کو کہ انہوں نے راقم کو قدرے صاف صفحات عنایت فرمائے۔

☆اعلیٰ حضرت کے قلم سے تحریر کی ہوئی ''۵۰/سے زائد خلفاء'' والی فہرست۔

☆حضرت حجۃ الاسلام کا رسالہ ''الاجازات المتینہ لعلماء بکۃ والمدینۃ '' جسے آپ نے ۱۳۲۵ھ میں اپنی تمہید کے ساتھ مرتب فرمایا۔

نوٹ:۔ یہ رسالہ سال گزشتہ ۹۹/ویں عرس رضوی کے موقع پر امام احمد رضا اکیڈمی بریلی سے شائع ہونے والے ''رسائل رضویہ'' کی ۲۶/ویں جلد میں شامل ہے۔

☆ خلفاء کے ورثہ،نسل، اہل خانہ اوران کے احباب کے پاس پائے جانے والے اعلیٰ حضرت کے دستخط ومہر سے مزین خلافت نامے۔جیسے حضرت علامہ عبدالغفور شاہ پوری جیسی وہ شخصیات کہ ان کا نام اعلیٰ حضرت، ماہنامہ ''الرضا'' اور حجۃ الاسلام والی فہرستوں میں تو نہیں ہے البتہ ان کے پاس خلافت نامہ موجود تھا جو آج بھی ان کے اخلاف واہل خانہ کے پاس پایا جاتا ہے۔

☆ یا جن کے خلیفۂ اعلیٰ حضرت ہونے کی گواہی اعلیٰ حضرت کے شہزادوں یا اعلیٰ حضرت کی بارگاہ میں شب وروز رہنے والے خلفاء، تلامذہ اور خدام واقارب نے دی ہو۔ جیسے سرکار مفسر اعظم ہند کہ جن کی خلافت کی تصریح خود حضرت حجۃ الاسلام کے اس رجسٹرڈ وقف نامہ میں ملتی ہے جو آپ نے مؤرخہ ۳۰/اگست ۱۹۳۸ء کو تحریر فرمایا تھا۔ یہ وقف نامہ مؤرخہ ۲/ستمبر

۱۹۳۸ءکو بریلی تحصیل میں رجسٹرڈ ہوا۔اس رجسٹرڈ وقف نامہ کی کاپی فقیر راقم الحروف کے پاس موجود ہے۔اس وقف نامہ میں ایک جگہ حضرت حجۃ الاسلام تحریر فرماتے ہیں کہ:

''ہمارے خلفِ اکبر'' ابراہیم رضا خاں عرف جیلانی میاں'' کو حضور پُر نور ''اعلیٰ حضرت'' قبلہ قدس سرہ نے اپنا ''مجاز و ماذون'' بشرطِ علم فرمایا تھا''۔(رجسٹرڈ حامدی وقف نامہ)

ان تمام مآخذ کی مدد سے اعلیٰ حضرت کے خلفاء سے متعلق جو کتابیں اب تک منظر عام پر آئی ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) حضرت علامہ عبدالحکیم شرف قادری علیہ الرحمہ کے مختلف مقالات کا مجموعہ بنام'' خلفاء امام احمد رضا''۔

(۲) پروفیسر مسعود صاحب علیہ الرحمہ کے مقالات کا مجموعہ بنام'' خلفائے محدث بریلوی''

(۳) محترم محمد میاں قصوری صاحب اور ڈاکٹر مجید اللہ قادری صاحب کے ذریعہ ترتیب دی گئی کتاب ''تذکرۂ خلفائے اعلیٰ حضرت''۔

(۴) مولانا محمد شاہد القادری صاحب کلکتوی کی کتاب ''تجلیات خلفائے اعلیٰ حضرت''

مذکورہ بالا چار کتابوں میں سے اخیر کی دو کتابیں زیادہ مفصل ہیں۔ڈاکٹر مجید اللہ قادری صاحب کی کتاب ''تذکرۂ خلفائے اعلیٰ حضرت'' میں برصغیر سے تعلق رکھنے والے ۵۲/اور عرب وافریقہ سے تعلق رکھنے والے ۲۸/خلفائے اعلیٰ حضرت کے ناموں کی فہرست کے ساتھ ان میں سے کچھ کے مفصل اور کچھ کے مجمل حالات درج کئے گئے ہیں۔

مولانا محمد شاہد القادری صاحب کلکتوی نے اپنی کتاب ''تجلیات خلفائے اعلیٰ حضرت'' میں برصغیر سے تعلق رکھنے والے اعلی حضرت کے ۹۲/خلفاء کے حالات جمع کئے ہیں۔

خلفائے اعلیٰ حضرت کے تعلق سے سب سے زیادہ مستند برصغیر سے تعلق رکھنے

والے ان پچاس خلفا کی فہرست ہے جو اعلیٰ حضرت کی حیات ہی میں ماہنامہ ''الرضا'' کے مدیر حضرت علامہ حسنین رضا خاں علیہ الرحمہ نے ماہنامہ ''الرضا'' شمارہ ۴،۵/ بابت ماہ ربیع الآخر/ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۸ھ کے صفحہ ۹/تا ۱۲/ شائع فرمائی۔ اسی طرح اعلیٰ حضرت کے ۲۸/ خلفا کہ جن کا تعلق عرب و افریقہ سے ہے ان کے ناموں کی صراحت بحیثیت خلفائے اعلیٰ حضرت ہمیں حضور حجۃ الاسلام کے رسالہ ''**الاجازات المتینہ لعلماء مکۃ و المدینہ**'' سے ملتی ہے۔ یہ رسالہ حضرت حجۃ الاسلام نے ۱۳۲۵ھ میں مرتب فرمایا۔ ان ۲۸/ خلفا کے علاوہ حضرت مولانا سید حسین مدنی صاحب کا ذکر صراحت کے ساتھ ''الملفوظ'' میں ملتا ہے۔

اعلیٰ حضرت کے تلامذہ کا بھی مجموعی تعداد کا اشاریہ صراحت کے ساتھ کہیں نہیں ملتا۔ حضرت ملک العلماء نے حیات اعلیٰ حضرت میں ۱۵/، حضرت علامہ بدرالدین قادری رضوی علیہ الرحمہ نے سوانح اعلیٰ حضرت میں ۱۹/ حضرت علامہ مفتی حنیف خاں رضوی بریلوی صاحب نے ''جامع الاحادیث'' کے مقدمہ میں ۱۴/ اور ''تجلیات خلفائے اعلیٰ حضرت'' میں ۳۹/ تلامذہ کے ناموں کا اندراج فرمایا ہے۔ ہم نے تتبع و تلاش کے بعد تلامذۂ اعلیٰ حضرت کی مجموعی تعداد ۵۰/ تک پہنچا دی ہے۔ کیونکہ ''تجلیات خلفائے اعلیٰ حضرت'' میں درج ۳۹/ تلامذۂ اعلیٰ حضرت کے علاوہ ۱۰/ تلامذۂ اعلیٰ حضرت کے ناموں کا ذکر ہمیں حیات اعلیٰ حضرت جلد اول اور ''الملفوظ'' حصہ دوم میں ملا ہے۔ نیز حضرت مفتی اعجاز ولی خاں علیہ الرحمہ کے تلمیذ اعلیٰ حضرت ہونے کا سراغ ''جامع الاحادیث'' کے مقدمہ اور قطب مدینہ حضرت علامہ ضیاء الدین مدنی علیہ الرحمہ کی سوانح حیات سے لگا ہے۔ اس طرح ہم نے ان ۱۱/ شخصیات کے اسمائے گرامی کا اضافہ مذکورہ حوالوں سے اپنی فہرست میں کر دیا ہے۔

یوں اعلیٰ حضرت کے خلفا اور تلامذہ میں سے ہم نے برصغیر سے تعلق رکھنے والے اعلیٰ حضرت کے ۷۹؍خلفا، عرب و افریقہ سے تعلق رکھنے والے ۳۱؍خلفا، برصغیر اور عرب و افریقہ سے تعلق رکھنے والے ۵۰؍تلامذۂ اعلیٰ حضرت کا اپنی اس کتاب میں ذکر کیا ہے۔

''اعلیٰ حضرت کے خلفا اور تلامذہ'' نامی ہمارا یہ مجموعہ ایک مقدمہ، چار ابواب اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے جس کی تفصیل یوں ہے:

☆ **مقدمہ**: مقدمہ میں ہم نے خلیفہ اور خلافت کا لغوی و اصطلاحی معنی، خلافت کی تاریخ، قرآن و حدیث کی روشنی میں خلیفہ کا مفہوم، خلافت مطلقہ، خلافت ارضیہ، خلافت راشدہ، خلافت طریقت، خلافت عرفیہ اور خلافت اصطلاحیہ جیسے عناوین پر مختصراً و اجمالاً گفتگو کی ہے۔

پہلا باب: اس باب میں برصغیر سے تعلق رکھنے والے اعلیٰ حضرت کے خلفا کی تفصیلات، تعداد اور فہرست وغیرہ کے سلسلہ میں گفتگو کی گئی ہے۔

دوسرا باب: اس باب میں عرب و افریقہ سے تعلق رکھنے والے اعلیٰ حضرت کے خلفا کی تفصیلات کو بیان کرنے کے ساتھ اجازت نامہ کے اُن ساتوں نسخوں کا مفصل ذکر کیا گیا ہے کہ جو اعلیٰ حضرت نے حرمین طیبین میں علما و مشائخ کو عطا فرمائے۔

تیسرا باب: اس باب میں اعلیٰ حضرت کے ۵۰؍تلامذہ اور شاگردوں کی تفصیلات بیان کی گئی ہیں۔

چوتھا باب: اس باب میں اعلیٰ حضرت کے چند خلفا کی، دینی، مذہبی، مسلکی، علمی اور دعوتی و صحافتی خدمات کے اجمالی جائزہ پر مشتمل پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب کے مضمون کو شامل کیا گیا ہے۔

خاتمہ: خاتمہ میں برصغیر سے تعلق رکھنے والے اعلیٰ حضرت کے ۵۰؍خلفا کی اس فہرست کا عکس پیش کیا ہے کہ جو اعلیٰ حضرت کی حیات میں ماہنامہ ''الرضا'' کے شمارہ ماہ ربیع الآخر جمادی الاولیٰ ۱۳۳۸ھ میں شائع ہوئی۔ اسی طرح عرب و افریقہ سے تعلق رکھنے والے اعلیٰ حضرت کے ۲۸؍خلفا کو اجازت نامہ کے جو سات عربی نسخے عطا کئے گئے تھے ان ساتوں

نسخوں کے عربی مضمون کو درج کیا ہے۔

اس طرح برصغیر سے تعلق رکھنے والے ۹۷؍، عرب وافریقہ سے تعلق رکھنے والے ۳۱؍خلفائے اعلیٰ حضرت ، برصغیر اور عرب وافریقہ سے تعلق رکھنے والے ۵۰؍تلامذۂ اعلیٰ حضرت کے مختصر حالات پر مشتمل ''دبستانِ رضا'' کے خوشنما اور عطر بیز پھولوں کا یہ حسین گلدستہ ''اعلیٰ حضرت کے خلفا اور تلامذہ'' کی صورت میں آپ کے سامنے ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے شرف قبول عطا فرمائے۔ آمین

اظہارتشکر: اس موقع پر ہم حضور صاحب سجادہ حضرت علامہ الحاج الشاہ محمد سبحان رضا خاں سبحانی میاں مدظلہ کا صمیم قلب سے شکریہ ادا کرتے ہیں کہ جن کے حکم وارشاد پر اس مقالہ نے کتابی قالب اختیار کیا۔ جامعہ رضویہ منظر اسلام کے صدرالمدرسین وشیخ الحدیث جامع معقولات ومنقولات حضرت علامہ مفتی محمد عاقل صاحب کا بھی شکریہ کہ جنہوں نے ہماری ہر قلمی کاوش پر حوصلہ افزا کلمات سے ہمیں نوازا۔ حقیقت تو یہ ہے کہ آپ ہی نے اولاً یہ مشورہ عنایت فرمایا کہ اس مقالہ کو کتابی شکل میں مرتب کیا جائے۔ حضرت مولانا معین الدین صاحب ، حضرت سید شاکر علی صاحب ، حضرت مولانا محمد اختر صاحب جیسے اساتذۂ منظر اسلام کے بھی ہم شکر گزار ہیں کہ انہوں نے اپنے دعائیہ کلمات سے اس کتاب کو سند اعتماد عطا فرما کر حوصلہ افزائی کی۔ محترم رفیق گرامی مرزا توحید بیگ رضوی صاحب ، مولانا محمود رفاروقی منظری صاحب اور شاگرد رشید مفتی محمد ریاض الحسن منظری صاحب کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے کہ جنہوں نے نہایت تیزی کے ساتھ اس کتاب کی کمپوزنگ، تزئین کاری اور تصحیح وغیرہ کے مراحل سے گزار کر اسے لائق اشاعت بنایا۔ آمین

محمد سلیم بریلوی

۱۸؍صفر المظفر ۱۴۴۰ھ / ۲۹؍اکتوبر ۲۰۱۸ء بروز پیر

مقدمہ

خلیفہ کا لغوی معنی:۔خلیفہ عربی زبان کا لفظ ہے جو قرآن وحدیث میں بھی متعدد مقام پر وارد ہوا ہے۔اس کا فعل ثلاثی مجرد میں ''خلف یخلف'' باب'' نصر ینصر'' سے آتا ہے۔جس کا معنی ہے کسی کا'' جانشین، قائم مقام اور نائب ہونا'' یا کسی کو اپنا نائب، جانشین اور قائم مقام بنانا۔اس طرح'' خلیفہ'' کا معنیٰ ہوتا ہے '' جانشین، نائب، قائم مقام اور ایسا حاکم و بادشاہ جس کے اوپر کوئی حاکم اور بادشاہ نہ ہو۔'' خلافت'' کا لغوی معنیٰ ہے''نیابت، جانشینی اور قائم مقامی۔''

(لسان العرب جلد دوم حرف الخاء مطبوعہ دارالحدیث قاہرہ)

''لغات کشوری'' میں خلیفہ کا معنی یوں بتایا'' جانشین، ولیعہد''۔

(لغات کشوری صفحہ ۲٦٦ فصل خ۔ل)

خلیفہ کا وسیع اور اصطلاحی مفہوم: اصطلاح اور عرف میں خلیفہ اس کو کہتے ہیں جو کسی عظیم ذات اور بے مثال شخصیت کے مخصوص پیغامات واحکامات کی تبلیغ وترسیل، نیابت کے طور پر'' مدبر امور'' ہوا کر اس کے اوامر ونواہی اور اس کے مقصود ومطلوب کے نفاذ میں حد درجہ کوشش کرے۔اس کے اہداف ومشن کی تکمیل کے لئے اس کا معاون و مددگار اور اس کا دست و بازو بن کر ہر موقع پر اس کا ساتھ دے، جدو جہد کرے اور اصل کے بنائے ہوئے خاکہ میں اس کی منشا کے مطابق رنگ بھرے۔

خلافت کا سلسلہ زریں:۔کسی کو نائب وخلیفہ بنانے اور انہیں خلافت سے سرفراز کرنے کی تاریخ نئی نہیں ہے بلکہ اس کا سلسلہ بہت پرانا اور قدیمی ہے۔ بلکہ یہ سلسلہ کائنات کی ابتدائے آفرینش سے تسلسل کے ساتھ مختلف صورتوں میں متعدد

ناموں اور کئی دیگر تعبیروں کے ساتھ یونہی چلا آ رہا ہے۔

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ اللہ رب العزت نے جب تک چاہا تو اس کی ذات وصفات ''کنز مخفی'' کی صورت میں جلوہ افروز رہی مگر جب اس کی مشیّت اور اس کا ارادہ ہوا کہ اس کی ذات وصفات کی معرفت کے جلووں سے کائنات متعارف ہو، اس کی نعمتوں سے بہرہ مند ہو، اس کی قدرت کے جلوے ملاحظہ کرے، اس کی عظمت وکبریائی کا اعتراف کرے، اس کی بندگی کا حق ادا کرے، اس کے معبود ہونے کا اقرار واعتراف کرے، اس کے محبوب کے مقام ومرتبے کا ادراک کرے، ان کی شانِ محبوبی کے جلوے اور مناظر دیکھے۔ حق و باطل میں تفریق وتمیز کر کے اللہ ورسول کے احکام پر عمل پیرا ہو، محبوبانِ خدا اور دشمنانِ خدا میں امتیاز کر کے سچوں کا دامن تھامے اور بروں کو ''دودھ سے مکھی کی طرح'' اپنے ذہن ودماغ اور اپنے رشتوں، ناطوں سے نکال کر ان سے اجتناب وتنفر کرے۔ اللہ کا مطیع وفرمانبردار بن کر، نبیین، صدیقین، شہداء اور صالحین کے راستے پر چل کر انعامات ربانیہ کو حاصل کرے تو اس نے ''خلق الانسان'' (ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے انسانیت کی جان محمد کو پیدا کیا) کی صورت میں ہمارے نبی ﷺ کو اپنے نور سے پیدا فرما کر ان کے سرِ مبارک پر ''نیابتِ مطلقہ'' اور ''خلافتِ عامہ'' کا ''تاج زریں'' سجا کر انہیں ''عالم امکان کا شاہ'' اور ''خلق کا آقا'' بنا دیا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے عالم ارواح میں ہمارے آقا ﷺ کو اپنا سب سے ''پہلا خلیفہ مطلق'' منتخب فرمایا۔

حضرت آدم عالم اجساد کے خلیفہ اول:۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے جب عالم اجساد، عالم دنیا اور روئے زمین پر حضرت انسان کو پیدا فرمانا چاہا تو حضرت آدم علیٰ نبینا علیہ

الصلوٰۃ والسلام کو پیدا فرما کر پوری روئے زمین اور ''عالم اجساد'' کا انہیں خلیفۂ اول بنادیا۔قرآن کریم میں ارشادفرمایا گیا:"واذ قال ربك للملٰئكة انى جاعل فى الارض خليفة"۔(سورۂ بقرہ آیت۳۰پ ارکوع۴)

ترجمہ: اوراے محبوب! یادکرواس وقت کو جب کہ تمہارے رب نے فرشتوں کو فرمایا کہ میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں ۔(کنزالایمان)

تفسیر جلالین میں اس آیت کی تفسیر کے تحت یوں فرمایا گیا کہ " يخلفنى فى تنفيذ احكامى فيها وهو اٰدم"

(تفسیر جلالین صفحہ ےمطبوعہ مجلس برکات مبارک پور)

ترجمہ: جومیرےاحکام واوامر کے اجراءاورزمین میں میرے ان احکامات کے نفاذ وتنفیذ میں میری نیابت کرے۔خلیفہ سے مرادآیت میں حضرت آدم ہیں۔

خلیفہ کی تفسیر میں صاحب جلالین نے" وهو آدم "بیان کیا تھااس پر مفتی ارشادحسین صاحب رامپوری علیہ الرحمہ کے شاگردرشیداورجلالین کے محشی اپنے حاشیۂ جلیلہ نافعہ میں فرماتے ہیں:''قوله: "وهو اٰدم" فهو ابو البشر والخليفة الاول باعتبار عالم الاجساد و اما باعتبار عالم الارواح فهو سيدنا محمد صلى الله عليه وسلم۔

(حاشیہ تفسیر جلالین صفحہ ےمطبوعہ مجلس برکات مبارکپور)

ترجمہ: یعنی زمین میں خلیفہ بنائے جانے سے مرادحضرت آدم ہیں جوابوالبشر ہیں اور عالم اجساد کے اعتبار سے خلیفۂ اول ہے ورنہ عالم ارواح کے اعتبار سے خلیفہ اول تو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

حضرت داوٗد کے زمینی خلیفہ ہونے کا ذکر:۔ قرآن کریم میں ایک جگہ حضرت داوٗد علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سلسلے میں فرمایا گیا " یٰداؤدانا جعلنٰك خليفة فی الارض فاحکم بين الناس بالحق"۔

(سورہ صٓ آیت ۲۶ پا ۲۶ رکوع ۱۱)

ترجمہ: اے داوٗد! بے شک ہم نے تجھے زمین میں نائب کیا تو لوگوں میں سچا حکم کر۔ (کنزالایمان)

اس آیت کے تحت" خلیفة فی الارض "کی تفسیر میں حضرت صدرالافاضل نے تحریر فرمایا ''خلق کی تدبیر پر آپ کو مامور کیا اور آپ کا حکم نافذ فرمایا''۔

(حاشیہ کنزالایمان)

تفسیر جلالین میں اس کی تفسیر یوں کی گئی کہ " تدبر امر الناس"۔

(تفسیر جلالین صفحہ ۳۸۲)

ترجمہ: یعنی حسن تدبیر وتدبر کے ساتھ لوگوں کے معاملات کی انجام دہی کے لئے تمہیں اپنا نائب بنایا۔

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ رب العزت نے کائنات میں اپنا سب سے پہلا خلیفۂ اعظم اور نائبِ مطلق جس ذات کو بنایا وہ ہمارے نبی ﷺ ہیں اس لئے جتنے انبیائے کرام بھی دنیا میں تشریف لائے ان سب کے سردار ہمارے آقا ﷺ ہی ہیں۔ سارے انبیاء آپ ہی کی نیابت میں اللہ رب العزت کے احکامات کی ترسیل وتبلیغ اور اس کے اوامر ونواہی کی تنفیذ وتثبیت کے لئے دنیا میں تشریف لائے۔

سیدی سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی مضمون کے اثبات کے

لئے اپنے رسالہ" تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین"۔۱۳۰۵ھ کو تصنیف فرمایا۔اس رسالہ میں آپ نے بتایا کہ:

"حضور پُر نور سید عالم ﷺ کا افضل المرسلین و سید الاولین والآخرین ہونا قطعی ایمانی ،یقینی ،اذعانی ،اجماعی ،ایقانی مسئلہ ہے"۔

(صفحہ ۴۵ مطبوعہ امام احمد رضا اکیڈمی بریلی شریف)

نبی اکرم ﷺ کی ایک حدیث پاک میں بھی اس کا تذکرہ یوں آیا ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہوئے فرمایا کہ:

"رضوان خازن جنت نے بعد ولادت حضور سید الکونین ﷺ کو اپنے پروں کے اندر لے کر گوش (کان) اقدس میں عرض کی: حضور کے ساتھ نصرت کی کنجیاں ہیں ،رعب ودبدبہ کا جامہ حضور کو پہنایا گیا ہے جو حضور کا چرچہ سنے گا اس کا دل ڈر جائے گا اور جگر کانپ اٹھے گا اگر چہ حضور کو نہ دیکھا ہو"یا خلیفة الله" (اے اللہ کے خلیفہ!)

(تجلی الیقین صفحہ ۴۷)

ہمارے نبی ﷺ ،اللہ تعالیٰ کے خلیفہ اعظم ہیں اس کو بیان کرتے ہوئے سیدی سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے علامہ ابن حجر مکی کی کتاب "جوہر منظّم" سے ایک اقتباس یوں نقل فرمایا کہ:

"هو خليفة الله الاعظم الذى جعل خزائن كرمه و موائد نعمه طوع يديه و تحت ارادته يعطى من يشاء"۔

ترجمہ:یعنی وہ اللہ کے وہ خلیفہ اعظم ہیں کہ حق جل وعلا نے اپنے کرم کے

خزانے، اپنی نعمتوں کے خوان سب ان کے ہاتھوں کے مطیع ان کے ارادے کے زیر فرمان کردیئے جسے چاہتے ہیں عطا فرماتے ہیں۔(ایضا۳۱۹)

نکتہ:۔قرآن عظیم کا نظم و اسلوب بھی کتنا معنی خیز ہے کہ حضرت آدم کے لئے یہاں سورۂ بقرہ میں اور حضرت داؤد کے لئے سورۂ صٓ میں خلیفہ بنائے جانے کا جب ذکر فرمایا تو ''فــی الارض'' کی قید کے ساتھ خلیفہ بنائے جانے کا مژدہ سنایا گیا تاکہ قرآن پڑھنے والے یہ سمجھ لیں کہ ان انبیائے کرام کی خلافت خاص جگہ کے لئے ہے۔ ان کی خلافت و نیابت مطلق اور عام نہیں ہے۔یہی وجہ ہے کہ مذکورہ حدیث پاک میں جب ہمارے آقا ﷺ کی خلافت کا ذکر ہوا تو بنا کسی قید کے مطلقاً آپ کو''یـا خلیفة الله'' سے تعبیر فرمایا گیا جس کا لازمی مفاد و مفہوم اور نتیجہ یہ نکلا کہ حضرت آدم اور دیگر انبیاء صرف زمین کے خلیفہ ہیں اس کے برخلاف ہمارے آقا ﷺ ابتدائے آفرینش سے آخر تک سارے جہانوں میں اللہ کے خلیفہ اعظم اور اس کے نائبِ مطلق ہیں کیونکہ آپ کی خلافت و نیابت عامہ، مطلقہ، دائمہ اور مستقلہ ہے۔

مذکورہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ خلافت کے اس ''سلسلہ زریں'' کا آغاز ہمارے آقا ﷺ کے نور کی تخلیق سے اس طرح ہوا کہ ہمارے نبی ﷺ سب سے پہلے خلیفہ ہوئے۔ دنیا میں آپ کی تشریف آوری تک سارے انبیائے کرام آپ ہی کی نیابت میں دنیا کے اندر لوگوں کو رشد و ہدایت کی سوغات عطا فرماتے رہے اور آپ کی آمد آمد کا مژدۂ جانفزا بھی سناتے رہے۔اس طرح قیامت تک آنے والے تمام دینی و مذہبی پیشوا اور رہنما سب آپ ہی کی نیابت کا حق ادا کرنے کے

لئے قدرت کی جانب سے بھیجے جاتے رہیں گے۔

انبیائے کرام کے نائبین وخلفاء:۔ اللہ رب العزت کے احکام، ارشادات، پیغامات اوراس کے اوامر ونواہی کی ترسیل وتبلیغ اورتنفیذ وترویج نیز اس کے بتائے ہوئے راستے کودکھانے اورلوگوں کوحق و باطل کا فرق بتانے کے لئے یوں توانبیائے کرام کا یہ سلسلہ زریں عالم اجساداور روئے زمین پرحضرت آدم سے چلا آرہا ہے مگر ہر دور کے انبیائے کرام نے اس ارفع واعلیٰ اورعظیم مقصد، مبارک ومسعود ہدف، اس ربانی مطلوب ومقصوداور پیغام الٰہی کی ترویج واشاعت اوراس کی تعمیل وتکمیل کے لئے اپنے کچھ اعوان وانصاراوراصحاب واخیارمنتخب فرما کرانہیں اس طرح تیار کیا کہ وہ اس عظیم اور مقدس مشن کی تکمیل میں ان کا ساتھ دینے کے لائق وصالح بن جائیں۔ان کوایسی تعلیمات وہدایات سے مزین وآراستہ کیا کہ جن کی وجہ سے وہ ان کی ظاہری زندگی میں بھی ان کا ساتھ دیں اور پھران کے اس ظاہری دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد بھی یہ حضرات ان کی اس تحریک اوران کے اس مقدس پیغام ومشن کوزندہ رکھیں۔خود بھی ان کے معین کردہ اہداف تک پہونچنے کی سعی کریں اوردنیاوالوں کوبھی اس تک پہنچانے کی کوششیں کریں، **امر بالمعروف اورنھی عن المنکر** کا فریضہ انجام دیں۔ان کی تعلیمات کوزندہ رکھیں اوران کے بتائے ہوئے طریقے کی طرف لوگوں کی رہنمائی کریں۔قرآن کریم کی تفسیروں کا جب ہم مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں انبیائے کرام کے ان اعوان وانصارکا تذکرہ متعدد مقامات پرملتا ہے۔

شروع میں یہ بات لکھی جاچکی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے روئے زمین

پر دنیا بسانے، انسانوں کو اپنی ذات و صفات کے جلووں سے متعارف کرانے اور اپنی بے شمار حکمتوں کے پیش نظر حضرت آدم کو پیدا فرمایا تھا۔اس عظیم مقصد کی تکمیل کیلئے یہ بات ضروری تھی کہ حضرت آدم کی پیدائش کے بعد ان کی نسل انسانی صورت میں دنیا کے اندر بسے جس کے لئے ایک شریک حیات اور ایک رفیق سفر کی صورت میں کسی ایسی ہستی کا معرض وجود میں آنا ضروری تھا کہ جو اس مبارک و مسعود اور بے مثال مقصد میں ان کی نیابت کرے،ان کا ساتھ دے،ان کا دست و بازو بنے اور ان کی معین و مددگار ہو چنانچہ اس کے لئے حضرت آدم کی بائیں پسلی سے ''حضرت حوا'' کو پیدا فرما کر ان کے مقصد کی تکمیل کے لئے انہیں ان کا معین و مددگار بنایا گیا۔

دنیا میں بس جانے کے بعد نسلاً بعد نسلٍ خلافت و نیابت کا یہ سلسلہ یونہی آگے بڑھتا رہا یہاں تک کہ طوفان نوح کے بعد جب دنیا دوبارہ بسائی گئی تو حضرت نوح نے بھی اپنے منتخب اعوان و انصار بنائے۔جب حضرت ابراہیم علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا زمانہ آیا اور ان کی بعثت ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ مژدۂ جانفزا سنایا کہ"انی جاعلك للناس اماما"یعنی میں نے تمہیں لوگوں کا امام بنایا۔

(سورۂ بقرہ آیت ۱۲۴ رکوع ۱۵)

یہ سن کر حضرت ابراہیم نے عرض کی کہ یہ منصب امامت و خلافت ان کی اولاد و ذریت کو بھی عطا فرمایا جائے۔ چنانچہ ان کی اولاد میں سے بھی بے شمار انبیائے کرام پیدا فرما کر اسی مطلوب ربانی کی تکمیل کا سامان مہیا فرمایا گیا۔

حضرت موسیٰ علیٰ نبینا علیه الصلوٰة و التسلیم کو اللہ رب العزت

نے منصب نبوت وخلافت سے سرفراز کئے جانے کا جب مژدہ سنایا تو آپ نے اپنے معین و مددگار کے روپ میں اپنے بھائی حضرت ہارون کو اس منصب امامت و خلافت کے عطا کرنے کی استدعا فرماتے ہوئے عرض کی:

"واجعل لی وزیرا من اھلی"(سورہ طٰہٰ آیت ۲۹ رکوع ۱۱)

ترجمہ: اور میرے لئے میرے گھر والوں میں سے ایک وزیر کردے۔

(کنزالایمان)

حضرت موسیٰ علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ کی بارگاہ میں جب یہ دعا کی تو انہیں اس کی قبولیت کا مژدہ یوں سنایا گیا کہ:

"قال سنشد عضدك باخيك"(سورۂ قصص آیت ۳۵)

ترجمہ: فرمایا: قریب ہے کہ ہم تیرے بازو کو تیرے بھائی سے قوت دیں گے۔

(کنزالایمان)

چنانچہ حضرت موسیٰ کو حضرت ہارون کی شکل میں ایک ایسا معین و مددگار عطا فرمایا کہ جنہوں نے اللہ رب العزت کی جانب سے حضرت موسیٰ کو تفویض کی گئی ذمہ داریوں کی انجام دہی میں ان کی مدد بھی کی اور ہر موقع پر ان کی نیابت بھی جیسا کہ جب وہ کوہِ طور پر توریت لینے تشریف لے گئے تو ان کی غیر موجودگی میں ان کی نیابت کرتے ہوئے قوم موسیٰ کی نگہبانی بھی فرمائی۔

حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ و التسلیم نے ربانی پیغامات کو دنیا والوں میں پہنچانے کے لئے اپنے کچھ خاص جانثاروں کی ایک جماعت کو منتخب فرمایا جنہیں قرآنی زبان میں "حواری" اور "انصار" کے نام سے تعبیر فرمایا

گیا۔قرآن کریم میں کئی مقامات پران کا تذکرہ ملتا ہے۔ایک جگہ یوں ہے:

''فلما احس عیسیٰ منهم الکفر قال من انصاری الی الله ط قال الحواریون نحن انصار الله ج اٰمنا بالله ج''

(سورہ آل عمران آیت ۹۲)

ترجمہ: پھر جب عیسیٰ نے ان سے کفر پایا (یعنی یہودیوں کو دیکھا کہ وہ اپنے کفر پر قائم ہیں) تو بولا: کون میرے مددگار ہوتے ہیں اللہ کی طرف؟ حواریوں نے کہا: ہم دین خدا کے مددگار ہیں۔ اللہ پر ایمان لائے۔(کنزالایمان)

اس آیت کی تفسیر میں حضرت صدرالافاضل نے تحریر فرمایا کہ'' حواری وہ مخلصین ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دین کے مددگار تھے اور آپ پر اول ایمان لائے۔ یہ بارہ اشخاص تھے''۔(حاشیہ کنزالایمان)

صحابۂ کرام:۔اللہ کی طرف سے اس دنیا میں جب ہمارے نبی ﷺ اسلام کی عظیم نعمت لے کر تشریف لائے تو اس عظیم ذمہ داری کی انجام دہی کے لئے آپ نے صحابہ کرام کی مقدس جماعت کو ان تمام خوبیوں سے بحسن وخوبی اور بوجہ کمال مزین وآراستہ فرمایا کہ جن خوبیوں کی وجہ سے اس ''امانت ربانی'' کو یہ مقدس جماعت دنیا کے خطہ خطہ تک پہونچانے کے لائق وصالح بن جائے۔ امور تبلیغیہ کی تبلیغ و ترسیل،عقائد اسلامیہ کی ترویج واشاعت،شریعت اسلامیہ کی بالا دستی کے قیام، احکام الٰہیہ کے نفاذ اور اعلائے کلمۃ الحق کے لئے صحابۂ کرام کی یہ مقدس جماعت مکمل جانثاری کے ساتھ اپنے آقا کی نیابت میں شب و روز جد و جہد کرے۔ ہر آن، ہر لمحہ، ہر جگہ اور ہر موقع پر اپنے آقا کا ساتھ دے،ان پر پروانہ وار

ساتھ دینے کا جذبہ رکھے۔

چنانچہ حقیقت میں ہوا بھی یہی کہ صحابہ کرام کی اس عظیم جماعت نے آقا ﷺ کی نیابت کا حق ادا کرتے ہوئے منشائے الٰہی اور منشائے رسول کے مطابق دین کی مثالی اور ناقابل فراموش خدمات انجام دیں۔ نبی اکرم ﷺ کے بعد انہوں نے نہ صرف یہ کہ اسلام اور پیغام اسلام کی حفاظت و پاسبانی اور اس کی تبلیغ و ترسیل کی بلکہ اپنے بعد والوں کو بھی اس مشن کے فروغ اور اس تحریک کو زندہ رکھنے اور ہر طرح کے باطل فتنوں کی آمیزش سے محفوظ رکھنے کے لئے تیار بھی کیا اور افراد سازی کا فریضہ بھی بحسن وخوبی انجام دیا۔

احادیث کریمہ کو روایت کرنے والے مخصوص صحابہ کرام نے بھی اپنے کچھ مصاحبین تیار کئے کہ جنہوں نے ان کی مرویات کو دوسروں تک پہنچانے کی ذمہ داری اپنے کاندھوں پر اٹھائی۔ جیسے حضرت عبداللہ ابن مسعود کے مصاحب خاص حضرت علقمہ وغیرہ، حضرت عبداللہ ابن عباس کے مصاحب حضرت امام مجاہد اور حضرت امام ضحاک اور حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مصاحب خاص حضرت نافع وغیرہ۔ ان جیسی شخصیات نے صحابہ کرام کی نیابت میں آقا کریم ﷺ کی احادیث کریمہ کو دنیا والوں تک پہنچانے میں نہایت اہم کردار ادا کیا۔

خلافتِ فقہیہ:۔ صحابۂ کرام کے بعد تابعین اور تابعین کے بعد تبع تابعین کی مبارک جماعتوں نے اپنے اپنے دور میں آقا کریم ﷺ اور صحابہ کرام کی اس نیابت و خلافت کا بجا طور پر حق ادا فرمایا۔ ائمہ مجتہدین نے اپنے اپنے دور میں اپنے مصاحبین کے ذریعہ امت مسلمہ کی دینی وشرعی ذمہ داریوں کی انجام دہی فرمائی۔

ائمہ اربعہ میں سے ہر ایک کے کچھ مخصوص مصاحبین تھے جنہوں نے اپنے اماموں کے فقہی مذہب کی تبلیغ و ترسیل اور ان کی حفاظت و صیانت میں خوب جانفشانی کی۔ ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذہب حنفی کی ترویج و اشاعت کی ذمہ داریاں جن مصاحبین نے بحسن وخوبی انجام دیں ان میں سے حضرت امام ابی یوسف، حضرت امام محمد، حضرت حسن بن زیاد اور حضرت امام زفر جیسی شخصیات مشہور ومعروف ہیں۔

خلافتِ طریقت اور اس کا پس منظر:۔ بغداد میں خلافت عباسیہ پر جب زوال کے بادل منڈرانے لگے اور دین کے نام پر نت نئے فتنے جنم لینے لگے، مذہب اسلام کی آبیاری اور اس کی ترویج واشاعت میں اسلامی حکومت وخلافت از کار رفتہ اور غیر مؤثر ثابت ہونے لگیں، علوم اسلامیہ کے نام پر دنیاداری اور مال و دولت کے حریص علمائے سوء نے دین و مذہب کی خالص اسلامی تعلیمات میں باطل کی آمیزش کرنا شروع کردی تو ایسے میں اللہ رب العزت کے مخلص، بے لوث اہل دل اور صاحب نظر افراد کی ایک مقدس جماعت نئے عزم، پاکیزہ جذبے اور مقدس مقصد کے ساتھ دینی و مذہبی خدمات کے لئے اٹھ کھڑی ہوئی کہ جسے بعد میں ''صوفیائے کرام'' کے نام سے جانا گیا۔ اس جماعت نے دنیا کے ہنگاموں سے دور رہ کر، گوشۂ تنہائی میں اقامت گزیں ہوکر خلق خدا کے قلب و ذہن میں جاگزیں ہونے والی باطل افکار ونظریات کی آلودگیوں سے ان کے قلوب واذہان کے تزکیہ و تطہیر اور اسلامی تعلیمات پر باطل افکار ونظریات کی جمی ہوئی تہوں کو صاف کر کے علم کو ''نورِ علم'' سے مزین و آراستہ کرنے کے لئے ''خانقاہی نظام'' اور ''طریقۂ

تصوف'' کی بنیاد وطرح ڈالی۔ یہی وہ عظیم مقصد، ہدف، مقصود، مطلوب اور تحریک و مشن تھا کہ جس کے لئے انہوں نے اپنی ہستیوں کو مٹا کر اور اپنے وجود کو فنا کر کے خلق خدا کو معرفت الٰہی کا درس دیا۔ عطیات ربانی سے انہیں مزین کیا۔ اللہ و رسول کی تعلیمات سے انہیں قریب کیا۔ دنیا کی آلودگیوں میں گھر جانے والے علم کو ان آلودگیوں سے پاک وصاف کر کے اسے ''نورعلم'' کی صورت میں ڈھال کر اللہ کے بندوں کو اس کی لازوال برکتوں سے از سرنو آشنا کیا۔ مجاہدہ کرا کر، ریاضتیں کروا کر، چلہ کشی کی مشقت خیز وادیوں سے گزار کر، معرفت وسلوک کے جام پلا کر، نفس کشی کی بھٹی میں تپا کر انہیں ''کندن'' بنانے کی جگہ جگہ مبارک و مقدس تحریکیں چلائیں۔ خود بھی اس مشن کی تکمیل کے لئے جد و جہد کی۔ اس عظیم تحریک کو زندہ رکھنے، اسے مفید و مؤثر بنانے، اس کے پیغامات اور اس کی تعلیمات کو عام سے عام تر کرنے کے لئے ان حضرات نے اپنے ''خلفائے طریقت'' کا ایک ایسا زریں سلسلہ قائم کیا کہ جس کا ایک سرا رسول اکرم ﷺ سے متصل ہوتا تو دوسرا متعدد واسطوں سے ہو کر ان خلفاء تک پہنچتا۔ مبارک و مسعود ہستیوں، عظیم و بے مثال نفوس قدسیہ اور بافیض شخصیات کی انہیں مضبوط کڑیوں کے باہمی اور اٹوٹ رشتۂ اتصال کا نام ہی ''سلسلہ'' ہے اور اسی کو ''سلسلۂ طریقت'' کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ سلسلہ قادریہ، سلسلہ چشتیہ، سلسلہ سہروردیہ اور سلسلہ نقشبندیہ جیسے سلاسل طریقت اسی عظیم مقصد کی تکمیل کے لئے معرض وجود میں آئے۔ ان تمام سلاسل طریقت کے تاریخ ساز خلفاء نے اپنے مشائخ سلسلہ کی تعلیمات کو وسیع پیمانے پر فروغ دیکر ہر دور میں امت کے اندر ایسی جماعتیں تیار کی جوحق کی علمبردار بنیں۔

ان کے وجود مسعود کی برکتوں سے مذہب و مسلک کو تحفظ حاصل ہوا۔ ان کی مقدس ہستیاں حق کا معیار اور صداقت کی کسوٹی بن گئیں۔ سیدنا سرکار غوث اعظم اور سرکار غریب نواز جیسی عظیم ہستیاں اسی سلسلے کی قابل تقلید اور لائق اتباع شخصیتیں ہیں۔

سلسلۂ تلمذ:۔ سلسلہ طریقت کے علاوہ ایک ''سلسلہ تلمذ'' بھی ہے جس کا مفہوم یہ ہوتا ہے کہ شاگرد اپنے شیخ سے ظاہری تعلیم حاصل کرتا ہے اور پھر یہ شاگرد و تلمیذ اس تعلیم کو اپنے شاگردوں کے سینوں میں اتارتا ہے۔ اس طرح اس تعلیم کی برکتوں سے وہ مذہب و مسلک اور قوم و معاشرے کی خدمت کرتا ہے۔

تعلیم و تعلم کا نظام جب تک کلاس روم، درس گاہی کمروں، سبجیکٹس، سلیبس اور نصاب تعلیم کی تعیین و تحدید، پیریڈ و گھنٹی کی حد بندیوں، عصری دانش کدوں کے نظام کی زنجیروں سے آزاد تھا اور تعلیم و تعلم پر خانقاہی نظام کی بالا دستی تھی تب تک اس پاکیزہ و باعظمت اور شخصیت ساز نظام میں پہلے سلسلہ طریقت اور سلسلۂ تلمذ یہ دونوں سلسلے ایک ساتھ چلا کرتے تھے۔ ایک ہی شیخ سے علم و عمل کی ظاہری آراستگی کے ساتھ ذہن و قلب اور روح و باطن کی بھی تطہیر ہوتی۔ شیخ طریقت تصوف و سلوک اور معرفت و حقیقت کی وادیوں کی سیر کرانے کے ساتھ علوم ظاہرہ اور فنون مفیدہ سے بھی انہیں آراستہ و پیراستہ کرتا۔ تعلیم کے لعل و گہر عطا کرنے کے ساتھ طریقت و روحانیت کے موتیوں سے بھی نواز کر ان کی شخصیت کو ایسا نکھارتا کہ وہ جو بولتے اسے خدائی بولی کہا جاتا، وہ جو کرتے اسے خدائی کام سے تعبیر کیا جاتا، وہ ایک نگاہ ڈال دیتے تو خاک کو سونا بنا دیتے، ان کی نگاہِ کیمیا کا یہ اثر ہوتا کہ جس پر ایک نگاہ ڈال دیتے آن کی آن میں ان کے دل کی دنیا ہی بدل جاتی۔ وہ رہتے تو

فرش زمین پر مگر دیکھتے عرش اور لوح محفوظ تک۔ وہ پہنتے تو ''گدڑیاں'' مگر وہ ان کے اندر بے مثال ''لعل و گہر'' چھپائے رہتے۔ وہ شریعت وطریقت اور حقیقت و معرفت کا بے مثال ''سنگم'' ہوتے۔ شریعت وطریقت کے درمیان ''بال'' اور ''مانگ'' کا اٹوٹ ومضبوط رشتہ قائم رکھتے۔ ''طریقت کی نہروں'' کے ساتھ ''شریعت کے منبع وسرچشمہ'' سے بھی مضبوط تعلق جوڑے رکھتے۔

خانقاہ برکاتیہ:۔شریعت وطریقت کے اسی ''عظیم سنگم'' کے ایک ''پیکرِ جمیل'' کا نام ہے ''خانقاہ قادریہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ''۔ یہاں کے ''صاحب دل'' اور ''صاحب نظر'' صوفیائے کرام اور مشائخ طریقت نے شریعت وطریقت اور حقیقت ومعرفت کے اس پاکیزہ سنگم کی ہر دور میں لاج رکھی۔ یہاں کے مشائخ طریقت علم باطن کے ساتھ علم ظاہر سے بھی آراستہ ہوتے۔ معرفت وحقیقت کے جام پلانے کے ساتھ وہ اپنے مریدین ومتوسلین اور خلفاء و تلامذہ کو علم ظاہر کے زیور سے بھی آراستہ فرماتے۔ علم کے ساتھ ان کی شخصیات کو ''نورعلم'' سے بھی روشن ومنور کرتے۔ کردار وعمل اور نظر وفکر کی اصلاح کے ساتھ ان کی ''شخصیت سازی'' اور ''پرسنالٹی ڈیولپ'' کرنے کا بھی فریضہ انجام دیتے۔ یہی وجہ ہے کہ صدیاں گزر جانے کے بعد بھی اس خانقاہ کو برصغیر میں آج بھی نہایت قدر ومنزلت اور اعتبار واحترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

امام احمد رضا خانقاہ برکاتیہ میں:۔اس خانقاہ کے انہیں اختصاصات وامتیازات کی وہ ایسی روحانی وعرفانی کشش تھی جو امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ جیسے ''آسمان علم وفن'' کے ''آفتاب نصف النہار'' کو مارہرہ مقدسہ کی بابرکت سرزمین پر

کشاں کشاں لے گئی۔ ۱۲۹۴ھ کو سیدی سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے والد بزرگوار علامہ نقی علی خاں، تاج الفحول، محبّ رسول حضرت علامہ عبدالقادر بدایونی، اپنے استاذ مرزا عبدالقادر بیگ کی معیت میں خاتم الاکابر، مرشد کامل حضرت سیدنا شاہ آل رسول احمدی برکاتی علیہ الرحمہ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوکر ہمیشہ کے لئے اپنے آپ کو اپنے مرشد کے ہاتھوں پر فروخت کردیا۔

(حیات اعلیٰ حضرت صفحہ ۱۲۱۔۱۲۲ مفہوماً و معارف رضا سالنامہ ۱۹۹۳ء صفحہ ۱۹۰)

حضرت خاتم الاکابر علیہ الرحمہ نے اسی مجلس میں سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذاتی علم وفضل، ان کی صفائی قلب، پاکیزگیٔ ذہن، شفافیتِ روح اور ان کی بے مثال ظاہری و باطنی خوبیوں کو اپنی نگاہ ولایت سے ملاحظہ فرما کر انہیں طریقت کے سارے سلاسل قدیمہ وجدیدہ کی خلافت کے ساتھ احادیث مرویہ خاص کر حدیث مسلسل بالاولیت، چاروں مصافحات، دیگر علوم وفنون، اذکار واشغال، اوراد ووظائف اور ادعیہ ماثورہ کی اجازت وخلافت سے بھی سرفراز فرمایا۔ جن ۱۲ ر سلاسل طریقت کی آپ کو اجازت وخلافت عطا فرمائی گئی وہ مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ جدیدہ (۲) سلسلہ قادریہ قدیمہ (۳) سلسلہ قادریہ اہدلیہ (۴) سلسلہ قادریہ منوریہ (۵) سلسلہ چشتیہ قدیمہ (۶) سلسلہ چشتیہ جدیدہ (۷) سلسلہ سہروردیہ قدیمہ (۸) سلسلہ سہروردیہ جدیدہ (۹) سلسلہ نقشبندیہ علائیہ (۱۰) سلسلہ بدیعیہ (۱۱) سلسلہ علویہ منامیہ (۱۲) سلسلہ عالیہ قادریہ رزاقیہ۔

اجازت وخلافت کا طریقہ:۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ چونکہ اسی مذکورہ خانقاہی نظام کے ایک عظیم مبلغ وترجمان اور طبقۂ صوفیہ کے ''صف شکن مجاہد'' تھے۔ اس لئے

سلسلۂ تلمذ اور سلسلۂ خلافت وطریقت کا آپ نے وہی طریقہ اپنایا کہ جو آپ کے مشائخ سلسلہ اور دیگر صوفیہ سے تسلسل کے ساتھ چلا آ رہا تھا۔ چونکہ آپ کو اکیس علوم وفنون اپنے اساتذہ، خاص کر والد ماجد حضرت علامہ نقی علی خاں علیہ الرحمہ اور سرکارنور حضرت سیدنا شاہ ابوالحسین احمد نوری مارہروی علیہ الرحمہ سے باقاعدہ پڑھ کر حاصل ہوئے تھے۔ ان کے علاوہ دس علوم وفنون کی آپ کو دیگر اہل علم، نقاد علماء سے اجازت حاصل تھی جنہیں آپ نے مذکورہ بالا اکیس علوم وفنون کی مدد سے حاصل کیا تھا۔ نیز اٹھائیس علوم وفنون وہ ہیں کہ جنہیں آپ نے کسی استاذ سے نہ قرأتاً حاصل کیا نہ سماعاً حاصل کیا اور نہ مذاکرتاً بلکہ یہ ۲۸؍علوم وفنون آپ کو وہبی طور پر اپنی نظر وفکر سے حاصل ہوئے۔

(الاجازات المتینہ، مطبوعہ امام احمد رضا اکیڈمی بریلی شریف، مفہوماً)

اعلیٰ حضرت کے حالات زندگی پڑھ کر یہ اندازہ ہوتا ہے کہ آپ مذکورہ بالا ان تمام انسٹھ ۵۹؍علوم وفنون، ان کے کتب وحواشی اور اپنی جملہ تصنیفات کی اجازت و خلافت تین طرح سے علماء ومشائخ کو عطا فرمایا کرتے تھے:

پہلا طریقہ:۔ آپ اپنے یہاں آنے والے شائقین تحصیل علوم وفنون کو یہ تمام علوم و فنون اور ان کے کتب و حواشی باضابطہ طریقہ تدریس کے مطابق پڑھاتے۔ کئی مہینوں اور کئی سالوں تک طلبہ آپ کی درسگاہ علم وفن سے تعلیم حاصل کرتے اس کے بعد آپ ان تمام علوم و فنون اور ان کے کتب وحواشی کی روایت کرنے کی انہیں اجازت عطا فرمانے کے ساتھ انہیں سلاسل طریقت کی بھی اجازت وخلافت سے سرفراز فرماتے۔

دوسرا طریقہ:۔ وہ علماء اور مشائخ جو علوم وفنون میں کامل ومکمل ہوتے اور آپ سے تبرکاً سندِ اجازت وخلافت حاصل کرنے کی گزارش کرتے تو آپ ایسے حضرات کو حدیث ''مسلسل بالاولیت'' کا اسماع کرا کر اوران سے چاروں مصافحات کر کے انہیں اپنے تمام علوم وفنون اور ساری مرویات وتصنیفات کی روایت کرنے کی اجازت کے ساتھ انہیں سبھی سلاسل طریقت کی اجازت وخلافت سے نواز دیتے۔

تیسرا طریقہ:۔ کبھی آپ اجازت وخلافت کے طلبگاروں کو اپنے تمام علوم وفنون، سبھی مرویات اور سبھی سلاسل طریقت کی اجازت وخلافت سے بنا کسی روایت کا اسماع کرائے ہوئے انہیں نواز دیتے۔ یہ وہ حضرات ہوتے کہ جو پہلے سے علوم و فنون اور معرفت وحقیقت کی نعمتوں سے مالا مال ہوتے۔ بس انہیں اعلیٰ حضرت جیسی علوم وفنون اور معرفت وروحانیت کی بے مثال شخصیت سے اپنی سند کا رشتہ جوڑنا مقصود ہوتا۔

پہلا باب

برصغیر سے تعلق رکھنے والے خلفائے اعلیٰ حضرت کی تفصیلات

اعلیٰ حضرت کے خلفا کی تعداد:۔ اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمہ آسمان علم و فضل اور افق حقیقت و معرفت کے ایسے درخشندہ سورج ہیں کہ جو اپنے دامن میں علوم و حکمت اور معرفت و روحانیت کے نہ جانے کتنے بدر کامل اور روشن و منور ستارے سمیٹے ہوئے ہیں۔ آپ جہاں ایک طرف ''ناموس رسالت'' کے محافظ و پاسبان تھے وہیں ایک سچے عاشق رسول بھی تھے۔ ایک طرف آپ سواد اعظم جماعت اہل سنت کے مضبوط ترین'' مبلغ و ترجمان'' تھے تو دوسری طرف آپ طبقۂ صوفیاء کے ''صف شکن مجاہد'' بھی تھے۔ آپ نے جہاں مذہب اسلام کی صحیح تعلیمات، سچے افکار و نظریات، عقائد حقہ اور معمولات صحیحہ کو اپنے خداداد علم و فضل سے مدلل و مبرہن فرمایا وہیں مذہب حنفی کا بھی زبردست علمی انداز میں تحفظ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک ﷺ کے صدقے انہیں ایک خاص مقصد کی تکمیل کے لئے پیدا فرمایا تھا۔ قدرت کی جانب سے مجددیت کے تاج زریں کا آپ کو عطیہ بھی ملا تھا اور اسلاف کرام کے مقدس دینی و مذہبی اور مسلکی و مشربی ہدف، مقصود، مطلوب اور تحریک و مشن کی عظیم ذمہ داریاں بھی آپ کو تفویض کی گئی تھیں۔ آپ نے بھی اپنی تمام تر مذہبی و مسلکی ذمہ داریوں کو پورا کرتے ہوئے ہر طرح کے دنیاوی عیش و آرام کو تج کر ان کی انجام دہی فرمائی جس کی وجہ سے پوری دنیائے اسلام کے خطے خطے کے عوام و خواص کی

دینی وشرعی ضرورتوں میں آپ ان کے مرجع و ماویٰ بن گئے۔ اپنے وقت کی مشاہیر و عباقر شخصیات کے دلوں کو قدرت کی جانب سے ان کے لئے مسخر کر دیا گیا تھا۔ ہر ایک آپ ہی کی زلف کا اسیر نظر آتا ہے۔ جو مسئلہ کہیں حل نہ ہوتا اس کے حل کے لئے نگاہیں آپ ہی کی طرف مرکوز ہوتیں۔ عجم سے لے کر عرب تک ہر جگہ اور ہر خطہ کے علما و مشائخ آپ کے علوم وفنون کی برکتوں سے مالا مال ہوتے۔ ایک ایک وقت میں سیکڑوں سوالات آپ کے یہاں جمع ہو جاتے۔ علوم وفنون کے شائقین اور طلبہ آپ سے اکتساب فیض کرنے کے لئے پروانہ وار آپ کے اردگرد جمع رہتے۔ درس و تدریس کی محفلیں بھی سجتیں اور فقہ و فتاویٰ کا گلستاں بھی لہلہاتا۔ معرفت وسلوک کے جام بھی تقسیم ہوتے اور علم وفن کے موتی بھی لٹائے جاتے۔ بیعت وارشاد کے ذریعہ خلق خدا کو اللہ ورسول کی صحیح ترین معرفت کا راستہ بھی دکھایا جاتا اور رد وطرد، مباحثہ ومناظرہ کے ذریعہ اللہ ورسول کے دشمنوں کی سرکوبی بھی کی جاتی۔ وہ ایک ایسا بے مثال ''مطب'' تھا کہ جس میں امام احمد رضا جیسے ''طبیب حاذق'' کی نگرانی ورہنمائی میں مذہب ومسلک کے محافظ و پاسبان تیار اور ٹرینڈ کئے جاتے۔ دنیا کے خطے خطے تک اپنے اسلاف اور اپنے اکابر کے مشن ''مشن تحفظ ناموس رسالت''، ''مشن تحفظ عظمتِ اسلاف و اکابر'' اور ''مشن تحفظ مذہب و مسلک'' کی ترسیل وتبلیغ اور ترویج واشاعت کے لئے ''شخصیت سازی''، ''افراد سازی'' اور ''پرسنالٹی ڈیولپ مینٹ'' کا یہ ایک ایسا ''مطب'' اور ایک ایسا افراد ساز ''کارخانہ'' تھا جس میں علوم وحکمت، معرفت وحقیقت، تصوف وسلوک، علم ظاہر اور علم باطن کے مقدس و پاکیزہ ''سانچوں'' میں مختلف علاقوں سے تعلق رکھنے

والے افراد کو بے مثال دینی و مذہبی مبلغ ورہنما اور''علمائے ربانیین'' کی''خدا بھاتی''
صورتوں میں ڈھالا جاتا۔علوم وحکمت اور معرفت وروحانیت کے شائقین کو امام
احمد رضا کے اس علمی وروحانی''مطب'' اوران کی اس''شخصیت ساز'' بارگاہ میں
آکر بے پناہ ذہنی وروحانی سکون ملتا۔شخصیت سازی، کردار سازی، افراد سازی،
اور پرسنالٹی ڈیولپ کرنا کسے کہتے ہیں یہ کوئی امام احمد رضا سے سیکھے۔

بہرحال آپ کے خلفاء کی صحیح تعداد بیان کرنا نہایت مشکل ترین امر ہے۔
بس اتنا کہا جاسکتا ہے کہ آپ کے خلفاء عالم اسلام کے بے شمار خطوں میں تھے۔کیونکہ
آپ خانقاہی نظام کی شفافیت کے علمبردار تھے۔سلسلہ قادریہ کے فروغ واحیاء کے
لئے حد درجہ کوشاں رہتے۔اپنے تلامذہ کو علوم وفنون کے ساتھ معرفت وروحانیت اور
تزکیہ وتطہیر کا لباس زیب تن کراتے۔اس لئے آپ اپنے تلامذہ کو عموماً علوم ظاہرہ کی
اجازت دینے کے ساتھ انہیں علوم باطنہ اور سلاسل طریقت کی بھی اجازت وخلافت
سے نوازتے۔

پروفیسر مسعود صاحب نے اعلیٰ حضرت کے خلفاء کی تعداد کے بارے میں
متعدد جگہ کچھ اشارئیے پیش فرمائے ہیں۔ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں:
''مولانا بریلوی کے خلفاء ہندوستان و پاکستان، حجاج مقدس، اور دوسرے بلاد
اسلامیہ میں پھیلے ہوئے ہیں''۔
(حیات مولانا احمد رضا بریلوی مطبوعہ سیالکوٹ بحوالہ خلفائے محدث بریلوی صفحہ ۸)
ایک جگہ یوں تحریر فرمایا:
''فاضل بریلوی کے بے شمار خلفاء تھے جو پاک و ہند اور حرمین شریفین میں پھیلے

ہوئے تھے ''الاجازات المتینہ'' کے مطالعہ سے حرمین شریفین میں آپ کے خلفاء کی تعداد کا ایک سرسری اندازہ ہوتا ہے''۔ (خلفائے محدث بریلوی صفحہ ۸)

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

''ہندوستان و پاکستان اور ممالک اسلامیہ خصوصاً حرمین شریفین میں مولانا بریلوی کے بکثرت خلفاء تھے جن کی تعداد سو ۱۰۰ سے متجاوز ہے۔

(حیات مولانا احمد رضا خاں بریلوی بحوالہ خلفائے محدث بریلی صفحہ ۸)

آپ کے خلفاء کا علمی مقام و مرتبہ اور ان کی عظمت و رفعت کیا تھی اس کے سلسلے میں پروفیسر مسعود صاحب کا یہ اقتباس پڑھے جانے کے لائق ہے:

''حضرت فاضل بریلوی کے خلفاء میں بعض تو ایسے بھاری بھرکم ہیں کہ ان کے حالات اوران کی خدمات کا جائزہ لیا جائے تو ضخیم کتاب تیار ہوجائے۔ افسوس ابھی تک کما حقہ کام نہیں کیا گیا ورنہ دنیا دیکھتی کہ ہندوستان کے آسمان علم و دانش سے طلوع ہونے والا آفتاب اپنے دامن میں کتنے چاند سمیٹے ہوئے تھا۔

(خلفائے محدث بریلوی صفحہ ۱۵)

ماہنامہ ''الرضا'' بریلی شریف، شمارہ ۴، ۵/ ماہ ربیع الآخر، جمادی الاولیٰ ۱۳۳۸ھ کے صفحہ نمبر ۱۲/ پر مدیر ماہنامہ ''الرضا'' حضرت علامہ حسنین رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ، اعلیٰ حضرت کے ۵۰/ خلفائے برصغیر کی فہرست ذکر کرنے کے بعد ''نوٹ'' کے ضمن میں فرماتے ہیں:

''اس وقت صرف بعض اہالیٔ ہند کے اسماء محض یادداشت سے لکھے ہیں۔ علمائے عرب وافریقہ ان سے علیٰحدہ ہیں۔ نیز بہت ممکن ہے کہ بعض ضروری نام رہ گئے

ہوں جو اطلاع ملنے پر آئندہ شائع کر دیئے جائیں گے''۔

(ماہنامہ ''الرضا'' بریلی شریف، شمارہ۴، ۵/ماہ ربیع الآخر، جمادی الاولیٰ ۱۳۳۸ھ صفحہ نمبر۱۲)

اعلیٰ حضرت کے خلفاء اور تلامذہ دنیا کے خطے خطے میں پھیلے ہوئے تھے جن کی وجہ سے آج ہر جگہ سنیت کی بہاریں نظر آتی ہیں اور تقریباً ہر وہ خطہ جہاں اہل سنت و جماعت کا وجود ہے وہ اعلیٰ حضرت کے ذکر اور چرچے سے روشن و منور ہے۔اس بات کو پروفیسر مسعود صاحب نے یوں بیان فرمایا:

''آپ کے خلفاء کا دائرہ اتنا وسیع ہے کہ ایک طرف صوبہ مدراس، صوبہ بنگال اور صوبہ بہار میں آپ کے خلفاء پھیلے ہوئے نظر آتے ہیں تو دوسری طرف صوبہ پنجاب، صوبہ سرحد اور بلوچستان اور تیسری طرف صوبہ سندھ (پاکستان) اور صوبہ راجستھان میں، صوبہ سی۔پی اور یو۔پی تو گویا آپ کے زیرنگیں تھے۔دائرہ خلفاء کی یہ ہمہ گیری شاید معاصرین صوفیہ میں کسی کو حاصل نہ ہوسکی۔آپ کے خلفاء پاک و ہند کے مختلف شہروں میں موجود تھے۔مثلا بنگلور، مدراس، کلکتہ، عظیم آباد، جبل پور، آرہ، محمود آباد، میرٹھ، مراد آباد، بجنور، نگینہ، باندہ، اعظم گڑھ، کچھوچھہ، پیلی بھیت، الور، پرتاب گڑھ، کوٹلی لوہاراں، کراچی، کھروڑہ، سیالکوٹ، لاہور، آگرہ، مگدھ وغیرہ وغیرہ۔پھر نہ صرف پاک و ہند بلکہ بلاد عرب، افریقہ، اور انڈونیشیا وغیرہ میں بھی آپ کے خلفاء موجود تھے۔مثلاً مدینہ منورہ، مکہ معظّمہ، طرابلس، فابلس وغیرہ۔ظاہر ہے کہ ان خلفاء نے مجموعی طور پر حضرت فاضل بریلوی کے پیغام کو کہاں کہاں پہنچایا ہوگا۔یہی وجہ ہے کہ پاک و ہند میں کوئی ایسا شہر نہیں جہاں آپ کے معتقد اور جاں نثار موجود نہ ہوں''۔

(خلفائے محدث بریلوی صفحہ ۳۰)

مذہب ومسلک کی ترویج واشاعت اوراعلیٰ حضرت کی تعلیمات کودنیا کے ہر حصے میں پہونچانے کا جوزریں کارنامہ اعلیٰ حضرت کی کتابوں،تحریروں،فتوؤں، شہزادوں اورآپ کے خلفاء وتلامذہ نے انجام دیا اس کا ایک سرسری جائزہ ڈاکٹر مجیداللہ قادری صاحب نے یوں پیش فرمایا کہ:

''ایسے ہی سلسلہ قادریہ برکاتیہ کے ایک جلیل القدر عالم دین،عظیم روحانی پیشوا، حضوراکرمﷺ کی بارگاہ سے مقبولیت پانے والے حضرت امام احمد رضا خاں قادری برکاتی محدث بریلوی قدس سرہ ہیں۔جنہوں نے دین اسلام کی تبلیغ کرتے ہوئے ہزاروں فتاویٰ تحریر کئے اورایک ہزار سے زائد دین اسلام کے حوالے سے کتب تصنیف فرمائیں۔مسلمانوں کو دوست اوردشمن کی پہچان بتائی اورحضوراکرم ﷺ کی محبت کو دلوں میں روشن کیا،اعلیٰ حضرت امام اہل سنت الشاہ امام احمد رضا خاں قادری برکاتی کی اپنی ذاتی خدمات ایک طرف اسلامی تاریخ میں سنہرے حرفوں سے لکھنے کے لائق ہیں،تو دوسری طرف ان کے ۱۰۰/ سے زیادہ تربیت یافتہ خلفا اور ہزاروں تلامذہ کی خدمات دینی بھی برصغیر کی تاریخ کا ایک انمول حصہ ہے۔امام احمد رضا نے برصغیر میں بالخصوص تحفظ ختم نبوت،تعظیم نبی مصطفیٰﷺ اور اسوۂ رسولﷺ کی خدمات کا جو بیڑا اٹھایا تھا ان کے تلامذہ اور خلفاء نے اس کو آگے بڑھانے میں چار چاند لگائے،آپ کے متعدد خلفاء نے مختلف جہتوں میں کام کیا،مثلاً فقہی،معاشرتی اورمعاشی مسائل،تحریک جدوجہد آزادی،تبلیغ اسلام، روحانی اورطریقت کےافکار،ردمذاسب باطلہ ادیان وغیرہا''۔

(تجلیات خلفا اعلیٰ حضرت صفحہ ۲۵)

اعلیٰ حضرت نے دیگر صوفیا کی طرح صرف اپنے خلفاء کی تعداد وکمیت بڑھانے کا کام نہیں کیا بلکہ انہوں نے ایسے ہی افراد کو اپنا خلیفہ منتخب فرمایا کہ مذہب ومسلک کی ترویج واشاعت میں جوان کی طرح بےلوث جذبوں سے معمور تھے اور جوان سے علم وعمل کی دولت بے بہا حاصل کر کے اپنے آپ کو ان کی کسوٹی پر کھرا اتار چکے تھے۔ اس سلسلے میں خلفائے اعلیٰ حضرت کی خصوصیات پر روشنی ڈالتے ہوئے پروفیسر مسعود صاحب فرماتے ہیں:

''حضرت فاضل بریلوی کی شخصیت بڑی متحرک اور فعال (Dynamic) تھی، اس بلا کی حرکت اور جہد وعمل کی قوت معاصرین میں نظر نہیں آتی۔ آپ نے یہی جذبہ عمل اپنے خلفاء میں منتقل کیا، چنانچہ اکثر خلفاء علم وعمل کا روشن مینارہ نظر آتے ہیں۔ انہوں نے پاک و ہند اور بیرونی دنیا کے گوشہ گوشہ میں اسلام کا پیغام پہنچایا۔ اور مسلک اہل سنت و جماعت کی اشاعت کی اور ملت اسلامیہ کو رسول کریم علیہ التحیۃ و التسلیم کا سچا فدائی و پرستار بنایا۔ انہوں نے (خلفائے اعلیٰ حضرت نے) اس مقصد کے لئے تبلیغی دورے کئے۔ تعلیمی اور فلاحی ادارے قائم کئے، اخبارات ورسائل جاری کئے۔ (خلفائے محدث بریلوی صفحہ ۳۱)

اس کے بعد پروفیسر مسعود صاحب نے اعلیٰ حضرت کے خلفاء کے ذریعہ قائم کئے گئے تعلیمی اور فلاحی اداروں کی تفصیلات، خلفائے اعلیٰ حضرت کی دیگر دینی، مذہبی، مسلکی اور علمی و اصلاحی خدمات بیان کرنے کے بعد خلفائے اعلیٰ حضرت کی اخبار ورسائل کے حوالے سے صحافتی خدمات کا بھی احاطہ فرمایا ہے۔ نیز خلفائے اعلیٰ حضرت کے تبلیغی دوروں پر بھی روشنی ڈالی ہے۔

بر صغیر کے خلفاء : مذکورہ تفصیلات سے یہ بات کافی حد تک ثابت ہو چکی ہے کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے بے شمار خلفاء اور تلامذہ تھے جو دنیا کے بیشتر ممالک اور خطوں میں پھیلے ہوئے تھے۔

قرآن و حدیث، اقوال اسلافِ کرام اور مذہب اسلام کی معتبر و مستند کتابوں کی روشنی میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان نے مذہب اسلام اور عقائد حقہ اور معمولات صحیحہ کی ترویج و اشاعت کے لئے جو خطوط و منشور متعین فرما کر ان خلفاء اور تلامذہ کی جو تربیت فرمائی تھی اور جن کی انہیں تلقین و تاکید کی تھی ان کی روشنی میں ان حضرات نے عالم اسلام کے بیشتر خطوں تک حتی الامکان مذہب و مسلک کی نشر و اشاعت فرمائی۔

یہ بات بھی گزر چکی ہے کہ ان خلفاء اور تلامذہ کی صحیح اور متعین تعداد و تحدید بیان کرنا نہایت مشکل امر ہے۔ البتہ سب سے صحیح اور مستند ترین خلافت ان لوگوں کی ہے کہ جن کی تصریح خود سیدی سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمائی ہے یا ان کے شاہزادگان نے یا ان حضرات نے کہ جو شب و روز سیدی اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہِ علم و فن میں رہتے تھے جیسے حضرت علامہ حسنین رضا خاں، حضرت ملک العلماء اور حضرت صدر الشریعہ وغیرہم۔ یا جن کی گواہی خود ان خلفاء کو بارگاہ امام سے عطا کی جانے والی سند اجازت و خلافت دیتی ہو۔

اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالہ سے برصغیر ہندوستان، پاکستان اور بنگلہ دیش سے تعلق رکھنے والے خلفاء کی تین فہرستوں کا ہمیں سراغ ملتا ہے اور اس کے علاوہ عرب و افریقہ وغیرہ سے تعلق رکھنے والے خلفاء کے ناموں اور تعداد

کی معرفت حاصل کرنے کا سب سے مستند ترین ماخذ اور حوالہ " الاجـــــــازات المتیـنه لعلماء بكة و المدينة" نامی رسالہ ہے جسے متعلقہ عرب وافریقہ کے خلفاء کو عطا کی جانے والی خلافتوں اور اجازتوں کے چشم دید گواہ، شہزادۂ اعلیٰ حضرت سیدی سرکار حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خاں علیہ الرحمہ نے عربی زبان میں ۱۳۲۵ھ کو مرتب فرمایا۔

اعلیٰ حضرت کے ذریعہ جاری کی گئی پہلی فہرست:۔اعلیٰ حضرت نے وہابیہ و دیابنہ کے ردّ میں "الاستمداد علی اجیال الارتداد "نامی قصیدہ تحریر فرمایا تو اس کے ضمن میں'' **ذکر احباب و دعائے احباب**'' کی سرخی کے تحت اپنے چودہ خلفاء کا تذکرہ فرمایا ہے۔ یہ اشعار مندرجہ ذیل ہیں:

حامد منی انا من حامد☆ حمد سے ہمد کماتے یہ ہیں

(۱)شہزادہ اکبر حضرت حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خاں

عبدالسلام سلامت جس سے☆ سخت آفات میں آتے یہ ہیں

(۲)عیدالاسلام حضرت علامہ عبدالسلام جبل پوری

میرے ظفر کو اپنی ظفر دے☆ اس سے شکستیں کھاتے یہ ہیں

(۳)ملک العلماء حضرت علامہ ظفرالدین رضوی بہاری

میرا امجد مجد کا پکا☆ اس سے بہت کچیاتے یہ ہیں

(۴)صدرالشریعہ حضرت علامہ امجد علی رضوی اعظمی

میرے نعیم الدین کو نعمت☆ اس سے بلا میں سماتے یہ ہیں

(۵)صدرالافاضل حضرت علامہ نعیم الدین مرادآبادی

احمد واشرف حمد و شرف لے☆ اس سے ذلت پاتے یہ ہیں

(۶) حضرت علامہ سید احمد اشرف کچھوچھوی

مولانا دیدارعلی کو☆ کب دیدار دکھاتے یہ ہیں

(۷) علامہ دیدارعلی رضوی محدث الوری

مجبوراحمد مختاران کو☆ کرتا ہے مرجاتے یہ ہیں

(۸) علامہ احمد مختار صدیقی میرٹھی

اک اک وعظ عبدالاحد پر☆ کتنے نتھنے پھلاتے یہ ہیں

(۹) سلطان الواعظین علامہ عبدالاحد رضوی پیلی بھیتی

بخش رحیم پہ رحمت جس سے☆ آرے کے نیچے آتے یہ ہیں

(۱۰) فقیہ النفس حضرت مفتی رحیم بخش رضوی آروی

جوہر منشی لعل پہ ہیرا☆ کھامرنے کومنگاتے یہ ہیں

(۱۱) حضرت علامہ منشی محمد لعل خاں مدراسی کلکتہ

آل الرحمٰن برہان الحق ☆ شرق پہ برق گراتے یہ ہیں

(۱۲) سیدی سرکار مفتی اعظم ہند

تازہ ضرب شفیع احمد سے☆ کہنہ بخار اٹھاتے یہ ہیں

(۱۳) امین الفتویٰ حضرت علامہ شفیع احمد بیسلپوری

دے حسنین وہ تقبیع ان کو☆ جس سے برے کھسیاتے یہ ہیں

(۱۴) حضرت علامہ حسنین رضا خاں بریلوی

ماہنامہ ''الرضا'' کی جاری کردہ دوسری فہرست: اعلیٰ حضرت کو ایک بار یہ اطلاع ملی

کہ کچھ لوگ ہندوستان کے مختلف خطوں میں مال و دولت کی تحصیل کی غرض سے اپنے آپ کو ان کا خلیفہ بتاتے ہیں اور لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں چنانچہ ایسے ہی دھوکے باز افراد سے مسلمانوں کو بچانے کی غرض سے آپ نے ایک مختصر تحریر بنام ''ضروری اطلاع'' اپنے دستخط کے ساتھ شائع کرائی۔ یہ تحریر ماہنامہ ''الرضا'' بریلی شریف، شمارہ ۴، ۵/ ماہ ربیع الآخر، جمادی الاولیٰ ۱۳۳۸ھ کے صفحہ نمبر ۹/ پر مدیر ماہنامہ ''الرضا'' حضرت علامہ حسنین رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ نے شائع فرمائی۔

مذکورہ ''ضروری اطلاع'' نامی تحریر کے اختتام کے بعد حضرت علامہ حسنین رضا خاں علیہ الرحمہ نے ''اعلان'' کی سرخی لگا کر ایک مختصر ''ادارتی نوٹ'' کے ساتھ برصغیر سے تعلق رکھنے والے اعلیٰ حضرت کے ۵۰/ خلفاء کی ایک فہرست بھی منسلک فرمائی ہے جو ''الرضا'' کے صفحہ ۹ تا ۱۲/ پر مندرج ہے۔ اس فہرست کی خوبی یہ ہے کہ اس میں خلفاء کے نام کے ساتھ ان کا مکمل پتہ، ان کی علمی صلاحیت، عرفی حیثیت اور ان کے دینی، مذہبی، مسلکی اور علمی و قلمی منصب کو بھی انتہائی مختصر و جامع انداز میں واضح فرمایا ہے۔ ''ضروری اطلاع'' نامی اعلیٰ حضرت کی مذکورہ تحریر مندرجہ ذیل ہے:

ضروری اطلاع

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمدہٗ و نصلی علی رسوله الكريم

برادران اہلسنت کو اطلاع:۔

فقیر کے پاس شکایتیں گزریں، بعض صاحب باوصف بے علمی، دنیا طلبی کے لئے وعظ گوئی کرتے ہوئے اکناف ہند میں دورہ فرماتے اور یہاں سے اپنا علاقہ انتساب بتاتے ہیں، جس کے سبب فقیر سے محبت کرنے والے حضرات

دھوکہ کھاتے ہیں، اس شکایت کے رفع کو یہ سطور مسطور۔

یہاں بحمدہ تعالیٰ نہ کبھی خدمت دینی کو کسب معیشت کا ذریعہ بنایا گیا، نہ احباب ''علمائے شریعت'' یا برادران طریقت کو ایسی ہدایت کی گئی، بلکہ تاکید اور سخت تاکید کی جاتی ہے کہ دست سوال دراز کرنا تو درکنار، اشاعت دین وحمایت سنت (سنیت) میں ''جلب منفعت مالی'' کا خیال دل میں بھی نہ لائیں کہ ان کی خدمت خالصاً **لوجه الله** ہو۔ ہاں! اگر بلا طلب، اہل محبت سے کچھ نذر پائیں، رد نہ فرمائیں کہ اس کا قبول سنت ہے، یہاں سے نسبت ظاہر فرمانے والے صاحبوں کے پاس فقیر کی دستخطی، مہری ''سند علمی'' یا ''اجازت نامۂ طریقت'' ضرور ملاحظہ فرمائیں۔ زبانی دعوے پر عمل پیرا نہ ہوں۔ والسلام

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ

''ضروری اطلاع'' نامی اعلیٰ حضرت کی اس تحریر کے بعد اور اعلیٰ حضرت کے پچاس خلفاء کی فہرست کے اوپر ''اعلان'' کے نام سے درج وضاحتی تحریر اور ''ادارتی نوٹ'' کی صورت میں مدیر ماہنامہ ''الرضا'' حضرت علامہ حسنین رضا خاں علیہ الرحمہ کا تین سطری یہ ''اطلاع نامہ'' مندرجہ ذیل ہے:

''فقیر مدیر (حضرت علامہ حسنین رضا خاں) عرض کرتا ہے کہ مزید اطلاع کے لئے بعض حضرات کے اسمائے گرامی تحریر کئے جاتے ہیں جن کا علاقہ اعلیٰ حضرت مدظلہ سے خصوصیت کے ساتھ ہے جو بفضلہ تعالیٰ علم میں کامل ہیں۔ ان سے مسائل بھی پوچھے جائیں اور ان کا بیان بھی سن کر فیض پائیں''۔

(ماہنامہ ''الرضا'' بریلی شریف، شمارہ ۴، ۵/ ماہ ربیع الآخر، جمادی الاولیٰ ۱۳۳۸ھ صفحہ نمبر ۹)

مذکورہ وضاحتی تحریر کے ساتھ مدیر ماہنامہ ''الرضا'' بریلی حضرت علامہ

حسنین رضا خاں علیہ الرحمہ نے پچاس خلفائے اعلیٰ حضرت کی جو فہرست شائع فرمائی ہے وہ فقیر راقم الحروف (محمد سلیم بریلوی) کی جانب سے لگائی گئی سرخی ''پچاس خلفاء کی فہرست'' کے ساتھ مندرجہ ذیل ہے۔

﴿پچاس خلفاء کی فہرست﴾

۱۔ صاحبزادہ جناب مولانا الحاج مولوی محمد حامد رضا خاں صاحب۔ محلّہ سوداگران بریلی۔ عالم، فاضل، مفتی، کامل، مناظر، مصنف، حامی سنت ومجاز طریقت ہیں۔

۲۔ صاحبزادہ جناب مولانا مولوی محمد مصطفیٰ رضا خاں صاحب۔ محلّہ سوداگران بریلی، عالم، فاضل، مفتی، کامل، مناظر، مصنف، حامی سنت ومجاز طریقت ہیں۔

۳۔ جناب مولانا مولوی حکیم امجد علی صاحب ساکن اعظم گڑھ۔ وارد حال محلّہ سوداگران بریلی، عالم، فقیہ، مصنف، واعظ، مناظر، حامی سنت ومجاز طریقت۔

۴۔ جناب مولانا الحاج الشاہ مولوی سید ابوالمحمود احمد اشرف صاحب۔ درگاہ شریف کچھوچھہ شریف، ضلع فیض آباد (وارث سجادہ) عالم، فاضل، مناظر، ، واعظ، خوش بیان، تلمیذ اعلیٰ حضرت، حامی سنت۔

۵۔ جناب مولانا الحاج مولوی احمد مختار صاحب۔ صدیقی ۲۳۶ محلّہ مشائخاں، میرٹھ، عالم، فاضل، واعظ، خوش بیان ومجاز طریقت۔

۶۔ جناب مولانا مولوی سیدی محمد آصف صاحب۔ کانپور محلّہ فیل خانہ قدیم، عالم و مجاز طریقت۔

۷۔ جناب مولانا سید احمد صاحب الوری، صاحبزادہ جناب مولانا مولوی سید دیدار علی صاحب۔ عالم، مدرس، واعظ، مناظر، مجاز طریقت۔

۸۔ جناب مولانا مولوی امام الدین صاحب۔کوٹلی لوہاراں ،مغربی،ضلع سیالکوٹ۔ عالم،واعظ،مجازطریقت۔

۹۔ جناب مولانا مولوی احمد بخش صاحب۔ ڈیرہ غازی خاں۔ عالم، فاضل، کامل، مدرس، واعظ، مناظر، مفتی، مجازطریقت۔

۱۰۔ جناب مولانا مولوی محمد اسمٰعیل صاحب۔ پشاور، عالم، واعظ، مجازطریقت۔

۱۱۔ جناب مولوی سید احمد حسین صاحب۔ میرٹھ، مجازطریقت۔

۱۲۔ جناب مولانا مولوی احمد حسن خاں صاحب امروہی۔ حیدرآباد، عالم، واعظ، مجازطریقت۔

۱۳۔ مداح الحبیب جناب مولوی جمیل الرحمٰن خاں صاحب بریلی محلّہ بہاری پور۔ (نزد مسجد بی بی جی بڑودہ بینک کے سامنے۔محمد سلیم بریلوی) میلاد خواں ،خوش الحان مداح سرکار دوجہاں (ﷺ)۔

۱۴۔ جناب مولانا مولوی حکیم حبیب الرحمٰن خاں صاحب۔ مدرس اول مدرسۃ الحدیث پیلی بھیت، عالم فاضل، مدرس، مجازطریقت۔

۱۵۔ جناب مولانا مولوی حبیب اللہ صاحب۔خطیب مسجد خیرنگر میرٹھ۔ عالم، مجاز طریقت۔

۱۶۔ جناب مولانا مولوی محمد خلیل الرحمٰن صاحب بہاری۔ مدرس مدرسہ عربیہ مدراس، عالم، واعظ، مجازطریقت۔

۱۷۔ جناب مولانا مولوی سید دیدارعلی صاحب۔مفتی جامع (مسجد) آگرہ۔ساکن الور، عالم، فاضل، مفتی، کامل، مدرس، واعظ، مناظر، حامی سنت، مجازطریقت۔

۱۸۔ جناب مولانا مولوی رحم الٰہی صاحب ۔ مدرس مدرسہ اہلسنت (جامعہ رضویہ منظراسلام) محلّہ سوداگران بریلی۔ عالم، فاضل، مدرس مجازطریقت۔

۱۹۔ جناب مولانا مولوی محمد رحیم بخش صاحب آرہ۔اعلیٰ مدرس و بانی فیض الغرباء۔ عالم، مدرس، مفتی، مناظر واعظ ومجازطریقت۔

۲۰۔ جناب مولانا مولوی سرفراز احمد صاحب۔محلّہ مہکڑی کھوہ، مرزاپور، عالم، واعظ ومجازطریقت۔

۲۱۔ جناب مولوی شفیع احمد خاں صاحب (بیسلپوری) مدرس، مدرسہ اہل سنت (منظراسلام) بریلی۔وامین الفتویٰ بدارالافتاء(اعلیٰ حضرت کا دارالافتاء) عالم، مفتی، واعظ، مناظرومجازطریقت۔

۲۲۔ جناب مولانا مولوی شمس الدین صاحب۔ضلع ناگور قصبہ باسنی (راجستھان) علاقہ جودھپور، عالم، مدرس ومجازطریقت۔

۲۳۔ جناب مولانا مولوی ظہیرالحسن صاحب۔ساکن اعظم گڑھ، عالم، مدرس ومجاز طریقت۔

۲۴۔جناب مولانا مولوی ظفرالدین صاحب بہاری۔ پروفیسر مدرسہ عربیہ خانقاہ شہسرام۔عالم، فاضل، کامل، مفتی، مصنف، مدرس، مناظر، حامی سنت، مجازطریقت، ملقب از جانب اعلیٰ حضرت مدظلہ الاقدس بہ''ولدی الاعز'')

۲۵۔ جناب مولانا مولوی محمد عبدالسلام صاحب ملقب از جانب اعلیٰ حضرت بلقب ''عبدالاسلام''، عقب کوتوالی جبلپور۔ عالم، فاضل، مفتی، کامل، مناظر، مصنف، حامی سنت، مجازطریقت۔

۲۶۔ جناب مولانا مولوی حکیم محمد عبد الاحد صاحب ۔ خلف الرشید حضرت مولانا محدث سورتی رحمۃ اللہ علیہ ملقب از جانب اہلسنت مدراس بہ ''سلطان الواعظین''۔ مہتمم مدرسۃ الحدیث پیلی بھیت ۔ عالم، واعظ، مناظر، مدرس، حامی سنت، مجاز طریقت۔

۲۷۔ جناب مولانا الحاج المولوی محمد عبد العلیم الصدیقی ۔ ۲۳۶ محلّہ سوداگران مشائخاں میرٹھ، عالم، فاضل، واعظ، خوش بیان، مجاز طریقت۔

۲۸۔ جناب مولانا المولوی عبد الباقی برہان الحق صاحب صاحبزادہ حضرت مولانا عبدالاسلام۔ عالم، فاضل، مفتی، واعظ، مصنف، مجاز طریقت، ملقب از حضرت قبلہ بہ'' نورعینی''

۲۹۔ جناب مولانا مولوی عبدالحکیم خان صاحب۔ ساکن شاہجہانپور ضلع میرٹھ۔ عالم، مدرس، مصنف، صوفی، مجاز طریقت۔

۳۰۔ جناب مولانا مولوی عبد الحق صاحب۔ پنجابی۔ مدرس مدرسۃ الحدیث پیلی بھیت، عالم، مدرس، مفتی، مجاز طریقت۔

۳۱۔ جناب مولانا مولوی ابوعبد القادر عبد اللہ صاحب۔ کوٹلی لوہاراں مغربی، ضلع سیالکوٹ، عالم، واعظ، مجاز طریقت۔

۳۲۔ جناب مولانا مولوی حاجی عبدالجبار صاحب بنگالی۔ عالم مجاز طریقت۔ (بنگلہ دیش)

۳۳۔ جناب مولانا مولوی حافظ سید عبد الرشید صاحب مظفر پوری ۔ عالم، مجاز طریقت۔

۳۴۔ جناب مولانا مولوی عبد الکریم صاحب۔ چتوڑ گڑھ علاقہ میواڑ

(راجستھان) عالم، واعظ، مجاز طریقت۔

۳۵۔ جناب مولانا مولوی الحاج عبدالرحمٰن صاحب۔ جے پور، تکیہ آدم شاہ، وارد حال مدینہ طیبہ۔ عالم، مدرس، مجاز طریقت۔

۳۶۔ جناب حاجی محمد عیسیٰ خاں محمد صاحب۔ دھوراجی، کاٹھیاواڑ، حامی سنت۔

۳۷۔ جناب سیٹھ عبدالستار اسماعیل صاحب۔ گونڈل، کاٹھیاواڑ، حال مقیم رنگون، (ورما) سورتی بازار، حامی سنت وفرار دہندہ تھانوی از رنگون۔

۳۸۔ جناب مولانا مولوی عبدالعزیز صاحب۔ مدرس مدرسہ جامع مسجد پیلی بھیت۔ عالم، مجاز طریقت۔

۳۹۔ جانب مولانا مولوی غیاث الدین صاحب۔ بہار، عالم، واعظ، مجاز طریقت۔

۴۰۔ جناب مولانا مولوی سید فتح علی شاہ صاحب۔ کھروٹہ سیداں، ضلع سیالکوٹ۔ عالم، واعظ، مجاز طریقت۔

۴۱۔ جناب قاضی قاسم میاں صاحب۔ پور بندر، کاٹھیاواڑ، حامی سنت، مجاز طریقت۔

۴۲۔ جناب حاجی مولوی منشی محمد لعل خاں صاحب۔ ملقب از جانب اعلیٰ حضرت بلقب ''حامی سنت، ماحی بدعت''۔ ۲۲ رنمبر، زکریا اسٹریٹ، کلکتہ۔ ناصر ملت، عدو بدعت، مجاز طریقت۔

۴۳۔ جناب مولانا مولوی محمد شریف صاحب۔ کوٹلی لوہاراں مغربی، ضلع سیالکوٹ، عالم، واعظ، مجاز طریقت۔

۴۴۔ جناب مولانا الحاج المولوی منیر الدین صاحب بنگالی۔ عالم، مجاز طریقت۔

۴۵۔ جناب مولانا مولوی محمود جان صاحب۔ جام جودھپور، کاٹھیاواڑ، عالم، واعظ، مناظر، مصنف، حامی سنت، مجاز طریقت۔

۴۶۔ جناب مولانا مولوی سید محمد عمر ظہیر الدین الہ آبادی۔ عالم، مجاز طریقت۔

۴۷۔ جناب مولانا مولوی حکیم محمد نعیم الدین صاحب۔ مہتمم مدرسۂ اہلسنت مرادآباد، چوکی حسن خاں، عالم، فاضل، مناظر، مصنف، واعظ، حامی سنت، مجاز طریقت۔

۴۸۔ جناب مولانا مولوی حاجی سید نور احمد صاحب۔ چاٹ گام (بنگلہ دیش) عالم، واعظ، مجاز طریقت و مجاز حضرت مفتی حنفیہ بمکہ معظمہ شیخ صالح کمال رحمۃ اللہ علیہ۔

۴۹۔ جناب مولانا مولوی محمد یعقوب علی خاں صاحب۔ بلاسپور، ضلع رامپور، عالم، واعظ، مجاز طریقت۔

۵۰۔ جناب حاجی، حافظ، قاری محمد یقین الدین صاحب۔ ساکن محلّہ ملوکپور، بریلی، امام تراویح اعلیٰ حضرت مدظلہ الاقدس مجاز طریقت۔

(ماہنامہ ''الرضا'' بریلی شریف، شمارہ ۴، ۵/ ماہ ربیع الآخر، جمادی الاولیٰ ۱۳۳۸ھ صفحہ نمبر ۹ تا ۱۲)

نوٹ: اس فہرست میں بریکٹ کے اندر کی عبارات کا اضافہ راقم (محمد سلیم بریلوی) نے کیا ہے۔

مذکورہ فہرست میں خلفائے اعلیٰ حضرت کے احوال و کوائف دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت علامہ حسنین رضا خاں علیہ الرحمہ ایک ماہر فن خاکہ نگار بھی تھے۔ آپ نے انتہائی جامع انداز میں خلفاء کے احوال و کوائف کا اس طرح اندراج کیا

ہے کہ چند الفاظ ہی میں خلفاء کی علمی، فنی، عرفی اور واقعی حیثیت کا احاطہ ہو جاتا ہے۔

چونکہ اس فہرست کو اعلیٰ حضرت کی مذکورہ تحریر کی تائید حاصل ہے اور یہ فہرست اعلیٰ حضرت کی دستخط شدہ مذکورہ تحریر کے ساتھ آپ ہی کی حیات میں شائع ہوئی تھی۔ اس لئے اس فہرست کا انتساب اگر آپ کی طرف کر دیا جائے تو غلط نہ ہوگا۔

اس فہرست کے اختتام پر مدیر ماہنامہ ''الرضا'' حضرت علامہ حسنین رضا خاں صاحب نے جو ادارتی نوٹ لگایا ہے وہ مندرجہ ذیل ہے:

''**(نوٹ)** جو حضرات باوصف نسبت خاصہ اپنے اسماء اس فہرست میں نہ پائیں، اپنی خدمات سنت (سنیت) کا ذکر کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت مدظلہ الاقدس کو اطلاع دیں کہ اس وقت صرف بعض اہالیٔ ہند کے اسماء محض یاد داشت سے لکھے ہیں۔ علمائے عرب وافریقہ ان سے علیٰحدہ ہیں نیز بہت ممکن ہے کہ بعض ضروری نام رہے گئے ہوں جو اطلاع ملنے پر آئندہ شائع کر دیئے جائیں گے۔ جن صاحب کے بیان اوصاف میں میری ناواقفی سے کمی ہوئی تو اس کی معافی چاہتا ہوں چونکہ فرق مراتب دشوار تھا اس لئے ترتیب اسماء ''بترتیب حروف تہجی'' رکھی گئی ہے۔

(ماہنامہ ''الرضا'' بریلی شریف، شمارہ ۴، ۵/ ماہ ربیع الآخر، جمادی الاولیٰ ۱۳۳۸ھ صفحہ نمبر ۱۲)

واضح رہے کہ مدیر ماہنامہ ''الرضا'' حضرت علامہ حسنین رضا خاں علیہ الرحمہ کی ''اعلان'' نامی تحریر اور فہرست کے اختتام پر لگے ''نوٹ'' کی تحریر سے پتہ چلتا ہے کہ یہ فہرست اعلیٰ حضرت کے سارے خلفاء کی نہیں ہے بلکہ ''بعض'' خلفاء کی ہے کہ جن کے نام حضرت علامہ حسنین رضا خاں علیہ الرحمہ کو مذکورہ شمارے اور مذکورہ فہرست کی ترتیب کے وقت یاد آئے اور اتنی بات بھی طے ہے کہ اس فہرست

کے جاری ہونے کے بعد بھی اعلیٰ حضرت نے بہت سے علماء ومشائخ کو اجازت و خلافت سے نوازا ہوگا۔ کیونکہ اعلیٰ حضرت کا ہر آنے والا دن گزر جانے والے دن سے زیادہ مقبولیت بھرا ہوتا تھا۔ جیسے جیسے آپ کی عمر شریف بڑھتی جارہی تھی ویسے ویسے آپ کی تصانیف، فتاویٰ اور آپ کے علم وفن کا شہرہ دن دونی رات چوگنی ترقی کررہا تھا جس کی وجہ سے علماء ومشائخ پروانہ وار آپ پر نثار ہورہے تھے۔ کوئی آپ سے شرف تلمذ حاصل کرنے آپ کی بارگاہ میں آتا تو کوئی اجازت وخلافت حاصل کرنے کی غرض سے کیونکہ آپ کی عمر کے آخری سالوں میں جلیل القدر علماء ومشائخ کا آپ کے اردگرد ہجوم سا رہنے لگا تھا جو اس بات کا واضح قرینہ ہے کہ آخری ماہ وسال اور آخری دنوں میں آپ سے بے شمار علماء ومشائخ نے اجازت وخلافت اور شرف تلمذ حاصل کیا تھا اگرچہ ہمیں ان کی تفصیلات اوران کے ناموں کا پتہ نہیں چلتا۔

﴿اعلیٰ حضرت کی تیسری فہرست﴾

اعلیٰ حضرت کے ذریعہ مرتب کی گئی ایک اور فہرست کا بھی پتہ چلتا ہے کہ جس میں آپ نے پچاس سے زیادہ خلفاء کا تذکرہ فرمایا ہے۔ جیسا کہ ڈاکٹر مجید اللہ صاحب قادری نے ''تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت'' میں ''عرض مؤلف'' کے تحت اس کی تصریح یوں فرمائی ہے کہ:

''خود اعلیٰ حضرت کے قلم سے ان کے خلفاء کی ایک طویل فہرست ملتی ہے جس میں پچاس سے زیادہ کا آپ نے تذکرہ فرمایا ہے''۔

(تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت، عرض مؤلف صفحہ۴)

لیکن افسوس کہ کافی تلاش کرنے کے بعد بھی اس فہرست تک فقیر راقم الحروف (محمد

سلیم بریلوی) کی رسائی نہ ہوسکی۔

حالات خلفائے اعلیٰ حضرت کی جمع وتدوین کے سلسلہ میں پیش رفت:

آپ پڑھ چکے کہ اعلیٰ حضرت ، حضرت حجۃ الاسلام اور مدیر ماہنامہ ''الرضا'' بریلی شریف حضرت علامہ حسنین رضا خاں صاحب نے اپنی حیات ہی میں خلفاء کا ایک سرسری جائزہ پیش فرما دیا تھا۔ بعد والے افراد کی یہ ذمہ داری تھی کہ اعلیٰ حضرت کے خلفاء اور تلامذہ کی تعداد اور ان کے حالات وغیرہ پر کام کرتے مگر اعلیٰ حضرت کے وصال کو کئی دہائیاں گزر جانے کے باوجود باضابطہ انداز میں اس طرف کوئی خاص پیش رفت نہ ہوسکی۔ البتہ انفرادی طور پر ضمنی انداز میں کچھ اہل قلم نے ان خلفاء میں سے چند کے حالات تحریر فرمائے اور کچھ خلفاء کے تعلق سے اشارئیے بھی پیش فرمائے ۔اس سلسلہ میں پروفیسر مسعود صاحب، علامہ عبدالحکیم شرف قادری صاحب، محترم جناب محمد میاں قصوری صاحب اور ڈاکٹر مجید اللہ قادری صاحب کے نام بطور مثال پیش کئے جاسکتے ہیں۔

خلفائے اعلیٰ حضرت پر باضابطہ انداز میں اب تک جو کام سامنے آئے ہیں اجمالی طور پر ان کا ایک سرسری سا جائزہ یہاں پیش کیا جارہا ہے۔

﴿۱﴾ پروفیسر مسعود صاحب:

پروفیسر مسعود صاحب نے مختلف اوقات میں اعلیٰ حضرت سے رشتہ وتعلق رکھنے والی گیارہ شخصیات کے حالات قلم بند فرمائے تھے جو مختلف رسائل وجرائد اور متعدد کتابوں کی تقدیم کی صورت میں شائع ہوئے۔ اگر چہ پروفیسر مسعود صاحب نے ان گیارہ شخصیات پر اعلیٰ حضرت کے خلفاء ہونے کی حیثیت سے مضامین تحریر

نہیں فرمائے تھے اور نہ ہی انہیں خلفائے اعلیٰ حضرت کے طور پر اپنے ان مضامین میں متعارف کرایا تھا مگر ان مقالات و مضامین کو محترم عبد الستار طاہر مسعودی صاحب نے مرتب کر کے ایک گلدستہ کی صورت میں سجا کر بحیثیت خلفائے اعلیٰ حضرت متعارف کرایا ہے جسے رضا اکیڈمی لاہور نے ''خلفائے محدث بریلوی'' کے نام سے ۱۹۹۸ء میں پہلی بار شائع کیا۔ پھر ۲۰۰۵ء میں ''ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل کراچی'' نے اس کی دوبارہ اشاعت کی۔ اس میں مندرجہ ذیل گیارہ خلفا کے حالات ہیں:

(۱) حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خاں بریلوی
(۲) سیدنا مفتی اعظم ہند علامہ محمد مصطفےٰ رضا خاں بریلوی
(۳) علامہ مفتی تقدس علی خاں بریلوی
(۴) سید محمد محدث کچھوچھوی (محدث اعظم ہند)
(۵) ملک العلماء حضرت علامہ ظفر الدین رضوی
(۶) علامہ مفتی برہان الحق جبلپوری (حضرت برہان ملت)
(۷) صدر الشریعہ علامہ مفتی امجد علی اعظمی
(۸) صدر الافاضل علامہ مفتی نعیم الدین مراد آبادی
(۹) مبلغ اسلام علامہ عبد العلیم صدیقی میرٹھی
(۱۰) قطب مدینہ علامہ ضیاء الدین مدنی
(۱۱) قاضی عبد الوحید عظیم آبادی

(خلفائے محدث بریلوی)

﴿۲﴾ علامہ عبدالحکیم شرف قادری صاحب:۔

حضرت علامہ عبدالحکیم شرف قادری علیہ الرحمہ نے بھی مختلف مواقع پر اعلیٰ حضرت کے خلفاء کے حوالے سے چند مقالات اور مقدمات تحریر فرمائے تھے۔ آپ نے بھی یہ مضامین خلفائے اعلیٰ حضرت کی حیثیت سے نہیں لکھے تھے بلکہ آپ کا مقصود محض ان حضرات کے حالات قلم بند کرنا تھا۔انہیں خلفائے اعلیٰ حضرت ثابت کرنا بنیادی مقصد نہ تھا مگر ان تمام مقالات کو خلفائے اعلیٰ حضرت کی حیثیت سے جناب محترم عبدالستار طاہر مسعودی صاحب نے ''خلفاء امام احمد رضا'' کے نام سے مرتب کیا۔اس کا پہلا ایڈیشن ۱۹۹۹ء میں ''رضا اکیڈمی لاہور'' سے شائع ہوا۔ اس میں سولہ خلفاء کے حالات پر مفصل روشنی ڈالی گئی ہے جن کے نام یہ ہیں۔

(۱) مناظر اسلام مولانا امام الدین قادری رضوی

(۲) مفتی تقدس علی خان قادری رضوی

(۳) مفتی اعظم پاکستان علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری

(۴) علامہ سید محمد محدث کچھوچھوی

(۵) مولانا مفتی غلام جان ہزاروی لاہوری

(۶) عارف ربانی مولانا سید فتح علی شاہ قادری

(۷) ابوالفیض مولانا صوفی قلندر علی سہروردی

(۸) صدرالشریعہ علامہ محمد امجد علی اعظمی

(۹) امام المحدثین سید محمد دیدار علی شاہ الوری

(۱۰) ملک العلماء علامہ محمد ظفرالدین رضوی قادری بہاری

(۱۱) مبلغ اسلام علامہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی

(۱۲) مولانا محمد عمرالدین ہزاروی

(۱۳) پروفیسر مولانا سید سلیمان اشرف بہاری

(۱۴) فقیہ اعظم مولانا ابو یوسف محمد شریف قادری (کوٹلوی)

(۱۵) حضرت مولانا محمد ضیاءالدین قادری رضوی

(۱۶) مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی

(خلفائے امام احمد رضا صفحہ ۳)

﴿۳﴾ ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا:۔

ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کراچی کی طرف سے باضابطہ انداز میں سب سے پہلے اس سلسلہ میں قابل قدر اور لائق مبارک باد پیش رفت ہوئی۔ اس موضوع پر ''محترم جناب محمد میاں قصوری صاحب'' نے ''خلفائے اعلیٰ حضرت'' کے تذکروں اور احوال و کوائف پر مشتمل ایک مسودہ تیار کر کے ''ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی'' کو بھیجا جسے نظر ثانی اور حذف و اضافہ کے بعد مرتب کرنے کے لئے پروفیسر مسعود صاحب اور سید وجاہت رسول صاحب نے ڈاکٹر مجید اللہ قادری صاحب کے حوالے کر دیا ساتھ ہی کچھ چیزوں کی نشان دہی بھی کر دی تا کہ ان کی روشنی میں اس مسودے کو قابل اشاعت بنایا جا سکے۔ چنانچہ ڈاکٹر مجید اللہ قادری صاحب نے اس پر نظر ثانی کر کے عرب کے اٹھائیس (۲۸) خلفاء کے حالات و کوائف کا اس میں اضافہ کیا اس کے ساتھ ہی برصغیر کے جن خلفاء کو محترم جناب محمد میاں قصوری صاحب نے جمع کیا تھا اس میں بھی آٹھ دس خلفاء کا مزید اضافہ کیا۔

اس طرح ''برصغیر'' کے باون (۵۲) اور ''عرب وافریقہ'' کے ۲۸ ؍خلفاء میں سے کچھ کے مفصل اور کچھ کے مجمل حالات وتذکرہ پر مشتمل یہ حسین وضخیم گلدستہ ۱۹۹۲ء میں ''تذکرۂ خلفائے اعلیٰ حضرت'' کے نام سے منظر عام پر آیا۔

۲۵ ؍۳۰ خلفاء کے ناموں کا اجمالاً وضمناً ذکر کر کے انہیں اس فہرست میں شامل نہ کیا اور اس کی وجہ یہ بیان کی کہ ''مرتبین کو ان خلفاء کے متعلق حتمی معلومات حاصل نہ ہو سکیں کہ وہ اعلیٰ حضرت کے خلیفہ ہیں یا نہیں''۔ (مفہوماً)

(تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت (عرض مؤلف)، تجلیات خلفائے اعلیٰ حضرت صفحہ ۲۶)

﴿۴﴾ حضرت علامہ بدرالدین صاحب قادری رضوی:۔

سوانح اعلیٰ حضرت کے مصنف حضرت علامہ بدرالدین صاحب قادری رضوی علیہ الرحمہ نے بھی ''سوانح اعلیٰ حضرت'' میں ''خلفائے اعلیٰ حضرت'' میں سے چند مشاہیر کے ناموں کی ایک فہرست دی ہے اس کے ساتھ ہی انہوں نے ایک چار سطری نوٹ بھی لگایا ہے۔ یہ فہرست اور فہرست سے اوپر ان کا نوٹ یہ دونوں ذیل میں پیش کئے جا رہے ہیں۔

''حرمین شریفین، افریقہ اور ہندوستان وغیرہ کے جن اکابر علمائے اسلام وحامیان دین کو اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اجازت وخلافت حاصل ہوئی ان میں چند مشہور ومعروف حضرات کے اسمائے گرامی **الاجازات المتینہ، الاستمداد** وغیرہ سے نقل کر کے ذیل میں تحریر کئے جاتے ہیں۔

(۱) مجمع الفضائل منبع الفضائل، عالم کامل مولانا سید محمد عبدالحی بن سید عبدالکبیر کتانی حسنی ادریسی فاسی محدث بلاد مغرب (افریقہ)

(۲) رئیس العلماء سابق مفتی حنفیہ مولانا شیخ صالح کمال مکی۔

(۳) فاضل جلیل مولانا سید اسماعیل مکی محافظ کتب خانہ حرم شریف۔

(۴) صاحب صدق وصفا مولانا سید مصطفےٰ بن مولانا سید خلیل مکی۔

(۵) حضرت مولانا سید ابوحسین محمد مرزوقی ، امین الفتویٰ مکی۔

(۶) حضرت مولانا شیخ اسعد دہان مکی۔

(۷) حضرت مولانا شیخ عبدالرحمٰن شیخ دہان مکی۔

(۸) فاضل یگانہ مولانا علامہ شیخ محمد عابد بن حسین مکی مفتی مالکیہ۔

(۹) حضرت مولانا شیخ علی بن حسین مکی۔

(۱۰) حضرت مولانا شیخ جمال بن محمد امیر مکی۔

(۱۱) حضرت مولانا شیخ عبداللہ بن مولانا شیخ احمد ابوالخیر میرداد مکی۔

(۱۲) حضرت مولانا سید عبداللہ دحلان مکی۔

(۱۳) حضرت مولانا شیخ بکر رفیع مکی۔

(۱۴) حضرت مولانا شیخ حسن عجیمی۔

(۱۵) حضرت مولانا سید سالم بن عیدروس بارعلوی حضرمی۔

(۱۶) حضرت مولانا سید علوی بن حسن الکاف حضرمی۔

(۱۷) حضرت مولانا سید ابوبکر بن سالم بارعلوی حضرمی۔

(۱۸) حضرت مولانا سید محمد بن عثمان دحلان مکی۔

(۱۹) حضرت مولانا شیخ محمد یوسف، مدرس مدرسہ رحمت اللہ مہاجر مکی۔

(۲۰) حضرت مولانا شیخ عبدالقادر کردی مکی، تلمیذ رئیس العلماء مولانا شیخ صالح کمال۔

(۲۱) حضرت مولانا شیخ عبداللہ فرید بن مولانا عبدالقادر کردی مکی۔

(۲۲) حضرت مولانا سید عمر بن سید ابوبکر مکی۔

(۲۳) حضرت مولانا شیخ احمد خضراوی مکی۔

(۲۴) حضرت مولانا سید مامون بری مدنی۔

(۲۵) شیخ الدلائل حضرت مولانا سید محمد سعید مدنی۔

(۲۶) حضرت مولانا شیخ بن حمدان محرسی مدنی۔

(۲۷) فاضل ربانی مولانا ضیاء الدین احمد مہاجر مدنی۔

(۲۸) شاہزادہ اکبر حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا بریلوی۔

(۲۹) شاہزادۂ اصغر مفتی اعظم ہند مصطفےٰ رضا خاں بریلوی۔

(۳۰) حضرت صدر الشریعہ خاتم الفقہاء مولانا امجد علی اعظمی۔

(۳۱) صدر الافاضل استاذ العلماء مولانا سید نعیم الدین مرادآبادی۔

(۳۲) شیخ المحدثین مولانا سید دیدار علی محدث لاہوری۔

(۳۳) مبلغ اعظم مولانا عبدالعلیم صدیقی میرٹھی۔

(۳۴) ملک العلماء مولانا سید ظفر الدین فاضل بہاری۔

(۳۵) فقیہ اعظم مولانا ابو یوسف محمد شریف کوٹلوی (پنجاب)

(۳۶) حامی سنت مولانا محمد عبدالسلام جبل پوری۔

(۳۷) سلطان الواعظین مولانا عبدالاحد پیلی بھیتی۔

(۳۸) فاضل کامل مولانا رحیم بخش آروی شاہ آبادی۔

(۳۹) مفتی سی، پی مولانا برہان الحق جبل پوری۔

(۴۰) عالم نبیل مولانا محمد شفیع احمد بیسلپوری۔

(۴۱) فاضل جلیل مولانا حسنین رضا بریلوی۔

(۴۲) ناشر سنیت قاطع وہابیت حضرت حاجی لعل محمد مدراسی۔

(۴۳) مولانا احمد مختار صدیقی میرٹھی۔

(۴۴) عالم حقانی مولانا سید فتح علی شاہ کھروٹہ سیدان پنجاب۔

(۴۵) مولانا ابو محمد امام الدین کوٹلی سیالکوٹ (پنجاب)

(سوانح اعلیٰ حضرت مطبوعہ قادری کتاب گھر صفحہ ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹)

﴿۵﴾ ناشر رضویات حضرت علامہ محمد حنیف خاں بریلوی:

فخر بریلی، ناشر رضویات حضرت علامہ مفتی محمد حنیف خاں صاحب رضوی، بانی و مہتمم امام احمد رضا اکیڈمی بریلی شریف نے جب ''جامع الاحادیث'' مرتب فرمائی تو اس کے مقدمہ میں اعلیٰ حضرت کے چند مشہور و معروف خلفاء کی ایک فہرست ''مشاہیر خلفائے ہند و پاک'' کی سرخی کے ساتھ اس میں شامل فرمائی کہ جس میں مندرجہ ذیل نام ہیں:

(۱) شیر بیشۂ اہل سنت حضرت مولانا ہدایت رسول صاحب لکھنوی۔

(۲) سند المحدثین مولانا سید دیدار علی صاحب، الوری

(۳) قطب مدینہ مولانا ضیاء الدین صاحب مدنی

(۴) مجاہد اسلام مولانا احمد مختار صاحب میرٹھی

(۵) مبلغ اسلام مولانا عبد العلیم صاحب صدیقی میرٹھی

(۶) عمدۃ المتکلمین مولانا سید سلیمان اشرف صاحب بہاری

(۷) صدر الشریعہ مولانا امجد علی صاحب اعظمی

(۸) صدرالافاضل مولانا نعیم الدین صاحب مرادآبادی

(۹) مولانا سید ابوالبرکات الوری

(۱۰) مولانا مفتی غلام جان صاحب ہزاروی

(۱۱) مفسر اعظم مولانا ابراہیم رضا خاں صاحب، بریلوی (نبیرۂ اکبر)

(۱۲) مولانا حاجی محمد لعل خاں صاحب کلکتوی

(۱۳) شیر بیشۂ اہل سنت مولانا حشمت علی خاں صاحب لکھنوی ثم پیلی بھیتی

(۱۴) امین الفتوی مولانا محمد شفیع صاحب بیسلپوری

(۱۵) برہان ملت مولانا مفتی برہان الحق صاحب جبلپوری

(۱۶) مولانا عمر الدین صاحب ہزاروی

(جامع الاحادیث مقدمہ صفحہ ۳۹۵)

﴿۶﴾ مولانا محمد شاہد القادری صاحب:۔

''ہر کہ آمد عمارتے نو ساخت'' کے محاورے کی رو سے سب سے زیادہ خلفاء کا احاطہ مولانا الحاج محمد شاہد القادری صاحب کلکتوی نے کیا ہے۔ انہوں نے ۲۰۱۶ء میں ۹۸ رویں عرس رضوی کے موقع پر برصغیر یعنی ہندوستان، پاکستان اور بنگلہ دیش سے تعلق رکھنے والے ۹۲ر خلفائے اعلیٰ حضرت کے حالات قلم بند کر کے ''تجلیات خلفائے اعلیٰ حضرت'' کے نام سے شائع کیا۔ اس میں مرتب موصوف نے ۵۲ر خلفاء تو وہیں رکھے جو ''تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت'' میں تھے البتہ ڈاکٹر مجید اللہ قادری صاحب نے جن ۲۵ر۳۰ خلفاء کے حالات کو احتیاط کا پہلو اپناتے ہوئے درج کرنے سے اپنے قلم کو روک لیا تھا ان سب کے حالات کا مولانا شاہد

القادری صاحب نے اپنی اس کتاب میں اضافہ کر دیا ہے۔ ''تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت'' میں خلفائے عرب وافریقہ کے نام سے ۲۸ر خلفاء کے جو حالات تھے انہیں مولانا شاہد القادری صاحب نے اپنی اس کتاب میں درج نہیں کیا اور نہ ہی ان کا کوئی ذکر کیا بلکہ اس میں انہوں نے صرف برصغیر سے تعلق رکھنے والے خلفاء ہی کے حالات قلم بند فرمائے ہیں۔ اب ہم ذیل میں مولانا شاہد القادری صاحب کی کتاب میں درج ۹۲ر خلفاء کی وہ فہرست پیش کر رہے ہیں جن میں اولاً ۵۰ر خلفاء تو اسی ترتیب سے ہیں کہ جن کا ذکر مدیر ماہنامہ ''الرضا'' حضرت علامہ حسنین رضا خاں علیہ الرحمہ نے ماہنامہ ''الرضا'' بریلی شریف، شمارہ ۴، ۵ر ماہ ربیع الآخر، جمادی الاولیٰ ۱۳۳۸ھ صفحہ نمبر ۹ تا ۱۲ر پر درج اپنی ۵۰ر خلفاء والی فہرست میں کیا ہے۔ بقیہ ۴۲ر خلفاء کے نام ''تجلیات خلفائے اعلیٰ حضرت'' کی فہرست سے من وعن لئے گئے ہیں۔ نیز ۵ر خلفاء کے ناموں کا فقیر راقم الحروف (محمد سلیم بریلوی) نے کچھ قرائن کی بنیاد پر اضافہ کیا ہے۔ اس طرح برصغیر کے خلفاء کی یہ فہرست ۹۷ر شخصیات کے ناموں پر مشتمل ہے۔

اعلیٰ حضرت کے ۹۷ر خلفائے برصغیر کی فہرست:

۱۔ صاحبزادہ جناب مولانا الحاج مولوی محمد حامد رضا خاں صاحب۔ محلّہ سوداگران بریلی۔ عالم، فاضل، مفتی، کامل، مناظر، مصنف، حامی سنت ومجاز طریقت ہیں۔

۲۔ صاحبزادہ جناب مولانا مولوی محمد مصطفیٰ رضا خاں صاحب۔ محلّہ سوداگران بریلی، عالم، فاضل، مفتی، کامل، مناظر، مصنف، حامی سنت ومجاز طریقت ہیں۔

۳۔ جناب مولانا مولوی حکیم امجد علی صاحب ساکن اعظم گڑھ۔ وارد حال محلّہ

سوداگران بریلی، عالم، فقیہ، مصنف، واعظ، مناظر، حامی سنت ومجاز طریقت۔

۴۔ جناب مولانا الحاج الشاہ مولوی سید ابوالمحمود احمد اشرف صاحب۔ درگاہ شریف کچھوچھہ شریف، ضلع فیض آباد (وارث سجادہ) عالم، فاضل، مناظر، ، واعظ، خوش بیان، تلمیذ اعلیٰ حضرت، حامی سنت۔

۵۔ جناب مولانا الحاج مولوی احمد مختار صاحب۔ صدیقی ۲۳۶ محلّہ مشائخاں، میرٹھ، عالم، فاضل، واعظ، خوش بیان ومجاز طریقت۔

۶۔ جناب مولانا مولوی سیدی محمد آصف صاحب۔ کانپور محلّہ فیل خانہ قدیم، عالم و مجاز طریقت۔

۷۔ جناب مولانا سید احمد صاحب الوری، صاجزادہ جناب مولانا مولوی سید دیدار علی صاحب۔ عالم، مدرس، واعظ، مناظر، مجاز طریقت۔

۸۔ جناب مولانا مولوی امام الدین صاحب۔ کوٹلی لوہاراں، مغربی، ضلع سیالکوٹ۔ عالم، واعظ، مجاز طریقت۔

۹۔ جناب مولانا مولوی احمد بخش صاحب۔ ڈیرہ غازی خاں۔ عالم، فاضل، کامل، مدرس، واعظ، مناظر، مفتی، مجاز طریقت۔

۱۰۔ جناب مولانا مولوی محمد اسماعیل صاحب۔ پشاور، عالم، واعظ، مجاز طریقت۔

۱۱۔ جناب مولوی سید احمد حسین صاحب۔ میرٹھ، مجاز طریقت۔

۱۲۔ جناب مولانا مولوی احمد حسن خاں صاحب امروہی۔ حیدرآباد، عالم، واعظ، مجاز طریقت۔

۱۳۔ مداح الحبیب جناب مولوی جمیل الرحمٰن خاں صاحب۔ بریلی محلّہ بہاری پور۔

(نزد مسجد بی بی جی بڑودہ بینک کے سامنے۔محمد سلیم بریلوی) میلاد خواں ،خوش الحان مداح سرکار دو جہاں (ﷺ)۔

۱۴۔جناب مولانا مولوی حکیم حبیب الرحمٰن خاں صاحب۔ مدرس اول مدرسۃ الحدیث پیلی بھیت، عالم فاضل، مدرس،مجاز طریقت۔

۱۵۔جناب مولانا مولوی حبیب اللہ صاحب۔خطیب مسجد خیر نگر میرٹھ۔عالم،مجاز طریقت۔

۱۶۔جناب مولانا مولوی محمد خلیل الرحمٰن صاحب بہاری۔ مدرس مدرسہ عربیہ مدراس، عالم،واعظ،مجاز طریقت۔

۱۷۔جناب مولانا مولوی سید دیدار علی صاحب۔مفتی جامع (مسجد) آگرہ۔ساکن الور، عالم، فاضل،مفتی، کامل، مدرس، واعظ،مناظر،حامی سنت،مجاز طریقت۔

۱۸۔جناب مولانا مولوی رحم الٰہی صاحب۔ مدرس مدرسہ اہلسنت (جامعہ رضویہ منظر اسلام) محلّہ سوداگران بریلی۔عالم، فاضل، مدرس مجاز طریقت۔

۱۹۔جناب مولانا مولوی محمد رحیم بخش صاحب آرہ۔اعلیٰ مدرس و بانی فیض الغرباء۔ عالم، مدرس،مفتی،مناظر واعظ ومجاز طریقت۔

۲۰۔جناب مولانا مولوی سرفراز احمد صاحب۔محلّہ مہکڑی کھوہ،مرزاپور، عالم، واعظ ومجاز طریقت۔

۲۱۔جناب مولوی شفیع احمد خاں صاحب (بیسلپوری) مدرس، مدرسہ اہلسنت (منظر اسلام) بریلی۔وامین الفتویٰ بدار الافتاء(اعلیٰ حضرت کا دار الافتاء) عالم،مفتی، واعظ،مناظر ومجاز طریقت۔

۲۲۔ جناب مولانا مولوی شمس الدین صاحب۔ ضلع ناگور قصبہ باسنی (راجستھان) علاقہ جودھپور، عالم، مدرس ومجاز طریقت۔

۲۳۔ جناب مولانا مولوی ظہیر الحسن صاحب۔ ساکن اعظم گڑھ، عالم، مدرس ومجاز طریقت۔

۲۴۔ جناب مولانا مولوی ظفر الدین صاحب بہاری۔ پروفیسر مدرسہ عربیہ خانقاہ شہسرام۔ عالم، فاضل، کامل، مفتی، مصنف، مدرس، مناظر، حامی سنت، مجاز طریقت، ملقب از جانب اعلیٰ حضرت مدظلہ الاقدس بہ ''ولدی الاعز''

۲۵۔ جناب مولانا مولوی محمد عبد السلام صاحب ملقب از جانب اعلیٰ حضرت بلقب ''عبد الاسلام'' عقب کوتوالی جبلپور۔ عالم، فاضل، مفتی، کامل، مناظر، مصنف، حامی سنت، مجاز طریقت۔

۲۶۔ جناب مولانا مولوی حکیم محمد عبد الاحد صاحب۔ خلف الرشید حضرت مولانا محدث سورتی رحمۃ اللہ علیہ ملقب از جانب اہلسنت مدراس بہ'' سلطان الواعظین''۔ مہتمم مدرسۃ الحدیث پیلی بھیت۔ عالم، واعظ، مناظر، مدرس، حامی سنت، مجاز طریقت۔

۲۷۔ جناب مولانا الحاج المولوی محمد عبد العلیم الصدیقی ۔ ۲۳۶ محلّہ سوداگران مشائخاں میرٹھ، عالم، فاضل، واعظ، خوش بیان، مجاز طریقت۔

۲۸۔ جناب مولانا المولوی عبد الباقی برہان الحق صاحب صاحبزادہ حضرت مولانا عبد الاسلام۔ عالم، فاضل، مفتی، واعظ، مصنف، مجاز طریقت، ملقب از حضرت قبلہ بہ ''نور عینی''

۲۹۔ جناب مولانا مولوی عبد الحکیم خان صاحب۔ ساکن شاہجہانپور ضلع میرٹھ۔ عالم، مدرس، مصنف، صوفی، مجاز طریقت۔

۳۰۔ جناب مولانا مولوی عبد الحق صاحب۔ پنجابی۔ مدرس مدرسۃ الحدیث پیلی بھیت، عالم، مدرس، مفتی، مجاز طریقت۔

۳۱۔ جناب مولانا مولوی ابو عبد القادر عبد اللہ صاحب۔ کوٹلی لوہاراں مغربی، ضلع سیالکوٹ، عالم، واعظ، مجاز طریقت۔

۳۲۔ جناب مولانا مولوی حاجی عبد الجبار صاحب بنگالی۔ عالم مجاز طریقت۔ (بنگلہ دیش)

۳۳۔ جناب مولانا مولوی حافظ سید عبد الرشید صاحب مظفر پوری۔ عالم، مجاز طریقت۔

۳۴۔ جناب مولانا مولوی عبد الکریم صاحب۔ چتوڑ گڑھ علاقہ میواڑ (راجستھان) عالم، واعظ، مجاز طریقت۔

۳۵۔ جناب مولانا مولوی الحاج عبد الرحمٰن صاحب۔ جے پور، تکیہ آدم شاہ، وارد حال مدینہ طیبہ۔ عالم، مدرس، مجاز طریقت۔

۳۶۔ جناب حاجی محمد عیسیٰ خاں محمد صاحب۔ دھوراجی، کاٹھیاواڑ، حامی سنت۔

۳۷۔ جناب سیٹھ عبد الستار اسماعیل صاحب۔ گونڈل، کاٹھیاواڑ، حال مقیم رنگون، (ورما) سورتی بازار، حامی سنت وفرار دہندہ تھانوی از رنگون۔

۳۸۔ جناب مولانا مولوی عبد العزیز صاحب۔ مدرس مدرسہ جامع مسجد پیلی بھیت۔ عالم، مجاز طریقت۔

۳۹۔ جانب مولانا مولوی غیاث الدین صاحب۔ بہار، عالم، واعظ، مجاز طریقت۔

۴۰۔ جناب مولانا مولوی سید فتح علی شاہ صاحب۔ کھروٹہ سیداں، ضلع سیالکوٹ۔ عالم، واعظ، مجاز طریقت۔

۴۱۔ جناب قاضی قاسم میاں صاحب۔ پوربندر، کاٹھیاواڑ، حامی سنت، مجاز طریقت۔

۴۲۔ جناب حاجی مولوی منشی محمد لعل خاں صاحب۔ ملقب از جانب اعلیٰ حضرت بلقب "حامی سنت، ماحی بدعت" ۲۲ نمبر، زکریا اسٹریٹ، کلکتہ۔ ناصر ملت، عدو بدعت، مجاز طریقت۔

۴۳۔ جناب مولانا مولوی محمد شریف صاحب۔ کوٹلی لوہاراں مغربی، ضلع سیالکوٹ، عالم، واعظ، مجاز طریقت۔

۴۴۔ جناب مولانا الحاج المولوی منیر الدین صاحب بنگالی۔ عالم،، مجاز طریقت۔

۴۵۔ جناب مولانا مولوی محمود جان صاحب۔ جام جودھپور، کاٹھیاواڑ، عالم، واعظ، مناظر، مصنف، حامی سنت، مجاز طریقت۔

۴۶۔ جناب مولانا مولوی سید محمد عمر ظہیر الدین الہ آبادی۔ عالم، مجاز طریقت۔

۴۷۔ جناب مولانا مولوی حکیم محمد نعیم الدین صاحب۔ مہتمم مدرسۂ اہلسنت مرادآباد، چوکی حسن خاں، عالم، فاضل، مناظر، مصنف، واعظ، حامی سنت، مجاز طریقت۔

۴۸۔ جناب مولانا مولوی حاجی سید نور احمد صاحب۔ چاٹ گام (بنگلہ دیش) عالم، واعظ، مجاز طریقت و مجاز حضرت مفتی حنفیہ بمکہ معظّمہ شیخ صالح کمال رحمۃ اللہ علیہ۔

۴۹۔ جناب مولانا مولوی محمد یعقوب علی خاں صاحب۔ بلاسپور، ضلع رامپور، عالم، واعظ، مجاز طریقت۔

۵۰۔ جناب حاجی، حافظ، قاری محمد یقین الدین صاحب۔ ساکن محلّہ ملوکپور، بریلی، امام تراویح اعلیٰ حضرت مدظلہ الاقدس مجاز طریقت۔

(ماہنامہ "الرضا" بریلی شریف، شمارہ ۴، ۵/ ماہ ربیع الآخر، جمادی الاولیٰ ۱۳۳۸ھ صفحہ نمبر ۹ تا ۱۲)

نوٹ:۔ واضح رہے کہ حضرت علامہ حسنین رضا خاں علیہ الرحمہ نے اس فہرست میں اپنا نام بحیثیت خلیفۂ اعلیٰ حضرت ذکر نہیں فرمایا ہے۔

☆☆☆☆☆

(مولانا شاہد القادری صاحب کے اضافہ کیے ہوئے اسماء)

(۵۱) علامہ حسن رضا خاں بریلوی

(۵۲) مفتی محمد رضا خاں بریلوی

(۵۳) علامہ حسنین رضا خاں بریلوی

(۵۴) مفسر اعظم ہند علامہ ابراہیم رضا خاں بریلوی

(۵۵) خادم اعلیٰ حضرت حاجی کفایت اللہ بریلوی

(۵۶) مفتی عزیز غوث بریلوی

(۵۷) علامہ عبدالحیٔ پیلی بھیتی

(۵۸) علامہ عزیز الحسن پھپھوندوی

(۵۹) مفتی حشمت علی بریلوی

(۶۰) علامہ اسماعیل محمود آبادی

(۶۱) علامہ سید محمد کچھوچھوی (محدث اعظم)

(۶۲) علامہ مشتاق احمد کانپوری

(۶۳) علامہ ہدایت رسول لکھنوی

(۶۴) علامہ خواجہ احمد حسین امروہوی

(۶۵) علامہ حشمت علی خاں پیلی بھیتی

(۶۶) علامہ ضیاء الدین پیلی بھیتی

(۶۷) علامہ نثار احمد کانپوری

(۶۸) علامہ غلام شوق احمد فریدی سنبھلی

(۶۹) علامہ نور الحسن لکھنوی

(۷۰) قاضی عبدالرحیم عظیم آبادی

(۷۱) مفتی رحیم بخش مظفر پوری

(۷۲) علامہ سید سلیمان اشرف بہاری

(۷۳) علامہ سید عبدالرحمٰن بیتھوی

(۷۴) قاری بشیر الدین جبلپوری

(۷۵) الحاج سید عبدالرزاق کٹنی

(۷۶) شاہ سید حسین علی اجمیری

(۷۷) شاہ سید غلام علی اجمیری

(۷۸) علامہ محمود الحسن زیدی الوری

(۷۹) مولانا عمر بن ابوبکر کھتری

(۸۰) علامہ حامد علی فاروقی پرتاب گڑھی

(۸۱) علامہ شہاب الدین شافعی کیرلا

(۸۲) مفتی غلام جان ہزاروی

(۸۳) مفتی عمرالدین ہزاروی

(۸۴) علامہ عبدالسلام باندوی

(۸۵) صوفی قلندر علی ملتانی

(۸۶) علامہ عبدالغفور شاہ پوری

(۸۷) شاہ میر مومن جنیدی

(۸۸) علامہ نورالحسن نگینوی

(۸۹) علامہ ضیاءالدین مدنی

(۹۰) علامہ تقدس علی خاں بریلوی

(۹۱) پروفیسر محمدالیاس برنی

(۹۲) مولانا اکبرعلی شاہ پوری

مذکورہ بالا یہ ۴۲؍خلفا تو وہ ہیں کہ جن کا ذکر ''تجلیات خلفائے اعلیٰ حضرت'' میں مذکور ہے۔اب ہم ذیل میں اضافہ جدیدہ کے طور پر ۵؍ایسے خلفاء کے ناموں کا ذکر کررہے ہیں کہ جن کے ناموں کی صراحت ہمیں بحیثیت تلمیذ وشاگرد حیاتِ اعلی حضرت اور ''الملفوظ'' میں ملی ہے اگرچہ مذکورہ کتابوں میں ان کے خلیفۂ اعلیٰ حضرت ہونے کی تصریح نہیں ہے لیکن عموما اعلیٰ حضرت اپنے شاگردوں کو ''سند علمی'' کے ساتھ انہیں ''سند خلافت طریقت'' سے بھی نوازتے تھے لہذا اس قرینہ کی وجہ سے ہم نے یہاں خلفاء والی فہرست میں اور آگے تلامذہ والی فہرست میں ان ناموں کو بھی شامل کرلیا ہے۔ چونکہ تذکرہ نگار حضرات نے ان کا ذکر تلامذہ کی حیثیت سے بھی کہیں نہیں کیا ہے۔لہٰذا یہ نام اضافہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔

(۹۳) مولانا عبدالغفار صاحب بخاری

(۹۴) حضرت مولانا سید شاہ غلام محمد صاحب درگاہ کلاں بہار شریف

(۹۵) حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب اوگانوی

(۹۶) حضرت مولانا محمد نذیرالحق صاحب رمضان پوری

(۹۷) حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب بہاری

(حیات اعلیٰ حضرت صفحہ ۲۹؍و ۱۵۵ جلداول مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی)

۴۷ خلفاء کے تعلق سے ایک وضاحت : ۔ شمار نمبر ۵۱/ سے شمار نمبر ۹۲/ تک جن شخصیات کے مذکورہ بالا فہرست میں نام درج ہیں ان میں سے کچھ حضرات تو وہ ہیں کہ جن کی خلافت کے قوی ترین شواہد اہل علم کے پاس موجود ہیں البتہ کچھ شخصیات ان میں وہ بھی ہیں کہ محققین علماء اور محتاط اہل قلم اعلیٰ حضرت کی طرف ان کی خلافت کے انتساب کو ''اسناد صحیح'' اور ''مضبوط ترین شواہد'' نہ مل پانے کی وجہ سے کمزور اور غیر مستند جانتے ہیں، ان کو یقینی طور پر ''خلفائے اعلیٰ حضرت'' کی صورت میں قبول نہیں کرتے اور اپنی کتابوں، اپنی تحریروں اور مضامین و مقالات میں ان کا ذکر ''خلفائے اعلیٰ حضرت'' کے نام سے نہیں کرتے۔ مثال کے طور پر شیر بیشۂ اہلسنت، حضرت علامہ حشمت علی خاں علیہ الرحمہ کے خلیفہ اعلیٰ حضرت ہونے کی سوائے ڈاکٹر غلام یحیٰ انجم صاحب اور حضرت محمد حنیف خاں صاحب رضوی بریلوی کے اور کسی نے تصریح نہیں کی بلکہ اکثر محققین انہیں اعلیٰ حضرت کا خلیفہ تسلیم ہی نہیں کرتے۔ البتہ علامہ محمد حنیف خاں صاحب رضوی کے حوالے سے ابھی دو دن پہلے ایک صاحب نے بتایا کہ جب اُن سے علامہ حشمت علی خاں علیہ الرحمہ کے خلیفۂ اعلیٰ حضرت ہونے کی تصدیق کے سلسلہ میں معلوم کیا تو آپ نے ان کے خلیفۂ اعلیٰ حضرت ہونے کا انکار کیا۔ ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم صاحب کی تحریر پر اعتماد کرتے ہوئے مولانا شاہد القادری صاحب نے خلفائے اعلیٰ حضرت کی اپنی فہرست میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اس وجہ سے ہم نے اسے برقرار رکھا ورنہ ذاتی طور پر تو راقم بھی ڈاکٹر غلام یحییٰ صاحب سے اس سلسلے میں اتفاق نہیں رکھتا۔

اسی طرح علامہ تقدس علی خاں علیہ الرحمہ کہ جنہوں نے اپنی کسی بھی تحریر

میں نہ تو اپنے آپ کو خلیفہ اعلیٰ حضرت کے طور پر متعارف کرایا اور نہ ہی کسی تقریر یا کسی مجلسی گفتگو میں کسی کے سامنے اس بات کی صراحت کی جبکہ ان کے شب و روز کے مصاحبین خاص کر ''ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کراچی'' کے ارباب حل وعقد اور ذمہ داران کہ جن سے حضرت کے بہت گہرے مراسم اور ان کے ساتھ حضرت کی نشست و برخاست رہتی تھی وہ آج بھی موجود ہیں نیز ان میں سے زیادہ تر حضرات رضویات پر لکھنے والے اہل قلم ہیں۔ مگر ان میں سے کسی نے بھی حضرت علامہ تقدس علی خاں صاحب علیہ الرحمہ کے خلیفۂ اعلیٰ حضرت ہونے کی تصریح نہ کی ورنہ ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا شائع ہونے والی کتاب '' تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت'' میں ان کا ذکر بطور خلیفہ ضرور ہوتا۔ خود پروفیسر مسعود صاحب سے ان کے گہرے مراسم تھے۔ مگر پھر بھی انہوں نے ''خلیفۂ اعلی حضرت'' کی تصریح کے ساتھ ان کا تذکرہ نہیں کیا۔ اس طرح کے اور بھی کئی نام اس فہرست میں ہیں۔

خلفائے اعلیٰ حضرت پر مستند مآخذ:۔ خلفائے اعلیٰ حضرت کے سلسلے میں سب سے مستندترین مآخذ مندرجہ ذیل ہیں:

☆ ''الاستمداد''۔

☆ ماہنامہ الرضا کی مطبوعہ ''پچاس خلفاء والی فہرست''

☆ اعلیٰ حضرت کے قلم سے تحریر کی ہوئی ''پچاس سے زائد خلفاء'' والی فہرست۔

☆ حضرت حجۃ الاسلام کا رسالہ ''الاجازات المتینہ لعلماء بکۃ والمدینۃ'' جسے آپ نے ۱۳۲۵ھ میں مرتب فرمایا۔

نوٹ:۔ یہ رسالہ سال گزشتہ ۹۹ رویں عرس رضوی کے موقع پر امام احمد رضا اکیڈی

بریلی سے شائع ہونے والے ''رسائل رضویہ'' کی ۲۶ رویں جلد میں شامل ہے۔

☆ خلفاء کے ورثہ، نسل، اہل خانہ اوران کے احباب کے پاس پائے جانے والے اعلیٰ حضرت کے دستخط ومہر سے مزین خلافت نامے۔ جیسے حضرت علامہ عبدالغفور، شاہ پوری جیسی وہ شخصیات کہ ان کا نام اعلیٰ حضرت، ماہنامہ الرضا اور حجۃ الاسلام والی فہرستوں میں تو نہیں ہے البتہ ان کے پاس خلافت نامہ موجود تھا جو آج بھی ان کے اخلاف واہل خانہ کے پاس پایا جاتا ہے۔

☆ یا جن کے خلیفۂ اعلیٰ حضرت ہونے کی گواہی اعلیٰ حضرت کے شہزادوں یا اعلیٰ حضرت کی بارگاہ میں شب وروز رہنے والے خلفاء، تلامذہ اور خدام واقارب نے دی ہو۔ جیسے سرکار مفسر اعظم ہند کہ جن کی خلافت کی تصریح خود حضرت حجۃ الاسلام کے اس رجسٹرڈ وقف نامہ میں ملتی ہے جو آپ نے مؤرخہ ۳۰ راگست ۱۹۳۸ء کو تحریر فرمایا تھا۔ یہ وقف نامہ مؤرخہ ۲ رستمبر ۱۹۳۸ء کو بریلی تحصیل میں رجسٹرڈ ہوا۔ اس رجسٹرڈ وقف نامہ کی کاپی فقیر راقم الحروف کے پاس موجود ہے۔ اس وقف نامہ میں ایک جگہ حضرت حجۃ الاسلام تحریر فرماتے ہیں کہ:

''ہمارے خلفِ اکبر'' ابراہیم رضا خاں عرف جیلانی میاں'' کو حضور پُرنور ''اعلیٰ حضرت'' قبلہ قدس سرہ نے اپنا ''مجاز وماذون'' بشرطِ علم فرمایا تھا''۔ (رجسٹرڈ حامدی وقف نامہ)

دوسرا باب

عرب وافریقہ سے تعلق رکھنے والے خلفائے اعلیٰ حضرت کی تفصیلات

علمائے عرب میں اعلیٰ حضرت کی مقبولیت کے جلوے:۔

سیدی سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا دوسرا سفر حج ۱۳۲۳ھ میں ادا فرمایا۔ آپ کی علمی زندگی اور عالمی پیمانے پر آپ کی شہرت ومقبولیت میں یہ سفر حج وزیارت نہایت کامیابی وکامرانی کی سوغات لے کر آیا۔ اس سفر کے عالمی سطح پر نہایت نتیجہ خیز اثرات مرتب ہوئے۔ اعلیٰ حضرت کے علوم وفنون کا پورے عالم عرب میں غلغلہ بلند ہو گیا۔ عرب دنیا کے اہل علم وفن نے آپ کے علم وفضل کا کھلے بندوں اعتراف کیا۔ اس کی تقریب یہ ہوئی کہ ۱۳/ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ کو مناسک حج سے فارغ ہونے کے بعد آپ کا مشغلہ ومعمول یہ رہا کہ آپ کتب خانۂ حرم محترم میں بلا ناغہ تشریف لے جاتے۔ طواف وزیارت اور حرم محترم میں حاضری کے ساتھ زیادہ تر اوقات کتب خانہ حرم میں جا کر کتابوں کے مطالعہ میں منہمک رہتے۔ کتب خانۂ حرم میں پہلی دفعہ آپ جس روز گئے تو ایک اتفاقی واقعہ یہ پیش آیا کہ محافظ کتب حرم اور مکۃ المکرّمہ کے جلیل القدر عالم دین حضرت مولانا سید اسماعیل خلیل آفندی مکی علیہ الرحمہ سے آپ نے کچھ کتابیں مطالعہ کے لئے نکلوائیں۔ آپ کے شہزادے حضرت حجۃ الاسلام ساتھ میں تھے۔ اعلیٰ حضرت مطالعہ میں اور حضرت حجۃ الاسلام ان سے گفتگو میں مصروف ہو گئے۔ سید صاحب موصوف کئی سال پہلے سے غائبانہ طور پر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے علم وفن اور فضل وکمال کے

معترف تھے۔اس کی وجہ اعلیٰ حضرت کا ردندوہ پر ۱۳۱۶ھ میں تحریر کیا ہوا ''فتاوی الحرمین بر جف ندوۃ المین '' نامی رسالہ تھا۔اس رسالہ کا ان علمائے عرب نے مطالعہ کرنے کے بعد اسے اپنی گرانقدر اور گراں بہا تقریظات سے مزیّن فرمایا تھا۔ان تقریظات میں اعلیٰ حضرت کے لئے اعلیٰ درجہ کے بے شمار کلمات دعا وثنا تحریر فرمائے تھے۔ یہ تمام تقریظات ترجمہ کے ساتھ کتابی شکل میں ۱۳۱۷ھ کو ممبئی سے شائع بھی ہو چکی تھیں۔ حجۃ الاسلام سے گفتگو کے درمیان ''قبل زوال رمی'' کے تعلق سے ایک مسئلہ پر گفتگو شروع ہوگئی۔کتب خانہ میں موجود کچھ حضرات نے مولانا سید اسماعیل خلیل مکی علیہ الرحمہ سے یہ مسئلہ دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ یہاں کے علماء نے جواز پر فتویٰ دیا ہے۔اعلیٰ حضرت سے بھی معلوم کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ ''خلاف مذہب ہے''۔سید صاحب موصوف چونکہ ابھی تک صورتاً آپ سے واقف نہ تھے،انہوں نے ایک متداول کتاب کے حوالے سے فرمایا کہ ''اس میں جواز کو علیہ الفتویٰ لکھا گیا ہے''۔آپ نے فرمایا:'' ممکن ہے کہ روایت جواز ہو مگر علیہ الفتویٰ نہ ہوگا''۔متعلقہ کتاب دیکھی گئی تو سید صاحب موصوف نے اس کتاب میں وہی پایا جو اعلیٰ حضرت نے فرمایا تھا۔انہوں نے حجۃ الاسلام سے پوچھا کہ یہ کون صاحب ہیں؟ حجۃ الاسلام نے جب اعلیٰ حضرت کا سید صاحب موصوف کے سامنے نام لیا تو وہ مسرت وشادمانی کے عالم میں والہانہ طور پر اعلیٰ حضرت سے لپٹ گئے۔اسی درمیان ایک دن آپ مکۃ المکرّمہ کے سابق قاضی اور مفتی حنفیہ حضرت مولانا شیخ صالح کمال کی خدمت میں تشریف لے گئے جہاں علم غیب کے سلسلے میں آپ نے تقریباً دو گھنٹے تک آیات

قرآنیہ، احادیث رسول اور اقوال ائمہ کی روشنی میں آقا کریم ﷺ کے علم غیبِ عطائی کے تعلق سے مع مالہ و ماعلیہ انتہائی نفیس گفتگو فرمائی جسے حضرت شیخ صالح کمال صاحب ہمہ تن گوش ہوکر خاموشی کے ساتھ بغور سنتے رہے۔ اعلیٰ حضرت جب خاموش ہوئے تو انہوں نے اپنی الماری سے ایک کاغذ نکالا جس میں حضرت علامہ مفتی سلامت اللہ رامپوری علیہ الرحمہ کے'' اعلام الازکیاء'' نامی رسالہ کی عبارت" هو الاول و الآخر و الظاهر و الباطن وهو بكل شئى عليم" جوانہوں نے آقا کریم ﷺ کے تعلق سے لکھی تھی، وہ اعلیٰ حضرت کے پاس لے کر آئے۔ اس کاغذ میں اسی عبارت کے تعلق سے چند سوالات تھے جس کا شیخ صالح کمال صاحب جواب تحریر فرما رہے تھے۔ اعلیٰ حضرت کو انہوں نے یہ کاغذ دکھا کر فرمایا کہ'' آپ کا آنا اللہ کی رحمت تھا ورنہ مولوی سلامت اللہ کے کفر کا فتویٰ یہاں سے چلا جاتا''۔

(الملفوظ حصہ دوم صفحہ ۷، ۸ مطبوعہ مکتبہ قادریہ سدھارتھ نگر یوپی و حیات اعلیٰ حضرت جلد اول صفحہ ۴۲۲ تا ۴۲۵ رضا اکیڈمی ممبئی)

اس گفتگو کے بعد ۲۵ / ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ کو شیخ صالح کمال صاحب اعلیٰ حضرت کو تلاش کرتے کتب خانۂ حرم میں پہونچ گئے۔ اعلیٰ حضرت سے سلام و مصافحہ کیا پھر کتب خانہ کے دفتر میں ایک علمی نشست ہوئی جس میں حضرت سید اسماعیل خلیل آفندی، ان کے بھائی حضرت مولانا سید مصطفیٰ خلیل آفندی، ان دونوں حضرات کے والد ماجد حضرت علامہ سید خلیل آفندی اور دیگر اہل علم تشریف فرما تھے۔ علم غیب کے تعلق سے پانچ سوالوں پر مشتمل ایک پرچہ حضرت مولانا شیخ

صالح کمال صاحب نے یہ کہہ کر اعلیٰ حضرت کی بارگاہ میں پیش کیا کہ وہابیہ نے شریف مکہ ''محترم علی پاشا'' کے ذریعہ ان سوالات کے جواب کا مطالبہ کیا ہے۔ آپ نے ان سوالات کے جوابات مفصل تحریر فرمائے ۔ شیخ الخطباء کبیر العلماء حضرت علامہ شیخ ابوالخیر میرداد کہ جن کی عمر اس وقت ۷۰ رسال سے اوپر تھی اور جنہوں نے اعلیٰ حضرت کے تعلق سے فرمایا تھا کہ:

"انا اقبل ارجلکم، انا اقبل نعالکم" کہ میں آپ کے قدموں کو بوسہ دوں، میں آپ کے جوتوں کو بوسہ دوں۔ ان کی خواہش وعرض پر علم غیب سے متعلق مذکورہ پانچ سوالات کے جوابات کے ساتھ ''علوم خمسہ'' کی بحث کا بھی اضافہ فرمایا اس طرح پانچ سوالات کے جوابات اور علوم خمسہ غیبیہ کے مباحث پر مشتمل ان تفصیلات کو ''الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیۃ '' کے نام سے رسالہ کی شکل میں مرتب فرما کر شیخ صالح کمال صاحب کے سپرد یہ رسالہ کردیا۔ شیخ صالح کمال صاحب نے شریف مکہ جناب علی پاشا کے دربار میں ایک ہی نشست میں آدھی کتاب سنائی۔ شریفِ مکہ علمی شخصیت کے مالک تھے بغور سنتے رہے۔ وہابیہ الجھانے کی کوشش کرتے رہے کہ شریف یہ کتاب نہ سن پائے مگر اس کتاب کے دلائل قاہرہ سن کر شریف مکہ نے بآواز بلند فرمایا " اللہ یعطی و ھؤلآء یمنعون " یعنی اللہ تو اپنے حبیب ﷺ کو علم غیب عطا فرماتا ہے اور یہ وہابیہ منع کرتے ہیں۔ رات زیادہ ہوجانے کی وجہ سے پھر دربار برخاست ہوگیا۔

(الملفوظ حصہ دوم صفحہ ۱۰ ارمطبوعہ مکتبہ قادریہ سدھارتھ نگر یوپی وحیات اعلیٰ حضرت جلد اول صفحہ ۴۲۴ تا ۴۳۰ رضا اکیڈمی ممبئی)

مکۃ المکرّمہ میں اس کتاب کی شہرت عام سے عام تر ہوگئی۔ ہر طرف اعلیٰ حضرت کے علم وفضل کا ڈنکا بجنے لگا۔ اہل علم نے اس کی متعدد نقلیں لینا شروع کر دیں۔ حرمین طیبین کے جلیل القدر علماء ومشائخ بھاری بھرکم القاب وآداب اور تعریف ومناقب پر مشتمل تقریظیں اور تائیدات لکھنے لگے۔ وہابیہ کا گلی کوچوں میں مذاق اڑایا جانے لگا۔ ہر طرف اعلیٰ حضرت کے علم وفن کے چرچے ہونے لگے۔ بڑے بڑے علما آپ کے پاس آ کر علمی مذاکرات کر کے آپ سے علوم وحکمت کے لعل گہر حاصل کرتے۔ اسی درمیان ''کرنسی نوٹ'' کے تعلق سے مولانا عبداللہ میر داد اور مولانا حامد احمد محمد جدادی کے استفتاء اور گزارش پر آپ نے ایک دوسرا رسالہ "کفل الفقیہ الفاھم فی احکام قرطاس الدراھم" تحریر فرمایا۔ اس کا منطقی نتیجہ یہ نکلا کہ یہ جلیل القدر علماء اور مشائخ آپ کے علم وفضل کے ایسے معترف ہوئے کہ آپ پر پروانہ وار نثار ہونے لگے۔ آپ سے فقہی اور کلامی مسائل پر گفتگو کرتے۔ لاینحل مسائل کا حل معلوم کرتے۔ روز بروز آپ کی مقبولیت میں اضافہ ہوتا جاتا یہاں تک کہ حضرت علامہ شیخ عبدالحق مہاجر الہ آبادی علیہ الرحمہ جنہوں نے ''تفسیر مدارک التنزیل'' پر سات ضخیم جلدوں پر مشتمل ''اکلیل'' نامی حاشیہ تحریر فرمایا ہے، ان کے شاگرد رشید حضرت مولانا کریم اللہ پنجابی صاحب نے فرمایا کہ:

"انی مقیم بالمدینة الامینة منذ سنین ویاتیها من الهند الوف من العالمین فیهم علماء و صلحاء و اتقیاء۔ رایتهم یدورون فی سکك البلد۔ لا یلتفت الیهم من اهله احد، وأری العلماء والکبار

العظماء اليك مهر عين وبالاجلال مسرعين۔" ذٰلك فضل الله يوتيه من يشآء۔ و الله ذو الفضل العظيم۔

(الاجازات المتینۃ صفحہ۳۴۵مطبوعہ امام احمد رضا اکیڈمی بریلی شریف)

ترجمہ: میں کئی سالوں سے مدینہ منورہ میں رہ رہا ہوں، ہندوستان کے ہزاروں اہل علم علماء، صلحاء اور اہل تقویٰ کو یہاں آتے ہوئے دیکھتا چلا آرہا ہوں۔ وہ یہاں کے گلی کوچوں میں گھومتے رہتے ہیں مگر کوئی ان کی طرف توجہ و التفات تک نہیں کرتا۔ مگر تعجب کی بات ہے کہ میں یہاں آپ کے علم وفضل کی ایسی حیرت انگیز مقبولیتِ عوام وخواص دیکھ رہا ہوں کہ بڑے بڑے جلیل القدر علماء اور مشائخ آپ کی طرف پروانہ وار سبقت کررہے ہیں اور آپ کی تعظیم وتکریم میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے میں ان کے درمیان ایک ہوڑ سی مچی ہوئی ہے۔ بلاشبہ یہ اللہ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

آپ کی مقبولیت کا چشم دید واقعہ بیان کرتے ہوئے حضرت حجۃ الاسلام فرماتے ہیں کہ:

"وضع الله له فی ارضه القبول فكانما نودی فی مكة يا اهل الصفا! اهرعوا! فقد جاء عبد المصطفىٰ ،فراينا العلماء اليه مهر عين، و اكابر العظماء الى اعظامه مسرعين، فمنهم من يقتبس من انوار علمه و ضيائه، ومنهم من يلتمس البركة فی لقاء محياه و هذا جاء فسأل و استفتی، وهذا جليل يعرض عليه ماكان افتى حتى ان الجلة الجليلة الممتازة طلبوا منه بركة الاجاز ة، و دخل

كبار فی بيعة الطريقة وقام مخدوموا الكرام بخدمته الانيقة"۔

(الاجازات صفحہ ۳۴۱)

ترجمہ: یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنی زمین میں آپ کی ایسی مقبولیت رکھ دی گویا کہ قضاء وقدر کے کارکنان سے قدرت نے یہ اعلان کروادیا کہ اے اہل صفا جلدی کرو!، جلدی چلو! کہ مصطفےٰ ﷺ کا غلام آیا ہوا ہے۔ہم نے دیکھا کہ یہاں کے علمائے کرام آپ کی بارگاہ میں پروانہ وار انتہائی تیز گامی کے ساتھ دوڑے چلے آرہے ہیں۔آپ کی تعظیم وتوقیر میں سبقت وسرعت کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ پروانوں کا ایک ہجوم ہے۔کوئی آپ کے علمی انوار و برکات سے فیض حاصل کررہا ہے تو کوئی آپ کے علمی جاہ وحشمت کو ملاحظہ کررہا ہے۔کوئی مسئلہ دریافت کر کے فتویٰ حاصل کررہا ہے تو کوئی اپنے فتووں کی تصدیق کرارہا ہے۔ کوئی اپنی کتاب پر تقریظ لکھوارہا ہے۔ یہاں تک کہ انتہائی جلیل القدر اور ممتاز علمی شخصیات کو میں نے دیکھا کہ وہ آپ سے اجازت وخلافت کی گزارش کررہے ہیں اور بڑے بڑے علماء اور اکابر آپ کے دست حق پرست پر بیعت کررہے ہیں۔ وہ بزرگ علماء کہ جوعوام وخواص کے مخدوم ہیں وہ بھی آپ کی خدمت بجالانے کو اپنی سعادت مندی سمجھ رہے ہیں۔

عرب وافریقی ممالک کے خلفاء کی تعداد:۔

ماہ ذی قعدہ ۱۳۲۳ھ سے تقریبا ۹؍ربیع الآخر بروز ہفتہ ۱۳۲۴ھ تک آپ حرمین طیبین میں رہے۔تقریبا تین مہینے تک مکۃ المکرّمہ میں آپ کا قیام رہا اور بقیہ ایام آپ نے مدینہ طیبہ میں گزارے۔اس عرصہ کے درمیان دونوں حرم محترم

میں بے شمار علماء ومشائخ نے سیدی سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دست حق پرست پر بیعت بھی کی اور علمی استفادہ کر کے شرف تلمذ بھی حاصل کیا۔ حرمین طیبین سے تعلق رکھنے والے علماء ومشائخ کے علاوہ ایام حج میں دور دراز کے مما لک سے تشریف لائے ہوئے نہ جانے کتنے علماء ومشائخ نے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ سے اجازت وخلافت حاصل کی۔ جب تک مکۃ المکرّمہ میں رہے تب تک مکۃ المکرّمہ میں اور جب مدینہ طیبہ تشریف لے گئے تو وہاں پر حتی کہ جب آپ مدینہ طیبہ سے ہندوستان واپسی کے سفر کے لئے پابرکاب تھے تب تک آپ سے یہ علماء و مشائخ اجازتیں حاصل کرتے رہیں جن میں سے زیادہ تر کو آپ نے زبانی اجازتیں عطا فرمائیں۔ ہندوستان واپس آجانے کے بعد بھی بذریعہ خط وکتابت یہ علماء اور مشائخ اجازتیں طلب فرماتے رہے تو ان کو بذریعہ ڈاک بریلی شریف سے خلافت نامے ارسال کئے گئے۔ اس سلسلے میں خود سیدی سرکار اعلیٰ حضرت ارشاد فرماتے ہیں:

''رخصت کے وقت قافلے کے اونٹ آلئے ہیں۔ پابرکاب ہوں اس وقت تک علماء کو اجازت نامے لکھ کر دیئے، وہ سب (حرمین طیبین میں عطا فرمائے گئے تحریری اجازت نامے) تو ''الاجازات المتینۃ'' میں طبع ہو گئے اور یہاں آنے کے بعد دونوں حرم محترم سے درخواستیں آیا کیں اور اجازت نامے لکھ کر گئے، یہ درج رسالہ نہیں۔ (الملفوظ حصہ دوم صفحہ ۳۶ مطبوعہ مکتبۂ قادریہ اٹوا بازار سدھارت نگر یوپی)

زبانی کتنے افراد کو اجازت وخلافت سے نوازا اس کی تعیین انتہائی مشکل ترین امر ہے بس اتنا کہا جا سکتا ہے کہ بے شمار علمی اور روحانی ومذہبی شخصیات کو آپ نے اپنی اجازت وخلافت سے نوازا۔ حضرت حجۃ الاسلام نے ''الاجازات المتینہ'' میں

کئی جگہ اس بات کی تصریح فرمائی کہ فلاں کو تحریری اجازت اور بہت سے علماء کو زبانی اجازت عطا فرمائی (مفہوما) جیسا کہ مکۃ المکرّمہ کی مقدس سرزمین پر آپ کی بارگاہ میں اجازت وخلافت لینے والوں کے ازدھام کا آنکھوں دیکھا حال بیان کرتے ہوئے ایک مقام پر حضرت حجۃ الاسلام تحریر فرماتے ہیں کہ:

"ثم تتابع الناس "یعنی پھر تو اجازت وخلافت حاصل کرنے والوں کا تانتا بندھ گیا۔(الاجازات صفحہ ۳۴۴)

ایک دوسری جگہ حضرت حجۃ الاسلام تحریر فرماتے ہیں:

" وقد طلب هنالك عدة من العلماء الاجازة فاجاز باللسان اکثر من اجازه لان عبد المصطفیٰ فی حضرة المصطفیٰ۔ علیه افضل صلوات الله ۔ فی شغل شاغل عمن سوا ه "(الاجازات صفحہ ۳۴۵)

ترجمہ:۔ اور (مدینہ منورہ میں بھی) متعدد علمائے کرام نے اجازتیں مانگی۔ آپ نے اکثر کو صرف زبانی اجازتیں عطا فرمائیں اس کی وجہ یہ ہے کہ غلام مصطفیٰ بارگاہ مصطفیٰ ﷺ میں ایسا مصروف ومشغول ہوگیا کہ نبی اکرم ﷺ کے دربار میں حاضری اور اپنے آقا کی طرف لولگانے کے سوا کسی اور کی طرف متوجہ نہیں ہوسکتا۔

علامہ سید عبدالحی صاحب کو تحریری اجازت وخلافت دیئے جانے کے واقعہ کے ضمن میں حجۃ الاسلام نے لکھا کہ:

" وکان معه شاب صالح من طلبة علم الکریم یدعی حسین جمال بن عبد الرحیم "

ترجمہ:۔ موصوف کے ساتھ ایک جوان صالح، علم دین کے طالب حسین جمال

بن عبدالرحیم بھی تھے''۔

انہوں نے بھی اجازت وخلافت کی گزارش کی:

"فاجازہ والدی اجازۃ باللسان" تو والد بزرگوار نے انہیں زبانی اجازت عطا فرمادی اور ان سے ارشاد فرمایا کہ حضرت سید صاحب کو جو خلافت نامہ دیا ہے اس کی نقل لے کر اس میں اپنا نام لکھ لیں''۔

(الاجازات المتینہ صفحہ۳۴۲۔۳۴۳مطبوعہ امام احمد رضا اکیڈمی بریلی)

حضرت حجۃ الاسلام نے ایک اور جگہ یوں تحریر کیا کہ:

ترجمہ: ''حضرت مولانا شیخ صالح کمال صاحب جب والد بزرگوار اعلیٰ حضرت کی زیارت کو تشریف لائے تو ان کے ساتھ فضل وکمال کے گھرانے ''دحلان'' کے دیگر دو اہل علم اور اصحاب فضیلت بھی تھے۔ انہوں نے بھی اجازتیں مانگیں۔ آپ نے سب کو زبانی اجازتیں بخشیں۔(ایضا۴۱۶)

ایک مقام پر یوں تحریر فرمایا:

ترجمہ: ''ازاں بعد مستجیزین کا تانتا بندھ گیا۔ سندیں طلب کرنے والے علماء و مشائخ پے در پے بکثرت آنے لگے تو حضرت والد ماجد نے ان کے لئے سند کا چوتھا نسخہ تالیف فرمایا جو مختصر بھی ہے اور جامع بھی اور تھوڑے الفاظ پر مشتمل ہونے کے باوجود نافع بھی اور آپ نے مجاز کے نام کی جگہ خالی چھوڑ کر اس نسخے کی متعدد نقلیں کروالیں جب کوئی عالم دین سند لینے آتا تو والد ماجد خالی جگہ ان کا نام لکھ کر یہ نسخہ ان کے حوالے کر دیتے۔(ایضا مفہوما ۴۷۱)

اسی سے کچھ آگے تحریر فرمایا:

ترجمہ: ''بعض کو (زبانی اجازت وخلافت دے کر) جناب شیخ صالح کمال صاحب کے سپرد کیا کہ ان کے پاس سے لکھوالیں اور بعض سے وعدہ فرمایا''

(ایضا مفہوما ۱۷۴)

حضرت مولانا سید شیخ محمد عبدالحی صاحب کو اجازت وخلافت مؤرخہ ۲۷/ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ کو یوں عطا فرمائی کہ انہوں نے سب سے پہلے ''حدیث بالاولیت'' کا سماع کیا اس کے بعد آپ نے انہیں تمام مرویات ماذونہ کی اجازت عطا فرمائی۔ اس کے بعد فرمایا کہ:

ترجمہ: ''میں نے انہیں طریقت کے ان تمام سلسلوں کی بھی اجازت دی جن کی مجھے اجازت ہے''۔(ایضا ۴۳۴ مفہوما واختصارا)

جب آپ مدینہ طیبہ تشریف لے گئے تو وہاں بھی علمائے عرب کے ساتھ دیگر مما لک سے حج وزیارت کے لئے تشریف لائے ہوئے بے شمار مشائخ کو آپ نے زبانی اجازت وخلافت عطا فرمائی اور بعض کو تحریری خلافت نامہ بھیجنے کا وعدہ فرمایا۔ جنہیں ہندوستان واپسی کے بعد بھیج دی گئیں۔ جیسا کہ ماقبل میں حضرت حجۃ الاسلام کے حوالے سے اس کی صراحت گزری۔

ان تمام تفصیلات سے یہ واضح ہوگیا کہ بہت سے علمائے عرب اور دیگر خطوں کے مشائخ عظام کو حرمین طیبین میں اعلیٰ حضرت نے اپنے دوسرے سفر حج زیارت کے موقع پر اپنی اجازت وخلافت سے نوازا تھا۔ مگر ان تمام حضرات کے ناموں کی صراحت اور ان کے احوال وکوائف کا سراغ ہمیں کہیں نہیں ملتا۔ اسی

طرح بریلی شریف واپسی کے بعد بھی بہت سے علماء ومشائخ کو جو تحریری اجازت نامہ بھیجے گئے ان کا بھی کہیں اب تک سراغ نہیں لگ پایا۔ البتہ جن حضرات کو مکۃ المکرّمہ اور مدینہ طیبہ میں تحریری اجازتیں عطا فرمائی گئیں یا حرمین طیبین میں جن کو مختصر تحریری اجازت نامے دیئے گئے اور تفصیلی اجازت نامے بھیجنے کا وعدہ کیا گیا پھر ہندوستان واپسی کے بعد حسب وعدہ انہیں یہ اجازت نامے ارسال کئے گئے ان سب کو حضرت حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ نے "الاجازات المتینۃ لعلماء بکۃ و المدینۃ" میں تفصیل کے ساتھ نام بنام درج فرمادیا ہے۔ان کی تعداد ۲۷ر اور اگر سید عمر صاحب کے مستقبل قریب میں متولد ہونے والے بچے کو ''بشرط علم وعمل'' اور ''بشرط بیٹا ہونے'' کے دی جانے والی اجازت وخلافت کو بھی شمار کرلیا جائے تو ان کی تعداد ۲۸ر ہوتی ہے۔

حضرت سید حسین مدنی بن شیخ عبدالقادر مدنی جو بعد میں بریلی شریف تشریف لائے اور انہوں نے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ سے تعلیم حاصل کی خاص طور پر ''علم جفر'' کی تعلیم ،ان کو بھی اعلیٰ حضرت سے شرف تلمذ کے ساتھ شرف اجازت و خلافت بھی حاصل ہے۔ان کی اجازت وخلاف کا ثبوت خود اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے تصریحی بیان مشمولہ الملفوظ وحیات اعلیٰ حضرت، سے ملتا ہے،تو ان کو لے کر یہ تعداد ۲۹ر تک پہونچتی ہے۔

اس کے علاوہ سید حسین مدنی صاحب کے بھائی سید محمد ابراہیم صاحب بھی بریلی شریف اعلیٰ حضرت کی بارگاہ میں تشریف لائے تھے اگرچہ ان کی اجازت و خلاف اور شرف تلمذ حاصل کرنے کی تصریح نہیں ملتی مگر قرائن کی بنیاد پر انہیں بھی

اس میں شامل کرلیا جائے تو یہ فہرست ۳۰ رتک پہونچتی ہیں۔

یونہی سید حسین مدنی صاحب کے تیسرے بھائی حضرت سید محمد مدنی صاحب بھی بریلی شریف تشریف لائے تھے اگر ان کو بھی اس فہرست میں شامل کرلیا جائے تو ان خلفائے عرب وافریقہ کی تعداد ۳۱ رتک پہونچتی ہے۔

واضح رہے کہ سیدی سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حرمین طیبین کے علماء ومشائخ کے لئے ارتجالاً وہاں پر سات اجازت نامے اور سندیں فصیح و بلیغ عربی زبان میں تحریر فرمائی تھیں جو حسب موقع اور حسب مراتب مذکورہ بالا ۲۷ راور دوسرے احتمال (سید عمر صاحب کے پیدا ہونے والے بچے) کے اعتبار سے ۲۸ ر جلیل القدر علماء ومشائخ کو عطا فرمائی گئیں۔ ان ۲۸ رشخصیات میں حضرت سید حسین مدنی صاحب، ان کے دونوں بھائی سید محمد ابراہیم مدنی اور سید محمد مدنی صاحبان کا ذکر نہیں ہے۔ اب ہم ذیل میں اجازت نامہ کے ان ساتوں نسخوں کا اجمالی تعارف اور کن حضرات کو یہ دیئے گئے ان کا اجمالی خاکہ پیش کررہے ہیں:

(۱) اجازت نامہ کا پہلا نسخہ:۔

سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ اجازت نامہ مکۃ المکرّمہ کے زمانہ قیام اور ''الدولة المكية'' تحریر فرمانے کے اوقات میں مؤرخہ ۲۷ رذی الحجہ ۱۳۲۳ھ کو تحریر فرمایا۔ اس اجازت نامہ کی ابتداء تسمیہ کے بعد یوں ہوتی ہے۔

" الحمد لله احد من لا احد له، و سند من لا سند له" الخ۔

(الاجازات صفحہ ۳۵۳)

اس اجازت نامہ کا اختتام یوں ہوتا ہے:

" و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العٰلمين و الصلوٰة والسلام علىٰ سيد المرسلين محمد و اٰله و اصحابه اجمعين"۔ (الاجازات صفحہ ۳۵۶)

اس کے بعد آخر میں اعلیٰ حضرت کے اس پر دستخط ہے۔

سند کا یہ پہلا نسخہ آپ نے محدث مغرب، محدث عرب وعجم، عالم کامل، مجمع فضائل، منبع فضائل، حضرت علامہ مولانا سیدنا شیخ محمد عبد الحی بن شیخ کبیر سید عبدالکبیر کتانی، حسنی، ادریسی فاسی کے لئے تحریر فرمایا تھا۔ حضرت شیخ عبد الحی صاحب کو جس وقت یہ اجازت وخلافت دی گئی اس وقت تک شیخ موصوف ۵۰/ کتابیں تصنیف فرما چکے تھے جو علم حدیث اور دیگر علوم دینیہ سے متعلق تھیں۔

ان کے ساتھ حضرت مولانا شیخ حسین جمال بن عبدالرحیم بھی تشریف لائے تھے جو اس وقت ایک نوجوان عالم وفاضل تھے۔ انہوں نے بھی چلتے وقت اجازت وخلافت کی خواہش ظاہر کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت کی بارگاہ میں عرض کی تو وقت کی قلت کے باعث آپ نے انہیں زبانی اجازت وخلافت سے نواز کر فرمایا کہ:

''شیخ عبدالحی صاحب کے اجازت نامہ سے نقل لے کر اس پر اپنا نام تحریر کر لینا''۔

اس طرح سند کا یہ پہلا نسخہ مندرجہ ذیل دو حضرات کے حصے میں آیا:

(۱) محدث مغرب، محدث عرب وعجم، عالم کامل، مجمع فضائل، منبع فضائل حضرت علامہ مولانا سیدنا شیخ محمد عبدالحی بن شیخ کبیر سید عبدالکبیر کتانی، حسنی، ادریسی فاسی۔ مکہ شریف۔

(۲) عالم جلیل، فاضل نبیل، حضرت مولانا شیخ حسین جمال بن عبدالرحیم۔ مکہ شریف۔

(الاجازات المتینۃ صفحہ ۳۵۴۔۳۵۶، ۳۴۲، ۳۴۳/ اختصاراً ومفہوماً)

(۲) اجازت نامہ کا دوسرا نسخہ:۔

اجازت نامہ، خلافت نامہ اور سند کا یہ دوسرا نسخہ آپ نے ابتداءً حضرت شیخ صالح کمال، سید اسماعیل خلیل آفندی اور ان کے بھائی سید شیخ مصطفےٰ خلیل آفندی کے

لئےتفصیل کے ساتھ تحریر فرمایا تھا۔

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ شیخ صالح کمال صاحب مؤرخہ ۲۸ / ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ کو سرکار اعلیٰ حضرت سے ملاقات کرنے کی غرض سے تشریف لائے۔ آپ کے ساتھ ''خاندان دحلان'' کے دو دوسرے اہل علم بھی تھے۔ ان حضرات نے اعلیٰ حضرت سے اجازت و خلافت عطا فرمانے کی گزارش کی تو آپ نے ان سب حضرات کو اسی وقت زبانی اجازت و خلافت عطا فرمادی۔ حضرت شیخ صالح کمال صاحب نے تحریری اجازت نامہ کی گزارش کی تو آپ نے ادباً تحریری اجازت نامہ دینے میں توقف فرمایا مگر وہ جب بھی ملاقات کو تشریف لاتے تو تحریری اجازت نامہ کا مطالبہ ضرور فرماتے۔ اسی درمیان حضرت مولانا سید اسماعیل خلیل اور ان کے بھائی حضرت مولانا سید مصطفیٰ خلیل صاحبان نے بھی تحریری اجازت و خلافت کی پر زور انداز میں اپیل و گزارش کی تب آپ نے کافی تفصیلی انداز میں اپنے تمام علوم و فنون کی روایت، تمام تصانیف، سبھی مرویات، سارے سلاسل طریقت، تمام اشغال، اذکار اور سبھی اوراد و وظائف کی اجازت پر مشتمل ایک سند اجازت کا مسودہ مؤرخہ ۶ / صفر المظفر ۱۳۲۴ھ کو تحریر فرمایا جس کی تبییض و تکمیل مؤرخہ ۹ / صفر المظفر ۱۳۲۴ھ کو ہوئی۔ اس سند اور خلافت نامہ کا آپ نے تاریخی نام "الاجازة الرضویہ لمبجل مکة البهية" (۱۳۲۴ھ) تجویز فرمایا۔

الاجازۃ الرضویہ کا اضافہ شدہ جدید نسخہ:

وطن واپسی کے بعد ۱۳۲۶ھ میں اسی دوسرے نسخے میں آپ نے مزید اضافے فرمائے۔ آپ کو کتنے علوم و فنون پر دسترس حاصل تھی ان کا ذکر فرمایا۔ کتنے

علوم وفنون آپ کو ''کسبی'' طور پر حاصل ہوئے ان کی صراحت کی اور کتنے علوم و فنون آپ کو من جانب اللہ ''وہبی'' طور پر بغیر کسی سے پڑھے حاصل ہوئے ان سب کو صراحتاً بیان فرمایا۔

غرض کہ '' الاجازۃ الرضویہ'' نامی یہ اجازت نامہ آپ نے کافی اہتمام کے ساتھ نہایت مفصل انداز میں ایک مرتبہ مکۃ المکرمہ اور دوبارہ '' جدید انداز'' اور '' مزید اضافہ'' کے ساتھ بریلی شریف میں مرتب فرما کر حجاج کرام کے ہاتھوں ان علماء کو ارسال فرمایا کہ جن سے وطن واپسی کے بعد تفصیلی اجازت نامہ بھیجنے کا وعدہ فرمایا تھا۔

الاجازۃ الرضویہ کی ادبی ولسانی خوبیاں:۔

یہ اجازت نامہ عربی زبان و ادب کا ایک عظیم نمونہ ہونے کے ساتھ '' صنعتِ براعت استہلال''، ''صنعت تشیح''، ''صنعت تلمیح'' اور ''نثر مسجع'' کا بھی ایک عظیم شاہکار ہے۔اس میں آپ نے خطبہ کے اندر حدیث کے تمام اقسام مثلاً '' حدیث متواتر''، '' حدیث مشہور''، '' حدیث آحاد''، '' حدیث صحیح''، '' حدیث حسن''، ''ضعیف''، '' مرفوع''، ''متصل''، ''معضل'' اور احادیث کے مجموعے کے اقسام مثلا '' جامع''، '' مسند''، ''سنن''، ''صحاح''، '' مستدرک'' وغیرہ کا نہایت ہی علمی وادبی انداز میں استعمال فرمایا ہے۔اسی طرح شیخ صالح کمال صاحب کا صراحتا نام ذکر نہیں فرمایا بلکہ ان کی تعریف میں ''صنعت تشیح'' کا استعمال کرتے ہوئے عربی زبان میں ایسے اشعار تحریر فرمائے ہیں کہ جن کے ہر ہر مصرعہ کا پہلا حرف الگ کر کے ان سب کو جمع کیا جائے تو '' صالح کمال'' بنتا ہے۔ یونہی شیخ اسماعیل خلیل

صاحب کی مدح میں جو عربی زبان میں اشعار آپ نے تحریر فرمائے ہیں ان کے بھی اشعار کے ہر مصرعہ کا پہلا حرف الگ کر کے جمع کرنے پر ان کا نام ''اسماعیل خلیل'' بنتا ہے۔اس کے ساتھ ہی حضرت شیخ صالح کمال صاحب، محافظ کتب حرم حضرت سیدنا شیخ اسماعیل خلیل مکی آفندی اور ان کے بھائی شیخ سید مصطفٰے خلیل آفندی کے لئے نثر و نظم میں ایسے القاب وآداب بیان فرمائے ہیں کہ جو ایک طرف عربی زبان وادب کا بہترین نمونہ ہیں تو دوسری طرف ''صنعت تلمیح'' کا بھی اعلیٰ شاہکار ہیں۔اس سند کا عربی متن ہی اس بات کی واضح دلیل ہے کہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عربی زبان وادب پر کس قدر عبور حاصل تھا کہ ارتجالا آپ نے اتنی خوبیوں کے ساتھ عربی زبان میں یہ سند تحریر فرمائی۔

اس سند کی ابتداء یوں ہوتی ہے:

''الحمد لله المسلسل احسانه المتصل انعامه، غير "منقطع" ولا "مقطوع" فضله و اكرامه، ذكره "سند" من لا سند له، و اسمه احد من لا احد له و افضل الصلوات العوالى المنزول واكمل السلام "المتواتر"،" الموصول" على اجل "مرسل"، كشاف، كل "معضل"، "العزيز" الاعز "الخ (الاجازات صفحہ ۳۶۰)

اس کا اختتام یوں ہوتا ہے:

"ويوجبان لنا فى الدنيا و الآخرة الحفظ و الصون ، آمين آمين يا ارحم الراحمين۔

اولاً آپ نے یہ سند مذکورہ بالا تین حضرات ہی کے لئے تحریر فرمائی تھی مگر

جب کچھ جلیل القدر علماء نے اسی مفصل سند کا مطالبہ کیا تو آپ نے انہیں وطن واپسی کے بعد بھیجنے کا وعدہ فرمالیا۔ ہندوستان آکر آپ مختلف دینی کاموں، تصنیف وتالیف اور ردوہابیہ وغیرہ میں ایسے مصروف ہوئے کہ بہت دنوں تک ان حضرات کو یہ اجازت نامہ نہ بھیج پائے۔اس درمیان برابر تقاضہ کے خطوط ان حضرات کی طرف سے آتے رہے چنانچہ ایک خط حضرت سید مامون بری کا آیا جوانہوں نے محرم ۱۳۲۶ھ میں تحریر فرمایا تھا۔دو خط حضرت مولانا سید اسماعیل خلیل کے آئے جن میں سے پہلا انہوں نے مؤرخہ ۱۶/ذی الحجہ ۱۳۲۵ھ کو اور دوسرا ۱۲/رجب ۱۳۲۴ھ کو تحریر فرمایا تھا۔ چنانچہ ان حضرات کی گزارشوں کے مدنظر اعلیٰ حضرت نے ''الاجازۃ الرضویہ'' نامی دوسری سند جدید اضافوں کے ساتھ ۱۳۲۶ھ کی مختلف تاریخوں میں حجاج کرام کے ہاتھوں ان حضرات کے پاس ارسال فرمائیں۔ چنانچہ شیخ مصطفیٰ کمال، سید اسماعیل خلیل اور ان کے بھائی سید مصطفیٰ خلیل ان حضرات کو مؤرخہ ۱۷/شوال ۱۳۲۶ھ کو کچھ احباب کے ہاتھ، حضرت سید مامون بری مدنی کو شوال ۱۳۲۶ھ میں پنجاب کے رہنے والے کچھ حجاج کرام کے ہاتھ ارسال فرمائیں۔اسی طرح مکۃ المکرمہ کے ۱۲/دیگر علماء کہ جن سے آپ نے مفصل سند بھیجنے کا وعدہ فرمایا تھا اور وقتی طور پر ان حضرات کو اجازت نامہ کا چوتھا نسخہ جو مختصر اور ایک فارمیٹ کی صورت میں تھا وہ دیدیا تھا تو ایسے ۱۲/حضرات کو آپ نے ۱۳۲۶ھ میں دوبارہ سند کا دوسرا نسخہ ارسال فرمایا۔اس طرح سند کا یہ دوسرا نسخہ جن حضرات کو ملا ان کے اسمائے گرامی مندرجہ ذیل ہیں جن کی تعداد ۱۶/تک پہونچتی ہے۔

(۱)حسنۃ الزمان، برکت الآوان، طیب الوجود وطیب الجود، صالح افعال، صدیق الاقوال، ابوالافضال، ابن الکمال حضرت مولانا شیخ صالح کمال، مفتی حنفیہ وسابق قاضی مکۃ المکرّمہ (مکۃ المکرّمہ)

(۲) محافظ کتب حرم حضرت مولانا سید شیخ اسماعیل خلیل مکی آفندی (مکۃ المکرّمہ)

(۳) حضرت مولانا سید شیخ مصطفےٰ خلیل مکی آفندی (یہ حضرت شیخ سید اسماعیل خلیل صاحب کے بھائی ہیں) (مکۃ المکرّمہ)

(۴) حضرت مولانا سید شیخ مامون بری مدنی

(۵) امین الفتوی ومکین التقوی حضرت مولانا سید ابوحسین محمد مرزوقی (مکۃ المکرّمہ)

(۶)حسنۃ الزمان حضرت مولانا شیخ اسعد دہان (مکۃ المکرّمہ)

(۷) عالم جلیل فاضل نبیہ حضرت مولانا شیخ عبدالرحمٰن دہان (یہ حضرت مولانا شیخ اسعد دہان کے بھائی ہیں) (مکۃ المکرّمہ)

(۸) مفتی مالکیہ عالم جلیل فاضل نبیل حضرت علامہ شیخ عابد بن حسین (مکۃ المکرّمہ)

(۹) حضرت مولانا شیخ علی بن حسین (یہ حضرت شیخ عابد بن حسین کے بھائی ہیں) (مکۃ المکرّمہ)

(۱۰) عالم جلیل حضرت شیخ جمال بن محمد امیر (یہ حضرت شیخ عابد اور حضرت علی کے بھتیجے ہیں) (مکۃ المکرّمہ)

(۱۱) عالم نبیہ حضرت علامہ شیخ عبداللہ میر داد بن جہبذ کبیر، عالم شہیر حضرت علامہ ابو الخیر میر داد (یہ اعلیٰ حضرت کے مرید بھی ہیں اور ان کے والد صاحب ہی نے ''انا اقبل ارجلکم" الخ کہ: ''میں آپ کے پیروں کو بوسہ دوں، آپ کے جوتوں کو بوسہ دوں''، فرمایا تھا)۔

(۱۲) سید جلیل حضرت مولانا شیخ عبداللہ دحلان (مکۃ المکرّمہ)

(۱۳) حضرت شیخ محترم مولانا بکر رفیع (مکۃ المکرّمہ)

(۱۴) حضرت مولانا شیخ حسن عجیمی

(۱۵) فلذۃ کبد المدینہ شیخ الدلائل حضرت مولانا شیخ سید محمد سعید بن سید جلیل حضرت مولانا سید محمد مغربی (مدینہ طیبہ)

(۱٦) ذوالمجد والکرم مولانا شیخ عمر دحلان مدنی

(الاجازات صفحہ ۳٦٦، ۳٦۴، ۳٦۸)

(۳) اجازت نامہ کا تیسرا نسخہ:۔

اجازت نامہ کی یہ تیسری تحریر نہایت مختصر ہے جو آپ نے حضرت مولانا شیخِ جلیل شیخ احمد خضراوی مکی کے لئے تحریر فرمائی۔ یہ با قاعدہ سند اور اجازت نامہ کی صورت میں نہ تھی بلکہ سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ طیبہ جانے کے لئے پابرکاب تھے اس وجہ سے آپ نے قلت وقت کے باعث حضرت شیخ احمد خضراوی کی ''یاداشت ڈائری'' ہی کے ایک صفحہ میں تقریباً تین سطری یہ اجازت نامہ تحریر فرما کر دستخط کر دیئے تھے۔ اس تحریر کی ابتداء یوں ہوتی ہے:

" الشیخ الجلیل البری عن المساوی " اور اختتام یوں ہوتا ہے " فلم یبق عندنا نسخۃ و کانت بالغۃ فی الوجازۃ " (الاجازات صفحہ ۳۸۵)

واضح رہے کہ اس تیسرے اجازت نامہ پر کوئی تاریخ اور سن نہیں ہے۔ اس کی وجہ وہی ہے کہ نہایت عجلت میں یہ تحریر لکھی گئی تھی وہ بھی ان کی مملوکہ یاداشت کی ڈائری میں جس کی وجہ سے حضرت حجۃ الاسلام ''الاجازات'' میں اس کی تاریخ نقل نہ کر سکے۔

(۴)اجازت نامہ کا چوتھا نسخہ:۔

ماقبل میں یہ بات گزر چکی ہے کہ سیدی سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہندوستان واپسی کا جیسے جیسے وقت قریب آرہا تھا ویسے ویسے مکۃ المکرّمہ، مدینہ منورہ اور دنیا کے دیگر خطوں سے تشریف لائے علمائے کرام کا اشتیاق بڑھتا ہی چلا جارہا تھا۔ ہر ایک دوسرے پر سبقت لے جانے پر کمربستہ تھا۔ ہر ایک کی یہ آرزو تھی کہ اسے شرف تلمذ، شرف بیعت یا شرف اجازت وخلافت حاصل ہوجائے۔ ان کے اس اشتیاق اور ان کی اس عقیدت ومحبت نیز دربار رسول میں اپنی حاضری کی مصروفیات کے باعث آپ نے ایک ایسی عام سند تیار فرمائی کہ جس کا مضمون آپ نے عمومی رکھا۔گویا کہ یہ سند ایک ''فارمیٹ'' اور'' خاکہ'' کی صورت میں تھی جس طرح آج کل ہمارے یہاں مشائخ طریقت یا علمی دانش کدے ایک عام مضمون تیار کرکے اس کی متعدد کاپیاں چھپوا کر رکھ لیتے ہیں اور اپنے خلفاء یا تلامذہ کو ان کا نام، ولدیت، پتہ اور جاری کرنے کی تاریخ ڈال کر ان کے حوالے کر دیتے ہیں۔اعلیٰ حضرت نے بھی اسی طرح کی یہ چوتھی سند تیار کی تھی جس میں خطبہ اور " و بعد فقد سألنی " کے بعد خالی جگہ چھوڑ دی تھی۔اجازت وخلافت کے متمنی حضرات جب آتے تو ان کا نام ان کے حسب مراتب القاب وآداب سے مزین کرکے اس خالی جگہ کو پر کردیا جاتا پھر انہیں یہ اجازت نامہ دیدیا جاتا ساتھ ہی جس دن دیا جاتا وہ تاریخ بھی رقم کردی جاتی۔اس چوتھی سند کا مضمون خطبہ سے یوں شروع ہوتا ہے:

"الحمد لله احد من لا احد له "الخ۔

پورے خطبہ کے بعد:

" و بعد فقد سألنی " ہے۔

اس کے بعد خلفاء کے نام ۔ پھر

"و انا حل بالبلد الحرام اجازۃ مرویات عن مشائخی الکرام"۔ الخ ہے۔

اخیر میں "و الصلوٰۃ و السلام علی سید المرسلین محمد و آلہ واصحابہ اجمعین ۔ آمین " ہے۔

اس کے بعد دستخط ہیں۔(الاجازات صفحہ ۳۸۵،۳۹۴/اختصارا)

یہ چوتھی سند مندرجہ ذیل حضرات کو عطا فرمائی گئی۔

(۱) فاضل جلیل، سید جمیل، جامع فضائل انسیہ، قامع رذائل دنسیہ حضرت مولانا شیخ سید ابوحسین محمد مرزوقی بن سید عالم کبیر سید عبدالرحمٰن مکی علیہ الرحمہ (اوائل صفر ۱۳۲۴ھ میں بمقام مکۃ المکرّمہ موصوف کو یہ سند اجازت عطا فرمائی گئی)

(۲) ذو القدر المنیع والفخر البدیع حضرت مولانا بکر رفیع مکی (بمقام مکۃ المکرّمہ مورخہ ۳/صفر ۱۳۲۴ھ کو انہیں اجازت وخلافت سے نوازا گیا)

(۳) شیخ اسعد حضرت مولانا شیخ اسعد دہان بن عالم عامل، فاضل کامل، عارف باللہ حضرت شیخ احمد دہان مرحوم (انہیں مؤرخہ ۷/صفر ۱۳۲۴ھ میں بمقام مکۃ المکرّمہ یہ سند اجازت عطا فرمائی گئی)

(۴) فاضل ابن فاضل حضرت مولانا شیخ عبدالرحمٰن دہان بن عارف باللہ حضرت علامہ شیخ احمد دہان مرحوم (انہیں مؤرخہ ۷/صفر ۱۳۲۴ھ میں بمقام مکۃ المکرّمہ یہ سند اجازت عطا فرمائی گئی)

(۵) فاضل اجل، کامل افضل، سابق مفتی مالکیہ ابن مفتی مالکیہ حضرت مولانا شیخ محمد عابد بن علامہ شیخ حسین مکی مرحوم (مؤرخہ ۹؍صفر ۱۳۲۴ھ بروز جمعرات بمقام مکۃ المکرّمہ انہیں اجازت وخلافت سے نوازا گیا)

(۶) حضرت مولانا شیخ محمد عابد صاحب کے بھائی فاضل نبیل، فقیہ جلیل، صاحب تصانیف بہیہ حضرت مولانا شیخ علی بن شیخ حسین مکی مرحوم (مؤرخہ ۹؍صفر ۱۳۲۴ھ بروز جمعرات بمقام مکۃ المکرّمہ انہیں اجازت وخلافت سے نوازا گیا)

(۷) مذکورہ بالا دونوں بھائیوں کے نوجوان بھتیجے، عالم جلیل، فاضل نبیل حضرت مولانا شیخ محمد جمال بن شیخ محمد امیر بن شیخ حسین مکی مرحوم (مؤرخہ ۹؍صفر ۱۳۲۴ھ بروز جمعرات بمقام مکۃ المکرّمہ انہیں اجازت وخلافت سے نوازا گیا)

نــــــوٹ : ان تینوں حضرات نے اس مختصر چوتھی سند کے علاوہ جب ''الاجازۃ الرضویہ'' نامی بنا اضافہ جدیدہ والی اس مفصل سند کے لئے بھی گزارش کی کہ جو آپ نے حضرت شیخ صالح کمال، شیخ اسماعیل خلیل اور شیخ مصطفےٰ خلیل کو وقتی طور پر عطا فرمائی تھی نیز اضافہ جدیدہ کے ساتھ مزید تفصیلات سے مزین کر کے ہندوستان واپسی کے بعد بریلی شریف سے بھیجنے کا وعدہ فرمایا تھا۔ تب آپ نے ان سے فرمایا کہ حضرت مولانا شیخ صالح کمال صاحب کے پاس جو دوسری سند کا نسخہ ہے اس نسخے سے نقلیں لے لیں۔

(۸) فاضل کامل، عامل عالم، امام حرم بر مصلیٰ حنفی حضرت مولانا شیخ عبداللہ میرداد بن علامۂ اجل، زاہد عابد حضرت مولانا شیخ احمد ابی الخیر میرداد (یہ اعلیٰ حضرت کے مرید بھی تھے۔ انہیں مؤرخہ ۸؍صفر ۱۳۲۴ھ کو مکۃ المکرّمہ میں خلافت سے نوازا گیا)۔

(۹) فاضل جلیل، نبیہ نبیل، مولانا شیخ حسن عجیمی مکی بن قاضی فاضل شیخ عبد الرحمٰن مرحوم (یہ موصوف حضرت مولانا حسن بن علی عجیمی مکی مالکی قدس سرہٗ جو صاحب تصانیف کثیرہ ومعروفہ ہیں ان کی اولاد ونسل سے تعلق رکھتے ہیں۔ انہیں ۸؍صفر ۱۳۲۴ھ کو مکۃ المکرّمہ میں اجازت وخلافت سے نوازا گیا)

(۱۰) عالم سالم حضرت مولانا سید سالم بن عیدروس بارعلوی حضرمی (۱۱؍صفر ۱۳۲۴ھ کو انہیں یہ اجازت نامہ عطا فرمایا گیا)

(۱۱) ولد صالح، شاب مفلح، ملتزم فی الحرم الکریم حضرت سید علوی بن حسن کاف حضرمی

(۱۲) حضرت مولانا سید ابوبکر بن سالم بارعلوی حضرمی

نوٹ: حضرت حجۃ الاسلام ''سید ابوبکر موصوف'' کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ''مجھے یہ یاد نہیں کہ انہیں اعلیٰ حضرت نے تحریری سند عطا فرمائی تھی یا ان کے والد صاحب حضرت سید سالم بن عیدروس کو جو سند دی تھی اسی سے نقل کرنے کے لئے فرمایا تھا''۔

(۱۳) فاضل جلیل، کامل نبیل حضرت مولانا سید عبد اللہ دحلان بن علامہ کبیر، امام شہیر حضرت مولانا سیدنا وشیخنا سید احمد بن زینی دحلان، تغمدہ اللہ بالرحمۃ و الرضوان۔ (انہیں ۲۴؍صفر ۱۳۲۴ھ کو اجازت عطا فرمائی۔ واضح رہے کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان کو پہلے سفر حج کے موقع پر جبکہ اعلیٰ حضرت کی عمر شریف محض ۲۲؍سال تھی اور آپ اپنے والدین کے ساتھ حج کرنے تشریف لائے تھے اس موقع پر حضرت شیخ سید احمد بن زینی دحلان علیہ الرحمہ نے آپ کو اپنی اجازت و خلافت سے نوازا تھا اور آپ کے علم وفضل اور آپکی عظمت و رفعت کے سلسلے میں دعائیں فرمائی تھیں۔ (حیات اعلیٰ حضرت جلد اول، الملفوظ حصہ دوم)

(۱۴) حضرت مولانا سید محمد بن عثمان دحلان (ان کو مدینہ طیبہ کے سفر پر نکلنے والے دن اجازت عطا فرمائی۔

(۱۵) فاضل کامل حضرت مولانا شیخ محمد یوسف، مدرس مدرسہ مولانا رحمت اللہ۔ علیہ رحمۃ اللہ۔ (انہیں ۲۴ ر صفر ۱۳۲۴ھ کو اجازت عطا فرمائی گئی۔

(الاجازات صفحہ ۳۸۵ تا ۳۸۸ اختصارا و مفہوما)

ایک غلط فہمی کا ازالہ: مذکورہ بالا تفصیل سے معلوم ہوا کہ یہ چوتھی سند ۱۵ ر علماء و مشائخ کو عطا فرمائی گئی تھی جو ایک فارمیٹ کی صورت میں تھی۔ یوں تو ان کی تعداد ۱۵ ر ہے مگر ان میں سے دس حضرات وہ بھی ہیں کہ جن کو سند کا وہ دوسرا نسخہ کہ جس کا نام ''الاجازۃ الرضویہ'' ہے وہ بھی دینے کا وعدہ فرمایا تھا۔ اس لئے ''الاجازۃ الرضویہ'' جن ۱۶ ر شخصیات کو دی گئی ہے ماقبل میں مذکور فہرست کے ضمن میں ان دس افراد کا بھی ذکر ہے۔ اس طرح یہ دس شخصیات وہ ہیں کہ جنہیں ''الاجازۃ الرضویہ'' نامی سند کا دوسرا نسخہ بھی ملا اور اس چوتھی سند کا یہ نسخہ بھی جو ایک فارمیٹ کی صورت میں ہے، وہ بھی ملا۔ ایسا نہیں ہے کہ دوسری سند کے ضمن میں مذکورہ بالا جن دس ناموں کا ذکر ہے وہ الگ ہیں اور چوتھی سند میں ۱۵ ر خلفاء کے ضمن میں مذکور یہ دس شخصیات علیحدہ ہیں بلکہ ان دس شخصیات کی شمولیت ''الاجازۃ الرضویہ'' نامی سند کے دوسرے نسخے میں بھی ہے اور پندرہ شخصیات کو دی گئی اس چوتھی سند میں بھی۔ اس لئے ان حضرات کے نام دونوں فہرستوں میں مکرر ذکر ہوئے ہیں۔ جس سے کچھ حضرات کو اشتباہ ہو گیا اور انہوں نے ان مکرر ناموں کو الگ الگ شمار کر کے خلفائے عرب کی تعداد میں کافی اضافہ کر دیا۔ جیسا کہ ''خلفائے محدث بریلوی''

کے نام سے ''ادارہ تحقیقات امام احمد رضا'' نے جو کتاب شائع کی ہے اس میں ان حضرات کو الگ الگ خلیفہ شمار کر کے خلفائے عرب کی تعداد اکتالیس ۴۱؍ تک پہونچا دی گئی ہے۔ یہی نہیں بلکہ اس کتاب میں مندرجہ ذیل کچھ تسامحات بھی نظر میں آئے ہیں۔

☆ پہلی سند دو حضرات کو ملی تھی مگر ''خلفاء محدث بریلوی'' نامی اس کتاب میں صرف ایک کا ذکر کیا گیا ہے۔

☆ چوتھی سند اعلیٰ حضرت نے مذکورہ بالا ۱۵؍ شخصیات کو عطا فرمائی مگر اس کتاب میں صرف ۱۲؍ کا ذکر ہے۔

☆ شیخ ابوحسین محمد مرزوقی کو یہاں شیخ ابوالحسن لکھا گیا۔

☆ اس کتاب کی فہرست کے نمبر شمار ۱۸؍ میں ''شیخ حسین مالکی'' کو چوتھی سند پانے والا خلیفہ قرار دیا گیا جبکہ یہ شیخ محمد عابد کے والد صاحب ہیں۔ یہ اعلیٰ حضرت کے سفر حرمین طیبین سے پہلے وفات پا چکے تھے۔ شیخ محمد عابد صاحب کی سند میں ان کے نام کے ساتھ اعلیٰ حضرت نے ''مرحوم'' لکھا ہے تو ایسی صورت میں یہ اعلیٰ حضرت کے خلیفہ کیسے ہو سکتے ہیں؟

☆ ''شیخ صالح کمال مکی'' کا نام بھی اس کتاب میں چوتھی سند پانے والوں کی فہرست میں بھی درج ہے جبکہ انہیں سند کا صرف دوسرا نسخہ دیا گیا تھا چوتھا نہیں۔

☆ اسی فہرست میں ''شیخ عبداللہ میرداد'' کے والد گرامی اور "انا اقبل ارجلكم" کے قائل ''شیخ الخطباء حضرت شیخ احمد ابوالخیر میرداد'' کا بھی نام ہے حالانکہ اعلیٰ حضرت سے انہیں اجازت و خلافت نہیں۔

☆ پانچویں سند اعلیٰ حضرت نے ''شیخ عبد القادر کردی مکی'' اور ان کے فرزند'' حضرت شیخ عبداللہ فرید مکی'' کوعطا فرمائی تھی جبکہ مذکورہ کتاب میں صرف والد کا ذکر ہے بیٹے کا نہیں۔

☆اس کتاب کے مرتب صاحب موصوف نے ایک دوسری کتاب کے حوالے سے'' شیخ عبداللہ فرید مکی'' کا ذکر جداگانہ انداز میں کیا ہے مگر نام'' شیخ فرید'' تحریر کیا گیا ہے حالانکہ اعلیٰ حضرت کی تحریر کے مطابق ان کا نام'' شیخ عبداللہ فرید'' ہے'' شیخ فرید'' نہیں۔

☆اسی طرح'' شیخ عبداللہ فرید'' کے ذکر سے پہلے'' سید علوی بن حسین'' کا نام ''تقدیم الملفوظ مطبوعہ کراچی'' کے حوالے سے درج کیا گیا ہے جبکہ اعلیٰ حضرت کے خلفائے عرب وافریقہ میں اس نام کے کوئی خلیفہ نہیں۔ایسا معلوم پڑتا ہے کہ اعلیٰ حضرت کے خلیفہ'' سید علوی بن حسن'' ہی کو'' علوی بن حسین'' کر دیا گیا ہے۔

☆ یونہی'' شیخ عمر بن حمدان محرسی مالکی'' جنہیں سند کا دوسرا نسخہ دیا گیا تھا ان کا نام دوسری سند پانے والوں میں دو الگ الگ شخصیت بنا کر ایک کو'' شیخ عمر محروسی'' اور دوسرے کو'' عمر بن حمدان'' کے ناموں سے درج کیا گیا ہے حالانکہ یہ دونوں ایک ہی شخصیت کے نام ہیں۔ نیز'' الاجازات المتینہ'' کے مطابق یہ'' محرسی'' ہے ''محروسی'' نہیں۔

(تفصیل کے لئے خلفاء محدث بریلوی صفحہ ۹ تا ۱۶ کا مطالعہ فرمائیں۔ان صفحات میں کافی اغلاط در آئے ہیں جن کی تصحیح نہایت ضروری ہے۔امید ہے کہ'' ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا'' کے ذمہ داران اور اس کتاب کے مرتب، عالی جناب محترم محمد عبدالستار طاہر صاحب مسعودی اس جانب توجہ کرکے کرم فرمائیں گے)۔

اجازت نامہ کا پانچواں نسخہ: اعلیٰ حضرت نے یہ اجازت نامہ مؤرخہ ۱۰؍صفر المظفر ۱۳۲۴ھ کو بمقام مکۃ المکرّمہ ''حضرت علامہ مولانا شیخ عبدالقادر کردی'' اور ان کے کمسن فرزند ''حضرت مولانا شیخ عبداللہ فرید'' صاحبان کے لئے تحریر فرمایا تھا۔
اس سند کی ابتداء:
" الحمد لله على ما انعم و علم "الخ سے ہوتی ہے۔اور اس کا اختتام
"والله رزقنا جميعا النور و البهاء آمين والحمد لله رب العالمين"
پر ہوتا ہے۔(الاجازات صفحہ۳۹۳،۳۹۴ اختصارا)
اس طرح یہ سند مندرجہ ذیل دو افراد کو حاصل ہوئی:
(۱) حضرت علامہ مولانا شیخ عبدالقادر کردی مکی۔(یہ حضرت مولانا شیخ صالح کمال صاحب کے شاگرد رشید بھی ہیں)
(۲) شیخ عبدالقادر صاحب کے فرزند حضرت مولانا شیخ عبداللہ فرید مکی۔

اجازت نامہ کا چھٹا نسخہ:۔یہ اجازت نامہ اعلیٰ حضرت نے مؤرخہ ۱۱؍صفر شب جمعہ ۱۳۲۴ھ کو مکہ شریف میں'' حضرت علامہ مولانا سید محمد عمر بن سید ابوبکر رشیدی صاحب'' کے لئے تحریر فرمایا۔اس سند کی ابتداء:
'' الحمد لله وحدهٗ و السلام على من لا نبى بعدهٗ "الخ سے ہوتی ہے۔
اور اس کا اختتام"و ياتى فى الشاهد لما تصوره الخيال آمين "پر ہوتا ہے۔
(الاجازات صفحہ۳۹۴ مطبوعہ امام احمد رضا اکیڈمی بریلی شریف)
واضح رہے کہ سیدی سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالی عنہ نے سند کا یہ چوتھا نسخہ اگر چہ حضرت مولانا سید محمد عمر بن سید ابوبکر رشیدی مرحوم کے لئے ہی تحریر فرمایا

تھا مگر ان کی عرض پر آپ نے ''بشرط علم وعمل'' اور ''بشرط فرزند'' مستقبل قریب میں ان کے یہاں متولد ہونے والے بچے کو بھی اپنی اسی اجازت وخلافت سے ان الفاظ میں نوازا تھا کہ:

'' وقد جرت سنة العلماء بالاجازة لمن سيولد فضلا عمن يوجد فاجبت مسؤله و حققت مأموله واجزته بالقرآن و الحديث والفقه و الاصول '' الخ

ترجمہ: علماء ومشائخ کی یہ سنت چلی آ رہی ہے کہ پیدا ہو چکے کم سن بچوں کو تو وہ اجازت دیتے ہی ہیں ان کے علاوہ وہ مستقبل قریب میں پیدا ہونے والے بچوں کو بھی اجازت سے نوازتے ہیں۔ اسی لئے میں نے بھی ان کے والد محترم کی عرض کو قبول کرتے اور ان کی تمنا کی تکمیل کرتے ہوئے اس آنے والے بچے کو قرآن و حدیث اور فقہ واصول وغیرہ اپنے تمام علوم وفنون کی اجازت بخشی۔

اسی موقع پر ان کے والد صاحب نے فرمایا کہ میں اس بچے کا نام آپ کے نام پر ''احمد رضا'' رکھوں گا۔ اعلیٰ حضرت نے آقا کریم ﷺ کے تینوں خلفاء کے ناموں سے تبرک حاصل کرنے کی غرض سے جواباً ارشاد فرمایا کہ ''نہیں۔ بلکہ ان کا نام آپ ''عثمان'' رکھنا تا کہ ان کا نسب یوں بنے کہ ''سید عثمان بن سید عمر بن سید ابو بکر''۔'' اسی مجلس میں حضرت شیخ صالح کمال صاحب بھی موجود تھے انہوں نے اعلیٰ حضرت اور حضرت مولانا سید عمر صاحب دونوں کے ارشادات میں تطبیق دیتے اور بیچ کی صورت نکالتے ہوئے یوں ارشاد فرمایا کہ ''پہلے بیٹے کا نام ''سید عثمان'' رکھیں اور دوسرے بیٹے کا نام اپنی خواہش کے مطابق اعلیٰ حضرت کے نام پر ''احمد رضا'' رکھیں''۔ (الاجازات صفحہ ۳۹۵ / اختصاراً ومفہوماً)

اب اس بات کا پتہ نہ لگ سکا کہ ان کے یہاں بیٹے کی پیدائش ہوئی یا بیٹی کی۔ اگر بیٹے کی پیدائش ہوئی ہو اور اعلیٰ حضرت کی خواہش کے مطابق انہوں نے ان کا نام ''سید عثمان'' رکھا ہو تو ایسی صورت میں سند کا یہ چھٹا نسخہ پانے والی مندرجہ ذیل دو شخصیتیں ہوں گی۔

(۱) حضرت علامہ مولانا سید محمد عمر بن سید ابوبکر رشیدی مکی

(۲) ''سید عثمان بن سید عمر بن سید ابوبکر'' (متوقع)

اجازت نامہ کا ساتواں نسخہ:۔ یہ اجازت نامہ اور سند کا یہ ساتواں نسخہ اعلیٰ حضرت نے بمقام مدینہ منورہ مؤرخہ ۹ ربیع الآخر بروز ہفتہ ۱۳۲۴ھ کو ''شیخ الدلائل حضرت مولانا سید شیخ محمد سعید مغربی بن حضرت شیخ سید محمد مغربی علیہ الرحمہ'' کے لئے مختصرا تحریر فرما کر ان کے سپرد کر دیا تھا اور ''الاجازۃ الرضویہ'' والا تفصیلی دوسرا نسخہ ہندوستان پہونچ کر بھیجنے کا ان سے وعدہ فرما لیا تھا۔ اس سند کی ابتدا تسمیہ و تحمید کے بعد یوں ہوتی ہے:

" الحمد لله احد من لا احد له ''الخ۔

اور اس کا اختتام " و افضل الصلوٰة والسلام على هذا الحبيب الكريم و اٰله و صحبه و ذريته اجمعين ۔ اٰمين " پر ہوتا ہے۔

(الاجازات صفحہ ۳۹۶، ۳۹۷ مطبوعہ امام احمد رضا اکیڈمی بریلی شریف)

ہندوستان واپسی پر حسب وعدہ انہیں ''الاجازۃ الرضویہ'' نامی اجازت نامہ کا تفصیلی نسخہ بھی بھیج دیا گیا۔ اس طرح انہیں سند کا ساتواں نسخہ بھی ملا اور سند کا دوسرا نسخہ بھی۔ اسی لئے ان کا نام ''الاجازۃ الرضویہ'' نامی خلافت نامہ پانے والی

شخصیات کے فہرست میں بھی ماقبل میں مذکور ہوا ہے۔

حضرت مولانا سید حسین مدنی کو اجازت وخلافت:۔ ’’حضرت مولانا سید حسین مدنی بن حضرت مولانا سید عبد القادر مدنی‘‘ سرکار اعلیٰ حضرت کی بارگاہ میں اس وقت تشریف لائے جب آپ سفر حج وزیارت سے ہندوستان واپس تشریف لا چکے تھے۔ یہ اعلیٰ حضرت کے گھر پر چودہ مہینے رہے اور انہوں نے اعلیٰ حضرت سے ’’علم جفر‘‘ اور ’’علم اوفاق وتکسیر‘‘ حاصل کئے۔ انہیں کے لئے اعلیٰ حضرت نے عربی زبان میں ’’اطائب الاکسیر فی علم التکسیر‘‘ نامی رسالہ تحریر فرمایا تھا۔ ان کا پورا واقعہ ’’الملفوظ حصہ دوم صفحہ ۲۹ تا ۳۰ مطبوعہ مکتبہ قادریہ اٹوا بازار سدھارت نگر یوپی‘‘ میں مذکور ہے۔ انہیں اعلیٰ حضرت سے شرف تلمذ بھی حاصل تھا اور شرف خلافت بھی۔ اس طرح ان کی اجازت وخلافت کا ثبوت ’’الملفوظ‘‘ سے بھی ملتا ہے۔

یونہی ان کے چھوٹے بھائی ’’حضرت مولانا سید ابراہیم مدنی‘‘ بھی اعلیٰ حضرت کی بارگاہ میں بریلی شریف ان سے پہلے تشریف لائے تھے۔ مگر ’’الملفوظ‘‘ میں ان کے ذکر کے ضمن میں اس بات کی تصریح نہیں ملتی کہ انہوں نے یہ سفر صرف اعلیٰ حضرت سے ملاقات کی غرض سے کیا تھا یا اعلیٰ حضرت سے تعلیم حاصل کرنے کیلئے۔ بہرحال سید ابراہیم مدنی کے خلیفہ یا شاگرد ہونے کی کوئی مضبوط دلیل اور واضح تصریح نہ مل سکی۔ اتنا ضرور ہے کہ یہ چار بھائی ہیں جن میں سے ’’سید حسین مدنی، سید ابراہیم مدنی اور سید محمد مدنی‘‘ مختلف اوقات میں بریلی شریف تشریف لائے تھے۔ البتہ ان کے بڑے بھائی ’’سید احمد خطیب مدنی‘‘ کہ جنہوں نے ’’الدولۃ المکیۃ‘‘ پر علمائے شام کی تقریظیں لکھوانے میں کافی کوششیں کی تھیں

اور اعلیٰ حضرت سے ان کی با قاعدہ خط و کتاب اور مراسلت بھی تھی ، ان کی آمد بریلی شریف میں نہیں ہوئی ۔

اس طرح ''الاجازات المتینة'' اور ''الملفوظ'' کے ذریعہ ہمیں اعلیٰ حضرت کے خلفائے عرب و افریقہ کے جو نام دستیاب ہو سکے ان کی مجموعی تعداد ۳۱ رہوتی ہے جو مندرجہ ذیل ہے:

(۱) محدث مغرب، محدث عرب وعجم ، عالم کامل، مجمع فضائل، منبع فضائل حضرت علامہ مولانا سیدنا شیخ محمد عبدالحیٔ بن شیخ کبیر سید عبدالکبیر کتانی ، حسنی ، ادریسی فاسی ۔ مکہ شریف ۔

(۲) عالم جلیل ، فاضل نبیل ، حضرت مولانا شیخ حسین جمال بن عبدالرحیم ۔ مکہ شریف ۔

(۳) حسنۃ الزمان ، برکۃ الآوان ، طیب الوجود وطیب الجود ، صالح افعال ، صدیق الاقوال ، ابوالافضال ، ابن الکمال حضرت مولانا شیخ صالح کمال ، مفتی حنفیہ وسابق قاضی مکۃ المکرّمہ (مکہ شریف)

(۴) محافظ کتب حرم حضرت مولانا سید شیخ اسماعیل خلیل مکی آفندی (مکہ شریف)

(۵) حضرت مولانا سید شیخ مصطفیٰ خلیل مکی آفندی (یہ حضرت شیخ سید اسماعیل خلیل صاحب کے بھائی ہیں) (مکۃ المکرّمہ)

(۶) حضرت مولانا سید شیخ مامون بری مدنی

(۷) امین الفتوی ومکین التقوی حضرت مولانا سید ابوحسین مرزوقی (مکۃ المکرّمہ)

(۸) حسنۃ الزمان حضرت مولانا شیخ اسعد دہان (مکۃ المکرّمہ)

(۹) عالم جلیل فاضل نبیہ حضرت مولانا شیخ عبدالرحمٰن دہان (یہ حضرت مولانا شیخ اسعد دہان کے بھائی ہیں) (مکۃ المکرّمہ)

(۱۰) مفتی مالکیہ عالم جلیل فاضل نبیل حضرت علامہ شیخ عابد بن حسین (مکۃ المکرّمہ)

(۱۱) حضرت مولانا شیخ علی بن حسین (یہ حضرت شیخ عابد بن حسین کے بھائی ہیں) (مکۃ المکرّمہ)

(۱۲) عالم جلیل حضرت شیخ جمال بن محمد امیر (یہ حضرت شیخ عابد اور حضرت علی کے بھتیجے ہیں) (مکۃ المکرّمہ)

(۱۳) عالم نبیہ حضرت علامہ شیخ عبداللہ میر داد بن جہبذ کبیر، عالم شہیر حضرت علامہ ابوالخیر میر داد (یہ اعلیٰ حضرت کے مرید بھی ہیں اور ان کے والد صاحب ہی نے " انا اقبل ارجلکم "الخ کہ" میں آپ کے پیروں کو بوسہ دوں، آپ کے جوتوں کو بوسہ دوں"، فرمایا تھا)

(۱۴) سید جلیل حضرت مولانا شیخ عبداللہ دحلان (مکۃ المکرّمہ)

(۱۵) حضرت شیخ محترم مولانا بکر رفیع (مکۃ المکرّمہ)

(۱۶) حضرت مولانا شیخ حسن عجیمی

(۱۷) فلذۃ کبدالمدینہ شیخ الدلائل حضرت مولانا سید محمد سعید (مدینہ طیبہ)

(۱۸) ذوالمجد والکرم مولانا شیخ عمر دحلان مدنی

(۱۹) حضرت مولانا شیخ جلیل شیخ احمد خضراوی مکی

(۲۰) عالم سالم حضرت مولانا سید سالم بن عیدروس بارعلوی حضرمی

(۲۱) ولد صالح، شاب مفلح، ملتزم فی الحرم الکریم حضرت سید علوی بن حسن کاف حضرمی

(۲۲) حضرت مولانا سید ابوبکر بن سالم بارعلوی حضرمی

(۲۳) حضرت مولانا سید محمد بن عثمان دحلان

(۲۴) فاضل کامل حضرت مولانا شیخ محمد یوسف، مدرس "مدرسہ مولانا رحمت اللہ"۔ علیہ رحمۃ اللہ۔

(۲۵) حضرت علامہ مولانا شیخ عبدالقادر کردی مکی۔

(۲۶) حضرت مولانا شیخ عبداللہ فرید مکی۔

(۲۷) حضرت علامہ مولانا سید محمد عمر بن سید ابوبکر رشیدی مکی

(۲۸) ''سید عثمان بن سید عمر بن سید ابوبکر'' (تولد ہونے والے متوقع فرزند)

(۲۹) حضرت مولانا حسین مدنی بن حضرت مولانا سید عبدالقادر مدنی۔

(۳۰) حضرت مولانا سید محمد ابراہیم مدنی بن حضرت مولانا سید عبدالقادر مدنی۔

(۳۱) حضرت مولانا سید محمد مدنی بن مولانا شیخ عبدالقادری مدنی شامی۔

ایک ضروری وضاحت:۔ ''ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی'' سے شائع ہونے والی کتاب ''تذکرۂ خلفاء اعلیٰ حضرت'' میں عرب وافریقہ کے خلفاء کی جو فہرست پیش کی گئی ہے ان میں یہ تعداد ۲۸ر ہے مگر اس فہرست میں چند چیزیں ایسی نظر میں آئی ہیں کہ جن کی وضاحت ضروری ہے:

(۱) ''شیخ عبدالرحمٰن دہان'' اور ''شیخ عبدالقادر کردی'' کا نام خلفاء کی نہ تو فہرست میں ہے اور نہ ہی خلفاء کے حالات میں حالانکہ ''الاجازات المتینہ'' میں ان دونوں ہی کے خلفاء ہونے کی تصریح موجود ہے۔

(۲) مذکورہ کتاب کی فہرست کے نمبر شمار دس پر ''شیخ عابد حسین مالکی'' کا نام درج ہے جبکہ اس نام کے اعلیٰ حضرت کے کوئی خلیفہ نہیں ہاں ''شیخ عابد بن حسین'' نام کے خلیفہ ضرور ہیں۔

(۳) مذکورہ کتاب کی فہرست کے نمبر شمار ۱۶ر پر ''شیخ عمر بن حمدان محراسی'' درج ہے جبکہ ''**الاجازات المتینہ**'' میں ''محرسی'' لکھا ہوا ہے۔

(۴) فہرست کے نمبر شمار ۱۹ر پر ''شیخ ابوالحسن محمد بن عبدالرحمٰن مرزوقی'' لکھا گیا ہے۔ اور صفحہ نمبر ۸۰ پر جہاں ان کے حالات درج کئے گئے ہیں وہاں ''سید ابوالحسن محمد

بن عبدالرحمٰن'' ہے حالانکہ ''الاجازات'' میں ''ابوالحسین'' ہے۔

(۵) ''شیخ محمد سعید بن محمد بابصیل'' کو مذکورہ کتاب میں اعلیٰ حضرت کا شاگرد وخلیفہ لکھا ہے حالانکہ اس کا ثبوت نہ تو ''الاجازات المتینہ'' سے ملتا ہے، نہ ''حیات اعلیٰ حضرت'' سے، نہ ''الدولۃ المکیۃ'' کی تقریظ سے اور نہ ہی ''الملفوظ'' سے۔ نیز اس پر کوئی حوالہ بھی پیش نہیں کیا گیا ہے۔ خلفائے اعلیٰ حضرت کے تعلق سے جن مآخذ تک فقیر راقم الحروف (محمد سلیم بریلوی) کی رسائی ہوسکی اس میں کہیں بھی صراحتاً یا اشارتاً ان کے خلیفہ ہونے کا ثبوت نہ مل سکا جس کی وجہ سے ہم نے اپنی فہرست میں ان کا نام خلفاء کے ساتھ شامل نہ کیا۔

(٦) سید محمد ابراہیم مدنی کو مذکورہ کتاب میں ''حضرت مفتی محمود احمد رفاقتی'' علیہ الرحمہ کے حوالے سے صفحہ ۷۹ پر اعلیٰ حضرت کا خلیفہ وشاگرد لکھا ہے۔ ''الملفوظ'' کے حوالے سے اعلیٰ حضرت کی بارگاہ میں ان کے آنے کا تو پتہ چلتا ہے مگر اجازت و خلافت اور شرف تلمذ کی تصریح نہیں ملتی یونہی ''حیات اعلیٰ حضرت'' میں بھی تصریح نہیں ہے اور نہ ہی ''الاجازات المتینہ'' میں۔ ممکن ہے کہ جب یہ بریلی شریف تشریف لائے تھے تو تبھی انہیں اجازت بھی ملی ہو اور شرف تلمذ بھی حاصل ہوا ہو۔ اس احتمال کے پیش نظر ہم نے اپنی فہرست میں ان کا نام بھی شامل کرلیا۔

(۷) سید محمد ابراہیم مدنی صاحب کے علاوہ ان کے بھائی سید محمد مدنی صاحب بھی بریلی شریف حاضر ہوئے تھے جس کی تصریح ''الملفوظ'' کے حوالے سے گزشتہ صفحات میں گزری، ان کا ذکر ''تذکرۂ خلفائے اعلیٰ حضرت'' میں نہیں ہے۔ مگر جس طرح ایک احتمال وامکان کی وجہ سے سید محمد ابراہیم صاحب کا نام ہم نے شامل کیا ہے ویسے ہی سید محمد مدنی صاحب کا بھی نام درج کرلیا ہے۔

تیسرا باب

برصغیر اور عرب وافریقہ سے تعلق رکھنے والے اعلیٰ حضرت کے تلامذہ کی تفصیلات

اعلیٰ حضرت کے تلامذہ:

آپ اگر چہ آج جیسے کسی اصطلاحی اور عرفی مدرسہ میں با قاعدہ مدرس بن کر تعلیم تو نہ دیتے لیکن پھر بھی آپ کی پر کشش علمی وروحانی اور عبقری و ہمالائی شخصیت کے اردگرد بڑے بڑے فارغ التحصیل علماء'' ھل من مزید '' کا''نعرۂ مستانہ'' اور'' آوازۂ مجذوبانہ'' لگاتے اس طرح ہجوم کئے رہتے جیسے کہ شمع کے اردگرد پروانوں کا ہجوم ہوتا ہے۔حضرت ملک العلماء فرماتے ہیں کہ:

''اعلیٰ حضرت نے کتب درسیات سے فراغت کے بعد تدریس وافتاء وتصنیف کی طرف توجہ فرمائی۔ابتداء میں تدریس کی طرف توجہ بہت زائد تھی، بریلی شریف میں کوئی مدرسہ نہ تھا اس لئے فقط اعلیٰ حضرت کی ذات مرجع طلبہ وعلماء تھی۔جن کو علمی چشمے سے فیضیاب ہونا ہوتا وہ اعلیٰ حضرت کا قصد کرتے اور کامیابی حاصل کرتے۔ الغرض اعلیٰ حضرت کا ایک زمانہ تدریس وتعلیم کا بڑے زور وشور کا گزرا ہے جس میں دور دور سے طلبہ دوسرے مدرسوں کو چھوڑ کر یہاں حاضر ہوتے اور اس چشمۂ علم ونظر سے فیضیاب ہوتے''۔(حیات اعلیٰ حضرت صفحہ ۱۲۴ مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی)

حضرت ملک العلماء ایک جگہ اور تحریر فرماتے ہیں کہ:

''آپ نے درس وتدریس بھی کسی مدرسہ میں مدرس ہوکر یا اپنا ہی مدرسہ قائم کر کے نہیں کی، لیکن ایک زمانہ میں مرجع طلبہ رہے۔ دور دور سے طلبہ آ کر مستفید ہوتے

رہے۔سہارنپوراور دیو بند کا مدرسہ اپنی طولانی عمر وقدامت کی وجہ سے بہت مشہور تھالیکن وہاں کے چند طلبہ دیو بند اور گنگوہ چھوڑ کر درس حدیث وفقہ کے لئے بریلی شریف اعلیٰ حضرت کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے تو یہاں کے طلبہ کو سخت تعجب ہوااوران لوگوں نے آنے والے طلبہ سے پوچھا کہ: طلبہ کو''ثمہ خیرا '' کا مرض ہوتا ہے۔ایک جگہ پڑھ رہے ہیں وہاں سے پڑھنا چھوڑ کر دوسری جگہ چل دیئے، وہاں سے تیسری جگہ لیکن یہ عموما ایسی جگہ ہوتی ہے کہ دوسری جگہ وہاں کی تعریف ہوتی ہو۔آپ لوگ دیو بند اور گنگوہ سے بریلی کس طرح پہونچے؟اس لئے کہ وہابی مدرسوں میں اس کی تو توقع ہی نہیں کہ کسی اہل سنت عالم کی تعریف کریں اور وہ بھی اعلیٰ حضرت جیسے''رادِّ وہابیہ'' کی۔ان لوگوں نے کہا کہ:'' ٹھیک ہے کہ وہاں مولانا کی مدح وثنا نہیں ہوتی مگر ایک بات کہنے پر وہ بھی مجبور ہوتے تھے۔ جب کوئی تذکرہ نکلتا تو اخیر میں ٹیپ کا بند یہ ضرور ہوتا تھا کہ''قلم کا بادشاہ ہے''۔ جس مسئلہ پر قلم اٹھا دیا پھر نہ کسی موافق کو اضافہ کی ضرورت رہتی ہے اور مخالف کو انکار کی ۔یہی صفت ہماری کشش کا باعث ہوئی، جو دیو بند وگنگوہ کو چھوڑ کر بریلی پہنچے''۔(حیات اعلیٰ حضرت جلد سوم صفحہ ۱۴۶ مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی)

اعلیٰ حضرت کے علم وفضل کے اس گلستاں میں کتنے خوشنما اور عطر بیز پھول کھلے اس کا احاطہ نہایت ہی دشوار امر ہے۔جیسا کہ حضرت ملک العلماء تحریر فرماتے ہیں کہ:

''۱۲۸۶ھ سے ۱۳۴۰ھ تک ۵۴/سال کے عرصہ میں کتنے سونہیں، کتنے ہزار طلبہ آپ کے علوم کی روشنی سے فیضیاب ہوئے؟ کوئی نہیں کہہ سکتا۔کہ ان کا کوئی رجسٹر تو تھا

نہیں جس میں سب کا نام داخلہ کے وقت لکھ لیا جاتا ہو اور تصنیفات کے ذریعہ آپ کے علوم و فیوض سے مستفیضین کی تعداد معلوم کرنے کی کوشش کی جائے، تو یہ قریب قریب ناممکن ہے کہ ان کا شمار ہزار ہا ہزار سے بالا ہو کر لکھوکھا تک پہونچا ہے۔ ذالك فضل الله يوتيه من يشآء۔

(حیات اعلی حضرت جلد سوم صفحہ ۱۴۶ مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئ)

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان نے ۱۳/سال دس مہینے کی عمر میں شعبان ۱۲۸۶ھ میں تمام درسیات سے فراغت پا کر بے شمار طلبہ کو علوم اسلامیہ کی دولت سے مالا مال کیا۔ حضرت ملک العلماء تحریر فرماتے ہیں کہ:

''۱۲۸۶ھ سے لے کر ۱۳۴۰ھ تک ۵۴/سال کے عرصے میں کتنے سو نہیں، کتنے ہزار طلبہ آپ کے علوم کی روشنی سے فیضیاب ہوئے''۔

(حیات اعلی حضرت جلد سوم صفحہ ۱۴۶ مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئ)

ان طلبہ کا باقاعدہ کوئی ریکارڈ یا رجسٹر نہیں تھا اس لئے نام بنام سارے تلامذہ کا احاطہ دشوار ہی نہیں بلکہ آج ناممکن ہے۔ حضرت ملک العلماء اس مشکل امر کی صراحت یوں فرماتے ہیں:

''اعلیٰ حضرت نے چونکہ باضابطہ کسی مدرسہ میں مدرس بن کر نہیں پڑھایا جو رجسٹر داخلہ سے طلبہ کا نام معلوم کیا جائے یا فارغ التحصیل طلبہ ہی کا نام رجسٹر فارغ التحصیل سے حاصل کیا جا سکے''۔

(حیات اعلی حضرت جلد اول صفحہ ۱۲۵ مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئ)

یہی وجہ ہے کہ اعلیٰ حضرت کے تمام تلامذہ اور شاگردوں کا احاطہ کرنا بہت مشکل چیز

ہے۔ البتہ جگہ جگہ کچھ تلامذہ کے نام ضرور ملتے ہیں مثلا حیات اعلیٰ حضرت میں حضرت **ملک العلماء** نے چند مشاہیر تلامذہ کے نام ذکر فرمائے ہیں۔صرف نام ہی نہیں بلکہ ان کی دینی، مذہبی، مسلکی، علمی اور عرفی حیثیت پر بھی اجمالا روشنی ڈالی ہے۔**ملک العلماء** فرماتے ہیں:

''اس لئے حضور اعلیٰ حضرت کے شاگردوں میں جو مشہور ہوئے اور تصنیفات وغیرہ سے جو دینی خدمت کی ان میں بعض لوگوں کے اسمائے گرامی اس جگہ لکھ دینا مناسب سمجھتا ہوں۔اعلیٰ حضرت کے شاگردوں میں خصوصیت کے ساتھ فقہ سے توغل اور تصنیفات کی طرف توجہ اور وعظ وتقریر کا رنگ ضرور موجود ہے''۔

(حیات اعلی حضرت جلد اول صفحہ ۱۲۵ مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی)

ملک العلماء کی فہرست:۔ مذکورہ بالا اقتباس کے بعد حضرت ملک العلماء نے جن مشہور تلامذہ اور شاگردوں کے نام ذکر کئے ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں:۔

(۱) جناب مولانا مولوی نواب سلطان احمد خاں صاحب۔محلّہ بہاری پور (بریلی شریف)

(۲) جناب مولانا مولوی سید امیر احمد صاحب۔محلّہ ذخیرہ بریلی۔

(۳) جناب مولانا مولوی حسن رضا خاں صاحب حسن۔ برادر اوسط اعلیٰ حضرت

(۴) جناب مولانا مولوی محمد رضا خاں صاحب۔ برادر خورد اعلیٰ حضرت

(۵) جناب مولانا مولوی حامد رضا خاں صاحب۔ حجۃ الاسلام، صاحبزادۂ اکبر

(۶) جناب مولانا مولوی حافظ یقین الدین صاحب۔محلّہ ملوک پور بریلی

(۷) جناب مولانا مولوی حافظ سید عبدالکریم صاحب محلّہ ذخیرہ بریلی

(۸) جناب مولانا مولوی منور حسین صاحب بریلوی

(۹) جناب مولانا مولوی حاجی سید نور احمد صاحب چاٹگامی (بنگلہ دیش)

(۱۰) جناب مولانا مولوی واعظ الدین صاحب۔ مصنف ''دفع زیغِ زاغ''

(۱۱) جناب مولوی سید عبدالرشید صاحب عظیم آبادی

(۱۲) جناب مولوی نواب مرزا صاحب بریلوی

(۱۳) جناب مولوی عبدالاحد صاحب سلطان الواعظین پیلی بھیتی

(۱۴) جناب مولانا سید شاہ احمد اشرف صاحب کچھوچھوی

(۱۵) جناب مولانا سید محمد صاحب محدث کچھوچھوی

(حیات اعلیٰ حضرت جلد اول صفحہ ۱۲۵۔۱۲۶)

علامہ بدرالدین صاحب کی فہرست:۔ اعلیٰ حضرت کے تلامذہ کی ایک فہرست حضرت علامہ بدرالدین احمد قادری رضوی علیہ الرحمہ نے بھی پیش فرمائی ہے جس میں انہوں نے ۱۹ر تلامذہ کا نام ذکر فرمایا ہے یہ فہرست مندرجہ ذیل ہے۔

(۱) حضرت مولانا حسن رضا خاں برادر اوسط اعلیٰ حضرت (۲) حضرت مولانا محمد رضا خاں برادر خورد اعلیٰ حضرت (۳) شہزادہ اعلیٰ حضرت حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں (۴) سلطان المناظرین مولانا سید احمد اشرف کچھوچھوی (۵) محدث اعظم ہند مولانا سید محمد جیلانی کچھوچھوی (۶) ملک العلماء مولانا سید ظفرالدین فاضل بہاری (۷) سلطان الوعظین مولانا عبدالاحد پیلی بھیتی (۸) برادر زادہ اعلیٰ حضرت مولانا حسنین رضا خاں (۹) مولانا نواب سلطان احمد خاں بریلوی (۱۰) مولانا سید امیر احمد بریلوی (۱۱) مولانا حافظ یقین الدین بریلوی (۱۲) مولانا سید حافظ عبد الکریم بریلوی (۱۳) مولانا حاجی سید نور احمد چاٹگامی (۱۴) مولانا منور حسین بریلوی (۱۵) مولانا واعظ الدین مصنف ''دفع زیغ زاغ''

(۱۶) مولانا سید عبدالرشید عظیم آبادی (۱۷) مولانا سید شاہ غلام محمد بہاری (۱۸) مولانا سید حکیم عزیز غوث بریلوی (۱۹) مولانا نواب مرزا بریلوی

(سوانح اعلیٰ حضرت مطبوعہ قادری کتاب گھر بریلی صفحہ ۳۲۶)

علامہ حنیف خاں صاحب کی فہرست:۔اعلیٰ حضرت کے تلامذہ کی ایک فہرست حضرت علامہ مفتی محمد حنیف خاں صاحب رضوی بریلوی مدظلہ نے ''جامع الاحادیث'' کے مقدمہ میں پیش فرمائی ہے جن میں ۱۴/تلامذہ کے نام ذکر فرمائے ہیں۔ یہ فہرست مندرجہ ذیل ہے:

(۱) استاذ زمن مولانا حسن رضا خاں صاحب بریلوی (برادر اوسط)

(۲) حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں صاحب بریلوی (خلف اکبر)

(۳) مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خاں صاحب بریلوی (خلف اصغر)

(۴) ابوالمحمود مولانا سید احمد اشرف صاحب کچھوچھوی

(۵) ملک العلماء مولانا ظفر الدین صاحب بہاری

(۶) عیدالاسلام مولانا عبدالسلام صاحب جبلپوری

(۷) سلطان الواعظین مولانا عبدالاحد صاحب پیلی بھیتی

(۸) ابوالفیض صوفی قلندر علی صاحب سہروردی سیالکوٹی

(۹) محدث اعظم ہند مولانا سید محمد کچھوچھوی

(۱۰) مولانا حافظ یقین الدین صاحب۔ برنی (بریلی شریف)

(۱۱) مولانا رحیم بخش صاحب آروی

(۱۲) مولانا مفتی اعجاز ولی خاں صاحب بریلوی

(۱۳) مولانا حسنین رضا خاں صاحب بریلوی (برادر زادہ)

(۱۴) مولانا رحیم بخش صاحب مظفر پوری

(جامع الاحادیث مقدمہ صفحہ ۳۹۴۔۳۹۵)

۳۹؍تلامذہ کی فہرست:۔ تلامذہ کی ایک فہرست ''تجلیات خلفائے اعلیٰ حضرت'' میں بھی درج کی گئی ہے جو مندرجہ ذیل ہے:

(۱) علامہ حسن رضا خاں بریلوی

(۲) مفتی محمد رضا خاں بریلوی

(۳) علامہ حامد رضا خاں بریلوی

(۴) علامہ سید احمد اشرف کچھوچھوی

(۵) علامہ حسنین رضا خاں بریلوی

(۶) علامہ سید احمد اشرف کچھوچھوی

(۷) علامہ سید محمد اشرف کچھوچھوی (محدث اعظم ہند)

(۸) مفتی سید غیاث الدین رجہتی۔(نوادہ، بہار)، (مزار مبارک شہسرام)

(۹) علامہ سید عبدالرحمٰن بیتھوی

(۱۰) علامہ شہاب الدین کویا شالیاتی شافعی

(۱۱) علامہ سید دیدار علی الوری

(۱۲) علامہ سید ابوالبرکات لاہوری

(۱۳) صوفی قلندر علی ملتانی

(۱۴) علامہ سید ہدایت رسول لکھنوی

(نوٹ: ''**تجلیات خلفائے اعلیٰ حضرت**'' کی تصریح کے مطابق شمار نمبر ۱ ؍ سے شمار

نمبر۱۴/تک مذکورہ بالا ان ۱۴/شخصیات کو سرکار اعلیٰ حضرت سے شرف تلمذ کے ساتھ شرف خلافت بھی حاصل تھا)۔

(۱۵)مفتی سید عزیز غوث بریلوی

(۱۶)علامہ یقین الدین بریلوی

(۱۷)علامہ عبدالاحد پیلی بھیتی

(۱۸)علامہ عزیز الحسن پھپھوندوی

(۱۹)مفتی حشمت علی بریلوی

(۲۰)مفتی امجد علی اعظمی

(۲۱)صوفی جمیل الرحمٰن بریلوی

(۲۲)علامہ سید محمد حسین بریلوی میرٹھی

(۲۳)علامہ حشمت علی خاں پیلی بھیتی

(۲۴)علامہ حکیم یعقوب علی خاں رامپوری

(۲۵)مفتی برہان الحق جبلپوری

(۲۶)مفتی رحیم بخش مظفرپوری

(۲۷)مفتی ظفر الدین بہاری (ملک العلماء)

(۲۸)علامہ شمس احمد باسنوی

(۲۹)علامہ ظہیر الحسن اعظمی

(۳۰)مفتی رحیم بخش آروی

(۳۱)علامہ الحاج منیر الدین بنگالی

(۳۲) علامہ حامد علی رائے پوری

(۳۳) مفتی غلام جان ہزاروی

(۳۴) علامہ سید فتح علی سیالکوٹی

(۳۵) علامہ احمد بخش قادری

(۳٦) علامہ امام الدین کوٹلوی

---

(۳۷) علامہ عبد الغفور شاہ پوری

(۳۸) علامہ تقدس علی خاں بریلوی

(۳۹) علامہ سید عبد الرشید عظیم آبادی

(نوٹ:۔ ''تجلیات خلفائے اعلیٰ حضرت'' کی صراحت کے مطابق شمار نمبر ۱۵ر سے شمار نمبر ۳۹ رتک مذکورہ بالا ان ۲۵ رحضرات کو سرکار اعلیٰ حضرت سے شرف تلمذ بھی حاصل تھا، شرف بیعت بھی اور شرف خلافت بھی۔)

(تجلیات خلفائے اعلیٰ حضرت صفحہ ۵۸۔۵۹۔٦۰)

۱۱ر دیگر تلامذہ کی فہرست:۔ واضح رہے کہ ان ۳۹ر تلامذہ اور شاگردوں میں ان چند حضرات کا کوئی ذکر نہیں کہ جنہوں نے اعلیٰ حضرت سے تعلیم حاصل کی اور اس بات کی صراحت خود اعلیٰ حضرت نے ''الملفوظ'' میں فرمائی۔اسی طرح ان کا بھی ذکر نہیں کہ جو اعلیٰ حضرت کی بارگاہ میں مدینہ طیبہ سے بریلی شریف حاضر ہوئے اگر چہ یہ صراحت تو نہیں ملتی کہ انہوں نے تعلیم حاصل کی یا محض ملاقات کی غرض سے حاضر ہوئے۔ یہ دو شخصیتیں ہیں۔ بہر حال ایسے تمام حضرات کے ناموں کا اضافہ ہم ''الملفوظ'' اور دیگر حوالوں سے ذیل میں

کررہے ہیں مگر نمبر شمار میں تسلسل قائم رکھنے کے لئے مذکورہ بالا نمبر شمار ''۳۹'' کے آگے سے درج کررہے ہیں:

(۴۰) مولانا عبدالغفار صاحب بخاری

(۴۱) مولانا سید حسین مدنی بن مولانا سید عبدالقادر مدنی (مدینہ شریف)

(۴۲) مولانا عبدالرحمٰن آفندی ترکی شامی (مدینہ شریف)

(۴۳) مولانا عبدالرحمٰن دہان بن مولانا احمد دہان (مکہ شریف)

(۴۴) مولانا سید ابراہیم مدنی بن مولانا سید عبدالقادر مدنی شامی

(۴۵) مولانا سید محمد مدنی بن سید مولانا عبدالقادر مدنی شامی

(۴۶) حضرت مولانا سید شاہ غلام محمد صاحب۔ درگاہ کلاں، بہار شریف

(۴۷) حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب اوگانوی

(۴۸) حضرت مولانا محمد نذیر الحق صاحب رمضان پوری

(۴۹) حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب بہاری

(۵۰) حضرت مولانا مفتی محمد اعجاز ولی خاں رضوی

(الملفوظ حصہ دوم صفحہ ۲۶/۲۷/۲۹/۳۰ مطبوعہ مکتبہ قادریہ اٹوا بازار سدھارتھ نگر۔ یوپی۔ حیات اعلیٰ حضرت جلد اول صفحہ ۳۰۱ تا ۳۰۸ و ۱۵۵/ مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی)

۱۱/ تلامذہ کی تفصیلات:۔ اب نمبر شمار ۴۰/ تا ۵۰/ مذکورہ بالا گیارہ حضرات کے تلامذہ اعلیٰ حضرت ہونے کی مختصر سی صراحت ملاحظہ فرمائیں:

(۱) مولانا عبدالغفار صاحب بخاری، حیدرآباد سے تعلق رکھتے تھے ''علم جفر'' کی

تکمیل کے لئے مارہرہ مقدسہ تشریف لائے تھے۔حضرت سرکار سیدنا ابوالحسین احمد نوری کہ جن سے اعلیٰ حضرت نے ۱۲۹۴ھ میں علم جفر کا صرف ایک قاعدہ سیکھا تھا، آپ نے اعلیٰ حضرت کو یہ حکم دیا کہ آپ مولانا عبدالغفار بخاری کو یہ فن پڑھائیں چنانچہ آپ نے انہیں اٹھ مہینے تک نہایت انہماک کے ساتھ اس فن کی تعلیم دی حتی کہ کبھی کبھی تو سردیوں میں رات کے دو بج جاتے۔بعد میں یہ سنگاپور چلے گئے اور وہیں سے انہوں نے ایک خط اعلیٰ حضرت کی بارگاہ میں بھیجا تھا جس کا ذکر اعلیٰ حضرت نے ''الملفوظ'' میں کیا ہے۔ (الملفوظ صفحہ۲۹ مفہوما واختصارا)

(۲) مولانا سید حسین مدنی صاحب مدینہ طیبہ سے بریلی تشریف لائے تھے۔چودہ مہینے اعلیٰ حضرت کے گھر پر رہ کر ''علم جفر''، ''علم اوفاق'' اور ''علم تکسیر'' کی بھرپور اور کامیاب انداز میں تعلیم حاصل کی حتی کہ اعلیٰ حضرت نے ''علم جفر'' سے متعلق اپنا رسالہ اوراس کی جدولیں جنہیں آپ نے تیار کیا تھا یہ سب انہیں کی نذر کردیں۔

(الملفوظ صفحہ۲۷۔وحیات اعلیٰ حضرت جلداول صفحہ۳۰۸ مفہوما واختصارا)

(۳) مولانا عبدالرحمٰن آفندی ترکی شامی نے مدینہ طیبہ میں اعلیٰ حضرت سے ''علم جفر'' کی کچھ تعلیم حاصل کی۔(الملفوظ صفحہ۲۶ مفہوما واختصارا)

(۴) مولانا عبدالرحمٰن دہان بن مولانا احمد دہان مکی نے بھی مکۃ المکرّمہ میں کئی گھنٹے خلوت میں رہ کر ''علم جفر'' کے تعلق سے اعلیٰ حضرت کے ساتھ علمی مذاکرہ کیا جس کے نتیجہ میں مولانا عبدالرحمٰن کے پاس جو اس فن کا ایک ناقص قاعدہ تھا اس کی قدرے تکمیل ہوگئی۔

(الملفوظ صفحہ۲۶ مفہوما واختصارا)

(۵) حضرت مولانا سید ابراہیم مدنی، حضرت مولانا سید حسین مدنی صاحب کے چھوٹے بھائی ہیں جو سید حسین صاحب کے بریلی شریف آنے سے پہلے اعلیٰ حضرت کی بارگاہ میں آئے۔ حضرت مفتی محمود احمد رفاقتی علیہ الرحمہ کی تصریح کے مطابق آپ ہی کی تجویز اور آپ ہی کے نام پر اعلیٰ حضرت کے پوتے حضرت مفسر اعظم ہند علیہ الرحمہ کا نام ''محمد ابراہیم رضا خاں'' رکھا گیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ بریلی شریف میں آپ کی آمد حضرت مفسر اعظم ہند کے زمانہ ولادت میں ہوئی۔ کافی دنوں قیام رہا۔ قرین قیاس یہ ہے کہ آپ نے اعلیٰ حضرت کی بارگاہ علم وفن سے ضرور اکتساب فیض کیا ہوگا۔ بریلی شریف سے آپ ملک روس میں واقع ''قازان'' نامی خطہ میں تشریف لے گئے۔ (الملفوظ صفحہ ۳۰ مفہوما واختصارا)

(٦) حضرت مولانا سید محمد مدنی بن حضرت مولانا سید عبد القادر مدنی شامی یہ بھی اعلیٰ حضرت کی بارگاہ میں بریلی شریف تشریف لائے تھے۔ یہ سید حسین مدنی صاحب اور سید محمد ابراہیم مدنی صاحب کے بھائی ہیں۔ سید صاحب موصوف سب سے آخر میں بریلی شریف تشریف لائے۔ یہ چار بھائی تھے۔ ان کے بڑے بھائی سید احمد مدنی صاحب بھی اعلیٰ حضرت سے بہت محبت وعقیدت رکھتے تھے۔ علمائے شام سے **الدولة المکیة** پر تقریظیں لکھوانے میں ان کا بہت اہم کردار ہے۔ ان کو چھوڑ کر باقی تینوں بھائی بریلی شریف آئے تھے۔ سید حسین صاحب بریلی شریف سے تبت چین چلے گئے تھے اور سید ابراہیم صاحب قازان، روس تشریف لے گئے تھے۔ ان کی والدہ صاحبہ اپنے دونوں بیٹوں کے فراق سے بہت پریشان تھیں۔ کافی

عرصہ بعد سید حسین صاحب والدہ صاحبہ کے پاس مدینہ طیبہ لوٹ آئے تھے جس کی خبر اعلیٰ حضرت کو ان کے چھوٹے بھائی سید محمد مدنی صاحب نے بریلی شریف آ کر دی۔قرین قیاس یہی ہے کہ جس دربار میں شب و روز علوم حکمت اور معرفت و روحانیت کے بیش بہا موتی لوٹنے پر شائقین علم وفضل ہمہ وقت سبقت کرتے ہیں وہاں یہ کیسے ممکن ہے کہ اتنی دور دراز کا سفر کر کے کوئی شخص آئے اور ان بیش بہا موتیوں سے اپنے دامن کو پُر نہ کرے۔(ماخوذ از الملفوظ صفحہ ۳۰ رمفہوما واختصارا)

(۷،۸،۹،۱۰) اعلیٰ حضرت کے تلامذہ کا اب تک جتنے تذکرہ نگاروں نے ذکر فرمایا ہے ان میں مندرجہ ذیل پانچ حضرات کا ذکر کہیں نہیں ملتا:

(۱) حضرت مولانا سید شاہ غلام محمد صاحب درگاہ کلاں بہار شریف

(۲) حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب اوگانوی

(۳) حضرت مولانا محمد نذیر الحق صاحب رمضان پوری

(۴) حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب بہاری

حالانکہ یہ حضرات حضرت ملک العلماء علیہ الرحمہ کے ساتھیوں میں سے ہیں جنہوں نے حضرت ملک العلماء کے زمانہ تعلیم میں بریلی شریف میں اعلیٰ حضرت کے یہاں رہ کر تعلیم حاصل کی۔عید کے موقع پر اعلیٰ حضرت اپنے شہزادگان،عزیز واقارب اور دیگر اہل خانہ کو جب ''عیدی'' تقسیم فرماتے تو اپنے یہاں پڑھنے والے طلبہ کو بھی کمال شفقت کا مظاہرہ فرماتے ہوئے ''عیدی'' کی سوغات سے نوازتے۔ چنانچہ حضرت ملک العلماء علیہ الرحمہ اپنے اس چشم دید واقعہ کا بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ:

''یہ بات بھی مجھے ہمیشہ یادرہتی ہے کہ طالب علمی کے زمانہ میں جب کبھی ماہ مبارک رمضان شریف میں بریلی شریف رہنا ہوا اور اس تعطیل میں مکان نہ آیا، تو عید الفطر کے دن جس طرح (اعلیٰ حضرت) تمام عزیزوں کو ''عیدی'' تقسیم فرماتے، مجھے (ملک العلماء) اور دوسرے خاص طلبہ مثلاً مولوی سید عبد الرشید صاحب کو پاوی عظیم آبادی، مولوی سید شاہ غلام محمد صاحب، درگاہ کلاں بہار شریف، مولوی محمد ابراہیم صاحب اوگانوانی، مولوی اسماعیل صاحب بہاری سب کو علیٰ قدر مراتب تہواری عطا فرماتے''۔

(حیات اعلیٰ حضرت صفحہ ۱۵۵ جلد اول مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی)

(۱۱) حضرت علامہ مفتی اعجاز ولی خاں علیہ الرحمہ کے تلمیذ اعلیٰ حضرت ہونے کی صراحت حضرت علامہ محمد حنیف خاں صاحب رضوی بریلوی مدظلہ نے جامع الاحادیث میں دی گئی تلامذۂ اعلیٰ حضرت کی فہرست میں کی ہے۔ جس کا ذکر ہم نے ماقبل میں کیا ہے۔ اس کے علاوہ قطب مدینہ حضرت علامہ ضیاء الدین مدنی علیہ الرحمہ کے حالات وسوانح پر مشتمل کتاب ''سیدی ضیاء الدین احمد القادری'' میں بھی اس بات کی تصریح ہے کہ مفتی اعجاز ولی خاں صاحب نے اعلیٰ حضرت سے تحصیل علم کی ابتداء فرمائی تھی۔ حضرت مفتی اعجاز ولی خاں حجۃ الاسلام کے داماد علامہ تقدس علی خاں علیہ الرحمہ کے بھائی تھے۔ دراصل اعلیٰ حضرت کے دادا حضرت علامہ مفتی رضا علی خاں علیہ الرحمہ کے چھوٹے بھائی حکیم تقی علی خاں کے بڑے شہزادے حکیم ھادی علی خاں کے دوسرے فرزند سردار ولی خاں کے چار شہزادے تھے۔ مفتی اعجاز ولی خاں ان چار شہزادوں میں دوسرے نمبر پر تھے۔

مذکورہ تفصیلات سے معلوم ہوا کہ اگر ابھی بھی ڈھونڈ کھکوڑ اور تتبع وتلاش کی

جائے تو اعلیٰ حضرت کے کئی تلامذہ کو پردۂ خفا سے منظر عام پر لایا جا سکتا ہے۔ آپ نے دیکھا کہ اب تک تلامذۂ اعلیٰ حضرت کے ناموں کی جو تصریحات وتفصیلات تذکرہ نگار حضرات نے بیان فرمائی ہیں ان کی مجموعی تعداد صرف ۳۹ رتھی ۔ یہ ۱۱ر شخصیات وہ ہیں کہ جن کے نام الملفوظ، حیات اعلیٰ حضرت اور دیگر جگہوں پر جابجا مذکور تھے۔ یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ اعلیٰ حضرت عموما اپنے طلبہ کو سند فراغت کے ساتھ سند اجازت وخلافت بھی عطا فرماتے تھے۔ اس اعتبار سے اب برصغیر کے خلفاء کی مجموعی تعداد ۹۷ر ہو جاتی ہے۔

نوٹ: اعلیٰ حضرت کے خلفاء اور تلامذہ کے جتنے نام ہمیں مل سکے ہم نے انہیں یہاں درج کر دیا۔ تتبع وتلاش اور تحقیق وتفتیش کا دروازہ کھلا ہے۔ محققین تحقیق وتلاش کر رہے ہیں۔ ان شاء اللہ مستقبل میں یہ محققین و ماہرین ہماری تساہلی کے باعث پردۂ خفا میں روپوش ہو چکے ان خلفاء وتلامذہ کے ناموں اور ان کے حالات کو تتبع وتلاش کے بعد ضرور منظر عام پر لائیں گے۔ لعل الله يحدث بعد ذلك امرا ط۔

چوتھا باب

اعلیٰ حضرت کے چند خلفا کی دینی، مذہبی، مسلکی، علمی اور دعوتی وصحافتی خدمات کا اجمالی جائزہ

خلفائے اعلیٰ حضرت کی عبقریت، اہمیت اور افادیت:

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمہ نے اپنے خلفا اور تلامذہ کے اندر ایسے مخلصانہ جذبات پیدا فرما کر ان کی تربیت فرمائی تھی کہ جس کی وجہ سے ان خلفائے اعلیٰ حضرت نے اپنی پوری زندگی دین و مذہب کی تبلیغ و ترسیل، عقائد اہل سنت اور معمولات اہل سنت کی ترویج و اشاعت کے لیے وقف کر رکھی تھی۔ اعلیٰ حضرت کے چند خلفا کی انہیں دینی، مذہبی، مسلکی، علمی، ادبی دعوتی اور صحافتی خدمات کا ایک سرسری سا جائزہ نہایت جامعیت کے ساتھ پیش کیا ہے ڈاکٹر پروفیسر محمد مسعود احمد صاحب نے۔ اُن کا یہ اہم مضمون ہم ذیل میں من وعن درج کر رہے ہیں:

''فاضل بریلوی حضرت مولانا احمد رضا خاں قدس سرہ العزیز (م ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء) کو اپنے دور میں جو ہمہ گیر شہرت اور مقبولیت حاصل ہوئی غالباً معاصرین علما و صوفیہ میں کسی کو حاصل نہ ہوسکی۔ آپ کے خلفاء کا دائرہ اتنا وسیع ہے کہ ایک طرف صوبہ مدراس، صوبہ بنگال اور صوبہ بہار میں آپ کے خلفاء پھیلے ہوئے نظر آتے ہیں تو دوسری طرف صوبہ پنجاب، صوبہ سرحد اور بلوچستان اور تیسری طرف صوبہ سندھ (پاکستان) اور صوبہ راجستھان میں، صوبہ سی۔ پی اور یو۔ پی تو گویا آپ کے زیر نگیں تھے۔ دائرہ خلفاء کی یہ ہمہ گیری شاید معاصرین

صوفیہ میں کسی کو حاصل نہ ہوسکی۔ آپ کے خلفاء پاک و ہند کے مختلف شہروں میں موجود تھے۔ مثلاً بنگلور، مدراس، کلکتہ، عظیم آباد، جبل پور، آرہ، محمود آباد، میرٹھ، مراد آباد، بجنور، نگینہ، باندہ، اعظم گڑھ، کچھوچھہ، پیلی بھیت، الور، پرتاب گڑھ، کوٹلی لوہاراں، کراچی، کھروڑہ، سیالکوٹ، لاہور، آگرہ، مگدھ وغیرہ وغیرہ۔ پھر نہ صرف پاک و ہند بلکہ بلاد عرب، افریقہ، اور انڈونیشیا وغیرہ میں بھی آپ کے خلفاء موجود تھے۔ مثلاً مدینہ منورہ، مکہ معظّمہ، طرابلس، فابلس وغیرہ۔ ظاہر ہے کہ ان خلفاء نے مجموعی طور پر حضرت فاضل بریلوی کے پیغام کو کہاں کہاں پہنچایا ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ پاک و ہند میں کوئی ایسا شہر نہیں جہاں آپ کے معتقد اور جاں نثار موجود نہ ہوں۔

آپ کے خلفاء میں حضرت مولانا محمد عبدالعلیم صدیقی میرٹھی علیہ الرحمہ (مزار مبارک مدینہ منورہ) اور حضرت علامہ مفتی ضیاء الدین احمد مدنی علیہ الرحمہ (مزار مبارک مدینہ منورہ) کے مریدین و معتقدین تو تقریباً تمام دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں۔ خصوصاً ان ممالک میں بکثرت ہیں: ترکی، شام، مصر، عراق، یمن، لیبیا، الجزائر، سوڈان، افریقہ اور انگلستان۔ اس میں شک نہیں کہ حضرت فاضل بریلوی کی شہرت و مقبولیت میں ان کے محیر العقول علم و فضل اور روحانیت کے علاوہ ان کے خلفاء کی مساعی کا بھی پورا پورا دخل ہے۔ ایک بات اور قابل توجہ ہیں، اکثر بزرگوں کے خلفاء میں چند ہی چمکتے ہیں، سب کے سب نہیں چمکتے، لیکن فاضل بریلوی کے بیشتر خلفاء علم و عمل کے درخشاں آفتاب نظر آتے ہیں، اس سے خود فاضل بریلوی کی عظیم شخصیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ عظیم انسان ہی عظیم تاثیر رکھتے ہیں۔

(1)

حضرت فاضل بریلوی کی شخصیت بڑی متحرک اور فعال (dynamic) تھی، اس بلا کی حرکت اور جہد وعمل کی قوت معاصرین میں نظر نہیں آتی۔ آپ نے یہی جذبہ عمل اپنے خلفاء میں منتقل کیا، چنانچہ اکثر خلفاء علم وعمل کا روشن مینارہ نظر آتے ہیں۔ انہوں نے پاک و ہند اور بیرونی دنیا کے گوشے گوشے میں اسلام کا پیغام پہنچایا اور مسلک اہل سنت و جماعت کی اشاعت کی اور ملت اسلامیہ کو رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کا سچا فدائی و پرستار بنایا۔ انہوں نے اس مقصد کے لیے تبلیغی دورے کیے۔ تعلیمی اور فلاحی ادارے قائم کیے، اخبارات ورسائل جاری کیے۔ **جن خلفاء نے تعلیمی اور فلاحی ادارے قائم کیے ان میں سے چند ایک یہ ہیں:۔**

(1) حضرت مولانا میر مومن علی مومن جنیدی علیہ الرحمہ

آپ نے ناگپور میں علی گڑھ کے توڑ پر "مدرسۃ العلوم مسلمانان" قائم کیا جو غالباً سی۔ پی میں پہلا دینی مدرسہ تھا۔

(2) قاضی عبدالرحیم عظیم آبادی علیہ الرحمہ (1336ھ/1908ء)

آپ نے عظیم آباد (بہار) میں ''مدرسہ حنفیہ'' قائم کیا۔ اسی مدرسے کے پہلے سالانہ اجلاس میں حضرت فاضل بریلوی نے شرکت فرمائی، حضرت مولانا عبدالمقتدر بدایونی علیہ الرحمہ نے اس اجلاس میں حضرت فاضل بریلوی کو ''مجدد مائتہ حاضرہ'' کے لقب سے پہلے پہل یاد کیا جس پر بعد میں علمائے حرمین شریفین نے صاد کیا، مثلاً یہ علماء:۔

* شیخ موسیٰ علی شامی * شیخ حسن بن عبدالقادر * سید اسماعیل بن خلیل وغیرہ

(3) مولانا رحیم بخش آروی علیہ الرحمہ (م۔4۔1343ھ/1925ء)

آپ نے آرہ بہار میں ''مدرسہ فیض الغرباء'' قائم کیا، مشہور ومعروف مورخ و ادیب سید

سلیمان ندوی آپ کے تلامذہ میں سے تھے۔

(4)مولانا سید دیدار علی شاہ الوری علیہ الرحمہ (م۔1354ھ/1935ء)

آپ نے الور (راجستھان) میں 1907ء "مدرسہ قوت الاسلام" قائم کیا، پھر ایک عرصے بعد 1924ء میں لاہور (پنجاب) میں "دارالعلوم حزب الاحناف" کے نام سے ایک دینی ادارہ قائم کیا جس نے پاک وہند میں گراں قدر خدمات انجام دیں اور دے رہا ہے۔ آپ کے بعد آپکے صاحبزادے پاکستان کے جلیل القدر عالم مفتی حضرت مولانا سید احمد ابو البرکات علیہ الرحمہ (جوخود حضرت فاضل بریلوی کے خلیفہ تھے) اس ادارہ کے نگراں اور ناظم اعلیٰ رہے، اب ان کے صاحبزادے مولانا مفتی محمود احمد رضوی صاحب اس کام کو بحسن وخوبی انجام دیتے رہے ہیں۔ (رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ)

(5)مولانا شاہ احمد مختار صدیقی میرٹھی علیہ الرحمہ (م1357ھ/1938ء)

آپ نے میرٹھ اور ڈربن میں یتیم خانے قائم کیے اور برما میں ایک اسکول قائم کیا، اس کے علاوہ مانڈو میں ایک دینی درسگاہ قائم کی۔

(6)مولانا محمد حبیب الرحمٰن علیہ الرحمہ (م1363ھ/1944ء)

آپ نے 1924ء میں پیلی بھیت میں "آشیانہ شیریہ" کے نام سے ایک عربی مدرسہ قائم کیا۔

(7)مولانا شاہ محمد حبیب اللہ میرٹھی علیہ الرحمہ (م1367ھ/1948ء)

آپ نے میرٹھ میں "مسلم دارالیتامیٰ والمساکین" قائم کیا۔

(8)مولانا محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ (م1367ھ/1948ء)

آپ نے بریلی شریف میں "مدرسہ منظر اسلام" کے قیام میں پوری کوشش کی۔

آپ ہی کے صاحبزادے علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری (ممبر قومی اسمبلی، پاکستان) نے کراچی میں ''دارالعلوم امجدیہ'' کے نام سے ایک عظیم الشان دینی مدرسہ قائم کیا جو نہایت اہتمام سے چل رہا ہے اور ملک کے ممتاز دینی مدرسوں میں شمار کیا جاتا ہے۔

(9) مولانا نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ (م۔1367ھ/1948ء)

آپ نے 1928ء میں مرادآباد میں ''مدرسہ انجمن اہلسنت و جماعت'' کی بنیاد رکھی۔1352ھ میں یہ مدرسہ ''جامعہ نعیمیہ'' کے نام سے مشہور ہوا۔اس ادارے نے قابل ذکر خدمات انجام دیں، اسی ادارہ کے تربیت یافتہ پاکستان میں پھیلے ہوئے نظر آتے ہیں۔ قیام پاکستان کے فوراً بعد 1948ء میں آپ نے ''جامعہ نعیمیہ'' کے نام سے لاہور میں ایک دینی مدرسے کی بنیاد رکھی جو آج پاکستان کے معروف دینی اداروں میں شمار کیا جاتا ہے اور بعد میں اس کے مہتمم و نگراں حضرت علامہ مفتی محمد حسین نعیمی صاحب (ممبر اسلامی نظریاتی کونسل) ہوئے۔(مفتی محمد حسین نعیمی صاحب 2002ء میں وصال فرما گئے۔ان کے بعد ان کے صاحبزادے مولانا ڈاکٹر سرفراز نعیمی صاحب اس ادارہ کے مہتمم ہیں)۔

(10) مولانا شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی علیہ الرحمہ (م1374ھ/1954ء)

آپ نے تقسیم ملک کے بعد کراچی میں ایک علمی و تبلیغی ادارہ قائم کیا، آپ کے فرزند ارجمند علامہ شاہ احمد نورانی مدظلہ نے اس کو فروغ دیا، ''انٹرنیشنل اسلامک مشنریز گلڈ'' اور ''ورلڈ اسلامک مشن'' کی بنیاد رکھی۔ اول الذکر کا صدر دفتر کراچی میں ہے اور موخرالذکر کا بریڈفورڈ (انگلستان) میں اور شاخیں پاکستان اور دنیا کے دوسرے ممالک میں ہیں۔حضرت مولانا عبدالعلیم صدیقی میرٹھی علیہ الرحمہ کے فرزند نسبتی ڈاکٹر فضل الرحمٰن انصاری علیہ الرحمہ (ڈاکٹر صاحب مرحوم نے انگریزی میں ایک بے نظیر و بے مثال کتاب

لکھی ہے عنوان یہ ہے:

The Quranic foundation and structure of Muslim society,Karachi 1974.

اس کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی فرماتے ہیں:

One of the finest contribution that had ever made to the understanding of Islam.

اس تبصرے سے اس کتاب کی اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

(م۔1395ھ/1957ء) نے ''جامعہ علیمیہ'' کے نام سے کراچی میں ایک دینی ادارہ قائم کیا جو اپنی نوعیت کا واحد دینی ادارہ ہے۔مرحوم نے ایک ادارہ ''ورلڈ فیڈریشن آف اسلامک مشن'' کے نام سے بھی کراچی میں قائم کیا تھا۔

مفتی اعظم محمد مصطفیٰ رضا خاں کے خلیفہ اور حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کے مرید مولانا محمد ابراہیم خوشتر صدیقی زید مجدہ نے موریشس (افریقہ) کے شہر پورٹ لوئس میں سنی رضوی سوسائٹی (جس کی شاخیں انگلینڈ، افریقہ اور پاکستان کے مختلف شہروں میں قائم ہیں) اور ''رضا اکیڈمی'' کے نام سے علمی ادارے قائم کئے ہیں۔

الغرض حضرت فاضل بریلوی کے خلفاء اور ان کی اولاد و تلامذہ و خلفاء نے تبلیغ و اشاعت دین کے لیے انتھک کوشش و جدوجہد کی۔اس وقت فاضل بریلوی کے خلفاء و تلامذہ اور پھر ان کے خلفاء و تلامذہ پاک و ہند خصوصاً پنجاب و سندھ میں بڑا اہم کام انجام دے رہے ہیں۔

* کراچی میں علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری (ابن مولانا امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ)

* کراچی ہی میں علامہ شاہ احمد نورانی (ابن مولانا عبدالعلیم صدیقی علیہ الرحمہ)

*لاہور میں علامہ سید محمود احمد رضوی (ابن علامہ ابوالبرکات سید احمد علیہ الرحمہ)

* کوٹلی لوہاران میں مولانا ابوالنور محمد بشیر سیالکوٹی (ابن علامہ محمد شریف کوٹلوی علیہ الرحمہ)

*راولپنڈی میں مولانا شاہ محمد عارف اللہ میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ (ابن مولانا شاہ محمد حبیب اللہ میرٹھی علیہ الرحمہ) یہ علماء اہلسنت و جماعت، تبلیغ و اشاعت میں ہر سطح پر اہم کردار ادا کرتے رہے۔

(2)

پاکستان کے بیشتر مدارس عربیہ ایسے ہیں جنہیں حضرت فاضل بریلوی کے فیض یافتہ علما چلا رہے ہیں۔ بخوف طوالت یہاں صرف چند مدارس کا ذکر کیا جاتا ہے:

صوبہ پنجاب

مدرسہ حزب الاحناف، لاہور

دارالعلوم جامعہ نظامیہ، لاہور

دارالعلوم جامعہ نعیمیہ، لاہور

دارالعلوم رضویہ حنفیہ، عارف والا

دارالعلوم حنفیہ فریدیہ، بصیر پور

جامعہ قادریہ رضویہ، فیصل آباد

جامعہ نوریہ رضویہ، فیصل آباد

جامعہ رضویہ مظہرالاسلام، فیصل آباد

مدرسہ انوارالعلوم، ملتان

مدرسہ اسلامیہ خیرالمعاد، ملتان

مدرسہ مظہر العلوم، ملتان

جامعہ محمدیہ، محمدی شریف

دارالعلوم حنفیہ، سیالکوٹ

مدرسہ اویسیہ رضویہ، بہاولپور

جامعہ رضویہ ضیاء العلوم، راولپنڈی

مدرسہ اشرف المدارس، اوکاڑہ

مدرسہ مظہریہ امدادیہ، بندیال

دارالعلوم محمدیہ غوثیہ، بھیرہ شریف

جامعہ حنفیہ قادریہ، محبوب آباد

صوبہ سندھ

دارالعلوم امجدیہ، کراچی

دارالعلوم نعیمیہ، کراچی

جامعہ تعلیمات اسلامیہ، کراچی

دارالعلوم حامدیہ رضویہ، کراچی

جامعہ رضویہ علیمیہ، کراچی

جامعہ نوریہ رضویہ، کراچی

شمس العلوم جامعہ رضویہ، کراچی

جامعہ فریدیہ رضویہ، کراچی

دارالعلوم سبحانیہ قادریہ، کراچی

جامعہ رضا، کراچی

جامعہ مجددیہ نعیمیہ، کراچی

رکن الاسلام جامعہ مجددیہ، حیدرآبا

دارالعلوم احسن البرکات، حیدراباد

جامعہ غوثیہ رضویہ، سکھر

جامعہ راشدیہ، پیر جوگوٹھ

صوبہ سرحد

دارالعلوم قادریہ، مردان

جامعہ غوثیہ، پشاور

مدرسہ غوثیہ محمودیہ، مدین

صوبہ بلوچستان

مدرسہ اویسیہ رضویہ، کوئٹہ

دارالعلوم قادریہ قاسمیہ، خضدار

دارالعلوم قاسمیہ، سبی

دارالعلوم غوثیہ رضویہ، خضدار

آزاد کشمیر

مدرسہ جامعہ حنفیہ، ہجیرہ

سنی حنفی دارالعلوم، عباسپور

محمدیہ نظامیہ، میرپور

یہ تو صرف پاکستان کے معدودے چند مدارس عربیہ کی فہرست ہے۔ اگر اس فہرست میں پاکستان کے تمام سنی دینی مدارس اور ہندوستان ودیگر ممالک کے سنی ادارے شامل کر لیے جائیں تو یہ فہرست ایک قاموس کی شکل اختیار کر جائے گی۔ ضرورت ہے کہ کوئی فاضل اس طرف متوجہ ہوں اور حضرت فاضل بریلوی کے زیر اثر جن مدارس میں تشکیل پائی ہے، ان کی ایک جامع اور مستند تاریخ مرتب کریں۔

(3)

علمی اور تدریسی میدان کے علاوہ **فاضل بریلوی کے خلفاء نے صحافتی میدان میں قابل ذکر خدمات انجام دیں**، خود فاضل بریلوی کی ادارت میں ماہنامہ **''الرضا''** بریلی سے جاری ہوا، جس کے متعلق مولانا محمد شبلی نعمانی (مصنف ''سیرت النبی'' صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لکھتے ہیں:

''مولانا صاحب کی زیر سرپرستی ایک ماہوار رسالہ ''الرضا'' بریلی سے نکلتا ہے جس کی چند قسطیں بغور وخوض دیکھی ہیں، اس میں بلند پایہ کے مضامین شائع ہوتے ہیں۔۔(الندوہ اکتوبر 1914ء ص 17 بحوالہ انوار الصوفیہ (قصور) جنوری فروری 1976ء ص 33)

خلفاء میں جن حضرات نے میدان صحافت میں قدم رکھا، ان میں سے چند کی تفصیل یہ ہے:

(1) قاضی عبدالوحید عظیم آبادی نے 1315ھ میں ''مخزن تحقیق'' جاری کیا جو بعد میں ''تحفہ حنفیہ'' کے نام سے مشہور ہوا۔

(2) مولانا شاہ احمد مختار میرٹھی نے افریقہ سے ایک گجراتی اخبار ''الاسلام'' کے نام سے جاری کیا۔

(3) مولانا احمد حسین امروہی (م۔1361ھ/1942) نے 1894ء میں امروہہ میں

پہلا پریس قائم کیا اور ایک رسالہ ''گلدستہ نسیم چمن'' جاری کیا۔

(4) مولانا محمد نعیم الدین مرادآبادی نے مرادآباد سے ''السواد الاعظم'' جاری کیا، جس نے ملک کی سیاسی اور دینی فضا پر بہت اچھا اثر مرتب کیا۔ موصوف ہی کے تلمیذ رشید مفتی محمد حسین نعیمی لاہور سے ماہنامہ ''عرفات'' نکال رہے ہیں اور دوسرے شاگرد رشید علامہ پیر محمد کرم شاہ صاحب بھیرہ سے ماہنامہ ''ضیائے حرم'' نکال رہے ہیں۔ کراچی کا ماہنامہ ''ترجمان اہل سنت'' پہلے پہل غالباً علامہ مفتی محمد عمر نعیمی علیہ الرحمہ کی کوشش سے جاری ہوا تھا۔

(5) مولانا محمد شریف کوٹلوی علیہ الرحمہ 351 (م۔ 1370ھ/1951ء) نے امرتسر سے ہفت روزہ ''الفقیہ'' جاری کیا، آپ ہی کے صاحبزادے مولانا ابوالنور محمد بشیر سیالکوٹی نے کوٹلی لوہاران سے ماہ نامہ "ماہ طیبہ" جاری کیا جو غالباً بند ہو گیا۔ اب یہ رسالہ علامہ ضیاء اللہ قادری صاحب کے زیر ادارت شائع ہو رہا ہے۔

(6) علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری علیہ الرحمہ نے لاہور سے ماہنامہ ''رضوان'' جاری کیا۔

(7) مولانا عبدالعلیم صدیقی علیہ الرحمہ کے صاحبزادے علامہ شاہ احمد نورانی نے کراچی سے ''اخبار المدینہ'' جاری کیا، موصوف ایک انگریزی ماہنامہ ''The message international'' بھی جاری کیا اور آپ ہی کی کوشش سے بریڈفورڈ (انگلینڈ) میں ''ورلڈ اسلامک مشن'' کا صدر دفتر قائم ہوا، جہاں سے ''الدعوۃ الاسلامیہ'' نکل رہا ہے۔ مولانا عبدالعلیم صدیقی علیہ الرحمہ کے فرزند نسبتی ڈاکٹر فضل الرحمٰن انصاری نے ''جامعہ علیمیہ'' سے ماہنامہ "The Minart" جاری کیا۔

مندرجہ بالا اخبارات و رسائل کے علاوہ پاکستان کے مختلف شہروں سے بہت سے رسائل نکل رہے ہیں جو فاضل بریلوی کے خلفاء اور تلامذہ کے زیر اثر ہیں، مثلاً:۔

ماہنامہ الحسن، پشاور

ماہنامہ تاج، کراچی

ماہنامہ نور اسلام، شرقپور

ماہنامہ فیض رضا، فیصل آباد

ماہنامہ سلسبیل، لاہور

ہفت روزہ مبصر، فیصل آباد

ماہنامہ رضائے مصطفیٰ، گوجرانوالہ

پندرہ روزہ السواد الاعظم، لاہور

ماہنامہ انوار الصوفیہ، قصور

ہفت روزہ الہام، بہاولپور

ماہنامہ مہر و ماہ، لاہور

ماہنامہ نعمت، لاہور

ماہنامہ سلطان العارفین، گکھڑ (گوجرانوالہ)

ہندوستان اور انگلستان میں بھی اہل سنت کے اخبارات و رسائل نکل رہے ہیں، ان میں چند ایک یہ ہیں:

ماہنامہ استقامت، کانپور

ماہنامہ نوری کرن، بریلی

ماہنامہ پاسبان، الہ آباد

ماہنامہ اعلیٰ حضرت، بریلی

ماہنامہ المیزان ممبئی، (2۔ مارچ 1976 میں ماہنامہ "المیزان" کا امام احمد رضا نمبر 632 صفحات پر نہایت آب و تاب سے شائع ہوا ہے)

ماہنامہ مولوی، دہلی

ماہنامہ اشرفیہ، مبارک پور اعظم گڑھ

ماہنامہ سلطان الہند، اجمیر شریف

پندرہ روزہ حنفی، شری نگر کشمیر

ماہنامہ سنی دنیا، بریلی

ماہنامہ حجاز جدید، نئی دہلی

ماہنامہ حجاز، لندن

ماہنامہ اسلام ٹائمنز، اسٹاک پورٹ

ماہنامہ قاری، دہلی

ماہنامہ فیض الرسول، براؤں شریف

مدارس عربیہ کے قیام اور اخبارات و رسائل کے اجراء کے علاوہ فاضل بریلوی کے خلفاء نے تصنیفی میدان میں بھی اہم خدمات انجام دی ہیں۔ ''خلفائے اعلیٰ حضرت'' (مصنفہ محمد صادق قصوری) میں تقریباً 168 تصانیف کا ذکر کیا گیا ہے، ان میں بیشتر تصانیف وہ ہیں جو انجمن ترقی اردو (کراچی) کی ''قاموس الکتب'' میں شامل نہیں، اس لیے یہ تفصیلات قاموس کے لیے ایک اہم ذخیرہ ہیں۔ مزید تلاش و جستجو کی جائے تو یہ تعداد ہزار سے بھی متجاوز ہو سکتی ہے۔

(4)

حضرت فاضل بریلوی کے خلفاء نے تبلیغی، تدریسی، صحافتی اور تصنیفی میدانوں کے علاوہ سیاسی میدان میں بھی قابل قدر خدمات انجام دی ہیں۔ چنانچہ تحریک خلافت، تحریک ترک موالات، تحریک شدھی، تحریک پاکستان وغیرہ میں آپ کے صاحبزادگان اور خلفاء نے جو خدمات انجام دی ہیں، ناقابل فراموش ہیں۔ ان حضرات میں یہ قابل ذکر ہیں:۔ (خلفاء میں سے بیشتر حضرات راقم کے والد ماجد حضرت مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ دہلوی قدس سرہ العزیز سے عقیدت رکھتے تھے اور دہلی تشریف لاتے تھے، راقم نے بھی زیارت کی ہے، بالخصوص حضرت مولانا عبدالعلیم صدیقی میرٹھی، حضرت مولانا سید محمد محدث کچھوچھوی، حضرت مولانا محمد نعیم الدین مرادآبادی اور حضرت مولانا ابوالبرکات سید احمد علیھم الرحمہ کی زیارت اور محبت سے مستفیض ہوا ہوں۔ مسعود)

حضرت سید محمد محدث کچھوچھوی

حضرت مولانا محمد حامد رضا خاں

حضرت مولانا محمد مصطفیٰ رضا خان

پروفیسر سید سلیمان اشرف

مولانا شاہ احمد مختار صدیقی

مولانا محمد عبدالعلیم صدیقی

مولانا محمد نعیم الدین مرادآبادی (آپ نے 1930ء میں ہندو و مسلم اکثریت کی بنیاد پر ہندوستان کی تقسیم کی تجویز پیش کی (السواد الاعظم، مرادآباد شمارہ 1350ھ/1930ء)

مولانا محمد امجد علی اعظمی

مولانا عبدالسلام باندوی

مفتی غلام جان ہزاروی

مولانا ابوالبرکات سید احمد قادری

سید فتح علی شاہ

مفتی محمد برہان الحق جبل پوری

مولانا عبدالحامد بدایونی

مولانا تقدس علی خاں

مولانا عارف اللہ شاہ میرٹھی

مولانا عبدالغفور ہزاروی **علیھم الرحمہ۔**

مولانا برہان الحق نے مسلم لیگ اور پاکستان کے لئے جو خدمات انجام دیں۔اس کا کچھ اندازہ ''مکاتیب بہادر یار جنگ'' سے ہوتا ہے۔نواب بہادر یار جنگ (م۔1363ھ/1944ء) اپنے مکتوب (محررہ 12 / مارچ 1943ء) میں مفتی برہان الحق کو لکھتے ہیں:۔

''یہ سن کر خوشی ہوئی کے آپ حضرات نے آل انڈیا اسٹیٹس مسلم لیگ کے اجلاس کی ذمہ داری بھی اپنے اوپر لے لی ہے۔میں اس عنایت کے لیے سب کا ممنون ہوں۔

(مکاتیب بہادر یار جنگ، مطبوعہ کراچی 1974ء، ص540)

فاضل بریلوی کے خلفاء نے تحریک کے پاکستان میں جو کارہائے نمایاں انجام دیے اس کا آغاز خود فاضل بریلوی نے کیا تھا، چنانچہ 1895ء میں عظیم آباد (پٹنہ) میں ایک عظیم الشان کانفرنس منعقد ہوئی جس میں آپ نے برطانوی اور ہندو سامراج کے خلاف مسلمانوں کو اتحاد اسلامی پر منظّم ہونے کی ہدایت فرمائی اور دوقومی نظریہ کی وضاحت

کی۔ پھر 1920ء میں ایک محققانہ رسالہ "المحجة المؤتمنه" لکھ کر مزید وضاحت کی۔
(رئیس احمد جعفری، اوراق غم گشتہ، مطبوعہ لاہور 1968ء ص 227-305)
نوٹ: راقم نے اسی رسالے کو سامنے رکھ کر ایک مقالہ "فاضل بریلوی اور ترک موالات" قلمبند کیا تھا جو 1971ء میں لاہور سے مرکزی مجلس رضا نے شائع کیا تھا پھر اس کے تقریباً سات ایڈیشن شائع ہوئے---مسعود)

حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کی وفات کے تقریباً پانچ برس بعد 1925ء میں ان کے خلیفہ مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ کی مساعی سے "آل انڈیا سنی کانفرنس" کا چار روزہ اجلاس (17، 18، 19، 20/مارچ) مراد آباد (یو۔ پی۔ بھارت) میں منعقد ہوا۔

(آل انڈیا سنی کانفرنس کی تفصیلی رپورٹ ماہنامہ اشرفی (ص 13 تا 21) بابت شوال المکرّم 1343ھ بمطابق مئی 1925ء میں شائع ہوئی تھی۔ محترم مولانا محمد جلال الدین قادری زید مجدہ کی عنایت سے اس کی فوٹو اسٹیٹ کاپیاں میسر آ گئی ہیں۔ اس کانفرنس میں پاک و ہند کے تقریباً 300 رعلماء شریک ہوئے---مسعود)

اجلاس کی صدارت حضرت سید شاہ علی حسین کچھوچھوی علیہ الرحمہ نے فرمائی۔ (حضرت سید شاہ علی حسین محدث کچھوچھوی علیہ الرحمہ کا خطبہ صدارت "الخطبة الاشرفيه" کے عنوان سے ماہنامہ اشرفی بابت مئی 1925ء میں شائع ہو گیا تھا-مسعود)

کانفرنس کے مستقل صدر کے فرائض حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری علیہ الرحمہ نے انجام دیئے۔

(حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری علیہ الرحمہ کا خطبہ صدارت "ملفوظات امیر

ملت''، مرتبہ منور حسین، مطبوعہ لاہور 1976ء ص 171 تا 203 میں شائع کر دیا گیا ہے)۔
اور مجلس استقبالیہ کے صدر حضرت فاضل بریلوی کے شہزادے اور خلیفہ، حضرت مولانا حامد رضا خاں علیہ الرحمہ مقرر ہوئے، جس سیاسی و مذہبی اور معاشرتی پس منظر میں اور جن مقاصد کے تحت یہ اجلاس منعقد کیا گیا۔ مندرجہ بالا حضرات کے صدارتی خطبوں کے مطالعہ سے ان کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے۔ بالخصوص حضرت مولانا حامد رضا خان علیہ الرحمہ کا خطبہ نہایت ہی اہم ہے۔
(یہ خطبہ ''خطبہ صدارت جمیعت عالیہ'' کے نام سے 1925ء میں بریلی سے شائع ہوا۔ اس کے ایک ناقص الآخر نسخہ کی نقل محترم مولانا محمد جلال الدین قادری زید مجدہ نے سرائے عالمگیر، گجرات سے ارسال فرمائی۔ **فجزاھم اللہ احسن الجزاء**۔ مسعود)

اس کانفرنس کے تاریخی پس منظر اور اس کے مقاصد پر روشنی ڈالنے کے بعد ہم اس خطبہ کے مندرجات سے چند نکات اور اقتباسات پیش کرتے ہیں جو آج بھی اتنے ہی اہم ہیں جتنے آج سے 52/سال پہلے تھے۔

خطبۂ حجۃ الاسلام کی اہمیت:۔ حضرت مولانا حامد رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ نے اپنے خطبہ میں ملت اسلامیہ کے مذہبی، سیاسی، تمدنی اور معاشرتی پہلوؤں پر بصیرت افروز خیالات کا اظہار فرمایا ہے۔ خطبہ اتنا طویل ہے کہ دو نشستوں میں تمام ہوا۔ اس خطبے میں آپ نے مندرجہ ذیل مقاصد کو سامنے رکھا ہے اور پھر ہر مقصد کے تحت اظہار خیال فرمایا:

(۱) تبلیغ
(۲) مذہبی تعلیم
(۳) حفظ و امن
(۴) اصلاح معاشرت

یہ افتتاحیہ تفصیل کا متحمل نہیں، اس لیے ہم مندرجہ بالا مقاصد میں موخرالذکر دو مقاصد کے بارے میں عرض کریں گے، کیوں کہ ان کا تعلق ایک عالم دین سے زیادہ ماہر سیاست و معاشیات سے ہے،شاید ان لوگوں کے لیے یہ اچنبھے کی باعث ہو جو علماء کو کاروبار جہاں کے لائق نہیں سمجھتے ،لیکن ان کونہیں معلوم ۔

کاروبار جہاں سنورتے ہیں

ہوش جب بےخودی سے ملتا ہے

اول الذکر دومقاصد کے بارے میں مختصراً عرض کر کے پھر آخرالذکر دومقاصد کی طرف متوجہ ہوتے ہیں:

(۱)تبلیغ دین کے سلسلے میں حضرت مولانا حامد رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ نے ''انجمن اہل سنت وجماعت''،مرادآباد کی طرف سے''**مدرسة التبليغ**'' کی تجویز پیش کی،اس کے قواعدوظوابط،طریقہ کار پرروشنی ڈالی اورنصاب کے بارے میں اظہار خیال فرمایا ہے۔

(۲)مذہبی تعلیم کے لئے انہوں نے بہت سی تجاویز پیش کیں،مثلاً:

☆ قصبات میں محلّہ وار مدارس کا قیام۔

☆انگریزی مدارس کے طلبہ کے لئے''**مدرسة الليل کا قیام**''۔

☆ضلع میں ایک بڑے مدرسے کی تجویز اور

☆صوبے میں ایک مدرسہ عالیہ کا قیام جو چھوٹے مدارس کا نگران ہو اور جملہ مدارس ،جمعیت عالیہ کے ماتحت ہوں،

☆ ہر کامل النصاب مدرسے میں دارالافتاءاورمحکمہ تصنیف وتالیف کا قیام وغیرہ وغیرہ۔

چونکہ اسلام امن وسلامتی کا مذہب ہے اس لیے حفظ وامن کے سلسلے میں انہوں

نے مسلمانوں کو یہ ہدایت دیں:

(ا) جس طرح بھی ہو امن کی زندگی بسر کرنا چاہیے، جھگڑے اور نزاع کا جس راہ میں خطرہ اور اندیشہ ہو اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔

(حامد رضا خاں، خطبہ صدارت، مطبوعہ بریلی، 1925ء ص 29)

(ب) اس وقت جنگ میں مصروف ہو جانا ہماری قومی اور مذہبی زندگی کے لیے نہایت خطرناک ہے۔ (ایضاً ص 31)

مگر یہ صلح جوئی دین و مذہب کی قیمت پر ہرگز نہ تھی، چنانچہ اس صلح کوشی کی تعلیم کے ساتھ ساتھ یہ ہدایت بھی فرماتے ہیں:

''تم ہرگز کبھی ایسی جماعت پر اعتبار و اعتماد نہ کرو جو تم کو اسلام کی کوئی خصوصیت، کوئی امتیاز، کوئی ادنیٰ رسم یا تمہارا کوئی جائز شرعی، عرفی، قانونی حق چھوڑنے کے لیے اشارہ بھی کرے کہ **الحذر الحذر**!'' (ایضاً ص 33)

(ج) ہم سوراج کو مسلمانوں کے حق میں ایک تباہ کن مصیبت سمجھتے ہیں۔ (ایضاً 34)

اقتصادی اور معاشی لحاظ سے ہندوستان کے مسلمان بہت کمزور تھے اور یہ بات عام مسلمان سیاست دانوں نے کم محسوس کی کہ سیاسی استحکام کے لئے، معاشی استحکام نہایت ضروری ہے بلکہ دور جدید میں معاشی استحکام کے بغیر سیاسی استحکام ناممکن نظر آتا ہے۔ حضرت مولانا حامد رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ نے اس حقیقت کو شدت سے محسوس کیا اور اس سلسلے میں بہت سی تجاویز اور تدابیر پیش کیں۔ حتیٰ کہ طالب علموں کے لیے یہ ضروری قرار دیا کے زمانہ طالب علمی میں والدین پر بوجھ نہ بنیں بلکہ سوسائٹی کا ایک مفید فرد بنیں۔ ان کے ارشادات ملاحظہ ہوں:

(1) دستکاری اور پیشہ ور ہنر سے تعلق پیدا کرنا چاہیے، یہ دولت وہ ہے جو نہ دشمن چھین سکتا ہے نہ کہیں رہین ومکفول ہو سکتی ہے۔ بے منت روزی کا ذریعہ ہے۔(ایضاً ص36)

(2) برادران اسلام! تمہارے بزرگ تجارت کرتے تھے، تجارت عیب نہ سمجھی جاتی تھی، تم تجارت کرو۔(حامد رضا خان، خطبہ صدارت، ص31)

(3) برادران ملت! نوکری اور ملازمت کا خیال چھوڑ کر تجارت پر ٹوٹ پڑو تو دیکھو تھوڑے عرصے میں تم کیا ہو جاتے ہو۔(ایضاً ص39)

(4) نکمے اور بے کار لوگوں کے لیے بھی مشغلے سوچے جائیں۔(ایضاً ص38)

(5) اگر وہ تعلیم پاتا ہے، تب بھی اس کے لئے ایسا ٹھیکا یا تجارت تجویز کریں جس میں وقت کم صرف ہو مگر آمدنی پیدا ہو سکے، تاکہ بچے اس عمر سے تجارت یا حرفت اور کسب مال کے خوگر و عادی ہو جائیں۔(ایضاً ص39)

ہمارے اکثر طلبہ اب بھی بے کار رہتے ہیں۔ مفت خوری کی عادت بہت سے مسائل پیدا کر دیتی ہے، اس لیے طلب علم کے دوران ہی کسب معاش کی فکر لازم ہے، جو قومیں بیدار ہیں ان کے طلبہ بھی بے کار نہیں رہتے۔ کچھ نہ کچھ کما ہی لیتے ہیں۔

کفایت شعاری، سودی قرضوں سے نجات اور بیت المال کے قیام کے لیے یہ ہدایات فرماتے ہیں:

(6) ہمیں اپنے مصارف شب و روز کم کرنے کی فکر کرنا چاہیے۔(ایضاً ص40)

(7) سود لینے اور سودی قرض لینے سے بچیں اور سچی توبہ کریں کہ آئندہ خواہ کچھ ہی حال ہو مگر سودی قرض نہیں لیں گے۔(ایضاً ص43)

(8) اللہ تعالیٰ میسر کرے اور ایک ایسا بیت المال بن جائے تو اس سے مقروض مسلمانوں کے

قرض ادا کرنے کے علاوہ نادار غریب مسلمانوں کو زراعت یا تجارتی ضرورت کے لئے روپیہ قرض بھی دیا جا سکتا ہے تا کہ وہ ساہوکاروں کے دام حرص سے محفوظ رہیں۔(ایضاً ص 48)

حضرت مولانا حامد رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ نے اس سلسلے میں ''ذخیرۂ قرض حسن'' کے نام سے چھوٹے بیت المال کے قیام پھر ہر گاؤں میں ''انجمن قرض حسن'' کی تشکیل کا بھی ذکر کیا ہے اور اس مسئلے پر ایک ماہر معاشیات کی طرح اظہار خیال فرمایا ہے۔

جس زمانے میں یہ کانفرنس منعقد ہوئی وہ داخلی اور خارجی طور پر بڑے انتشار و اختلال کا زمانہ تھا۔خارجہ طور پر حالات یہ تھے کہ ترکوں کو شکست ہوئی۔خلیفہ اسلام ممالک مغربیہ کے تحت بے اثر ہوکر رہ گیا۔مصطفیٰ کمال نے ''اناطولیہ'' میں ایک خودمختار ''ترکی حکومت'' قائم کی اور دوسرا خلیفہ منتخب کیا،مگر 1924ء میں اس کو معزول کر کے ملک بدر کر دیا اور اس طرح خلافت اسلامیہ کا خاتمہ ہو گیا جس نے ساری دنیا کے مسلمانوں خصوصاً پاک و ہند کے مسلمانوں کو نفسیاتی طور پر بے حد متاثر کیا۔

حرمین شریفین میں ابن سعود کے گستاخانہ عمل اور مقامات مقدسہ کے انہدام کی کارروائی سے مسلمانان پاک و ہند کے جذبات مشتعل تھے،لیکن اس زمانے میں بعض ایسے بھی مسلمان تھے جنہوں نے بے حرمتی کی،اس کارروائی پر ابن سعود کو مبارکباد کے تار بھی بھیجے اور فدائی مسلمانوں کے زخموں پر نمک پاشی کی۔

داخلی طور پر حالات یہ تھے کہ ''لالہ منشی رام'' متعصب آریہ سماجی نے آگرے میں ایک مرکز قائم کیا جس کا مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں کو مذہب اسلام سے برگشتہ کیا جائے،پھر فروری 1925ء میں ''آریامت'' کے بانی ''سوامی دیانند'' کی سو سالہ تقریب کے موقع پر مسلمانوں کو دین اسلام سے منحرف کرنے کے لئے مختلف کمیٹیاں بنائی گئیں۔اس زمانے

میں اخبار ''تنظیم'' امرتسر، ''زمیندار'' لاہور اور ''ملاپ'' لاہور غیرہ میں ''لالہ ہردیال'' ایم اے کا مضمون شائع ہوا جس سے ہندو ذہنیت کھل کر سامنے آ گئی۔اس مضمون کا یہ اقتباس قابل توجہ ہے:

''اہل ہنود کا اسلام سے ہرگز اتفاق نہیں ہوسکتا۔اس لئے تمام مسلمانوں کو ہر جائز و ناجائز کوشش سے ہندو بنا کر اہل ہنود کے کسی نہ کسی فرقے میں داخل کرلو اور اس طرح ''سوراجیہ'' حاصل کرلو اور بھارت ورش کو تمام غیر ہندوؤں سے پاک اور شدھ کرلو، اور ہندو ریاست قائم کر کے رعب، جاہ و حشم کی تخفیف اور زر کی لالچ سے تمام مسلمانوں کو گمراہ کر کے ہندو بنالو۔(سید منور حسین ملفوظات امیر ملت، مطبوعہ لاہور 1976ء ص 184)

[**نوٹ**: فتنہ ارتداد کے اس طوفان کا مقابلہ کرنے کے لیے ''جماعت رضائے مصطفیٰ''، بریلی شریف اور ''انجمن خدام الصوفیہ''، علی پور سیداں سیالکوٹ نے جو خدمات انجام دیں، وہ خطبۂ صدارت کے مندرجات سے بخوبی واضح ہیں۔

(ملاحظہ ہو کتاب مذکور ص 182-183)

اس فتنے سے تقریباً دو سال قبل ہندوؤں کو بالجبر مسلمان کیا ہے تو نومبر 1922ء میں ''جمعیۃ العلماء'' کا ایک اجلاس ہوا۔جس میں ''موپلوں'' سے مسلمانان ہند کی بے تعلقی کا ریزولیشن پاس کیا گیا، لیکن بقول پیر سید جماعت علی شاہ صاحب ''اس فتنۂ ارتداد کے وقت یہ لوگ خاموش رہے اور کوئی ریزولیشن ہندوؤں کے خلاف پاس نہیں کیا'' حضرت پیر صاحب نے جب حکیم اجمل خاں سے اس کی شکایت کی تو وہ لا جواب ہو کر خاموش ہو گئے''۔ملاحظہ ہو کتاب مذکور ص 185]

خود مسلمانوں کی حالت یہ تھی کہ ان میں بہت سے باطل فرقے پیدا ہو گئے تھے

اور ملت اسلامیہ ایک عظیم سیاسی اور فکری انتشار کا شکار ہوگئی تھی۔اس زمانے میں مسلمانوں کے ایک طبقے نے ہندوؤں اور ہندو لیڈروں کو بادشاہی مسجد کے منبر پر بٹھایا، ہندوؤں کی ارتھیوں کو کندھا دیا اور ان کی دلجوئی کی خاطر گائے کے ذبیحے پر پابندی لگائی اور اس طرح خود شعائر اسلام کو مٹایا۔الغرض وہ کچھ کیا جو ایک مسلمان کو زیب نہیں دیتا اور اخلاقی حالت اس سے بدتر تھی، گویا ترقی کا کوئی امکان نہ تھا۔

اس داخلی اور خارجہ انتشار کی حالت میں ''آل انڈیا سنی کانفرنس'' منعقد کی گئی جس کے اعظم مقاصد یہ تھے:

(1) جو عادات ورسوم اسلام کے منافی ہیں ان کو ختم کرنا۔

(2) مروجہ علوم کی تعلیم اور سرکاری ملازمتوں کے حصول کے لیے مسلمانوں کی ہمت افزائی کرنا۔

(3) مسلمانوں کے دلوں میں صحیح اسلامی تصورات قائم کرنا اور حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا سچا غلام بنانا۔

(4) قرآن پاک کی مقدس تعلیم عام کر کے سلف صالحین کا پیرو بنانا۔

(5) باطل فرقے جو اہل سنت و جماعت سے علیحدہ ہو کر ٹکڑوں میں بٹ گئے ہیں، تعلیم و تفہیم کے ذریعے ان کو عقائد باطلہ سے الگ کر کے اپنا بنانا اور مسلمانوں میں اتحاد و یگانگت پیدا کرنا۔

(6) سیاسی اور مذہبی حیثیت سے مسلمانوں کی انفرادیت اور عظمت کو قائم کرنا اور ان کو ہندوؤں کی غلامی سے نجات دلا کر باوقار بنانا۔نیز ہندوؤں کے اوچھے ارادوں سے باخبر کرنا۔

ان اغراض و مقاصد کو سامنے رکھ کر یہ بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اہل سنت و جماعت اور فاضل بریلوی کے خلفاء و معتقدین نے 1925ء ہی سے اپنی کوششیں تیز کر دی

تھیں اور وہ پاکستان کے لیے راہ ہموار کر رہے تھے، اس سے قبل فاضل بریلوی سے جو کچھ ہوسکا انہوں نے کیا، خصوصاً دوقومی نظریہ کی طرف توجہ دلا کر کر ایک نیا جوش وولولہ پیدا کیا۔

پھر جب 1940ء میں اقبال پارک لاہور میں ''قرارداد پاکستان'' پیش کی گئی تو علماء اہل سنت و جماعت کے قائد مولانا محمد عبدالحامد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ (۔1390ھ/ 1970ء) نے اس کی پرزور تائید کرتے ہوئے بڑی مؤثر تقریر فرمائی۔تحریک پاکستان کے سلسلے میں آپ کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔1946ء میں بنارس میں سہ روزہ آل انڈیا سنی کانفرنس منعقد ہوئی۔اس میں پانچ ہزار سے زیادہ علماء ومشائخ اہل سنت و جماعت نے شرکت کی اور حاضرین کی تعداد تو لاکھوں سے متجاوز تھی۔اس عظیم اور بے مثال کانفرنس کے بانی اور معاونین حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے صاحبزادے حضرت مولانا مفتی محمد مصطفیٰ رضا خان علیہ الرحمہ اور دوسرے بہت سے خلفاء جن کا ذکر پیچھے کر دیا گیا ہے اور ان کے علاوہ مندرجہ ذیل علمائے اہلسنت قابل ذکر ہیں:۔

(۱) حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمتہ اللہ علیہ، م 1951ء (محمد صادق قصوری: اکابر تحریک پاکستان، مطبوعہ لاہور 1976ء ص 60 نیز ملاحظہ فرمائیں ''سیرت امیر ملت'')

(۲) حضرت عبدالرحمٰن بھرچونڈی شریف رحمتہ اللہ علیہ، م 1960ء (ایضاً ص 115 نیز ملاحظہ فرمائیں تذکرہ اکابر اہلسنت مطبوعہ لاہور 1976ء، ص 218)

(۳) امین الحسنات حضرت پیر مانکی شریف رحمۃ اللہ علیہ، م 1960ء (ایضاً ص 53،)

(۴) حضرت مولانا محمد ابراہیم علی چشتی رحمۃ اللہ علیہ، م 1968ء (ایضاً ص 38)

(۵) حضرت مولانا محمد عبدالحامد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ، م 1970ء (ایضاً ص 105، حضرت

مولانا محمد عبدالحامد بدایونی علیہ الرحمہ پر مزید تحقیق کی ضرورت ہے۔ مسعود)

(۶) حضرت مولانا خواجہ قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ (ایضاً ص 200، حضرت خواجہ قمرالدین سیالوی مدظلہ العالی پر بھی مزید تحقیق کی ضرورت ہے۔ مسعود)

(۷) حضرت مولانا مفتی محمد عمر نعیمی مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ، م 1966ء (عبدالحکیم شرف قادری، علامہ: تذکرہ اکابر اہلسنت، مطبوعہ لاہور، 1976ء ص 94۔495 نیز ملاحظہ فرمائیں، ''تحریک آزادی ھند اور ماہنامہ السواد الاعظم'' مؤلف محمد مسعود احمد، مطبوعہ لاہور 1988ء)

(۸) حضرت مولانا عبدالغفور ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ، م 1970ء (محمد صادق قصوری: اکابر تحریک پاکستان، ص 146)

(۹) ابوالحسنات حضرت مولانا محمد احمد رحمۃ اللہ علیہ، م 1961ء (ایضاً ص 46)

(۱۰) حضرت مولانا شاہ محمد عارف اللہ میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ، م 1961ء (ایضاً ص 102)

(۱۱) حضرت مولانا قاری محمد احمد رحمتہ اللہ علیہ نائب امام مسجد جامع فتح پور، دہلی، م 1971ء (محمد مسعود احمد، تذکرہ مظہر مسعود، کراچی 1969ء، ص 376-380)

الغرض ''آل انڈیا سنی کانفرنس'' نے 1925ء میں جس شاندار طریقے سے اپنی کوشش کا آغاز کیا۔ 1946ء میں ''آل انڈیا سنی کانفرنس'' کا ''اجلاس بنارس'' اس کا نقطہ ثابت ہوا۔

افسوس! اس کانفرنس (بنارس) کی کارکردگی کی تفصیلی رپورٹ مرتب نہیں کی گئی۔

حضرت فاضل بریلوی اور آپ کے خلفاء کی سیاسی خدمات کی تفصیلات کے لیے مندرجہ ذیل مآخذ سے رجوع کریں:

(الف) احمد رضا خان: المحجة المؤتمنة فی آیة الممتحنة (1339ھ/1920ء) مطبوعہ دہلی

(ب) رئیس احمد جعفری: اوراق گم گشتہ، مطبوعہ لاہور 1968ء

(ج) محمد مسعود احمد: فاضل بریلوی اور ترک موالات، مطبوعہ لاہور 1971ء

(د) Muhammad Masood Ahmad: neglected genius of the east 1976.

(و) Anwar Ali: quaid-e-Azam and karachi,1976.

(ن) محمد صادق قصوری، اکابر تحریک پاکستان، مطبوعہ لاہور 1976ء

(م) محمد مرید احمد چشتی، مولانا: حیات صدر الافاضل، مطبوعہ لاہور

(ط) محمد منور حسین، سید: ملفوظات امیر ملت، مطبوعہ لاہور 1976ء

(ی) غلام معین الدین، مولانا: حیات صدر الافاضل مطبوعہ لاہور

(ک) محمد جلال الدین قادری، مولانا: خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس، مطبوعہ لاہور)

وگرنہ عالمی مؤرخوں کے سامنے پاکستان کا حقیقی پس منظر آتا۔ بات اتنی پرانی ہو گئی کہ اب جو حقائق وانکشاف کیے جاتے ہیں تو بعض حلقے اس عمل کو تاریخ گڑھنے سے تعبیر کرتے ہیں۔ بے شک لاعلمی کی بنا پر کہتے ہیں، اگر ان کو پوری طرح حقائق کا علم ہو جائے تو ہرگز ایسی باتیں نہ کہیں۔

مرکزی مجلس رضا، لاہور کے صدر جناب حکیم موسیٰ امرتسری (حکیم محمد موسیٰ

امرتسری 17 /نومبر 1999ء میں وصال فرما گئے ۔) کے ایما پر مولانا جلال الدین قادری زیدمجدہ آل انڈیا سنی کانفرنس پر ایک تحقیقی مقالہ قلم بند فرمارہے ہیں، مولیٰ تعالی ان کی مدد فرمائے۔ بلاشبہ وہ لائق صد تحسین ہیں کہ وہ کام کررہے ہیں کہ جو ہمارے مؤرخوں کو کرنا تھا، ان کا بار گناہ ہلکا کررہے ہیں۔ ع

کرم کردی الٰہی زندہ باشی!

حضرت فاضل بریلوی کے خلفاء میں بعض تو ایسے بھاری بھرکم ہیں کہ ان کے حالات وخدمات کا جائزہ لیا جائے تو ضخیم کتابیں تیار ہو جائیں۔ افسوس! ابھی کما حقہ کام نہیں کیا گیا ورنہ دنیا دیکھتی کہ ہندوستان کے علم ودانش سے طلوع ہونے والا آفتاب اپنے دامن میں کتنے چاند سمیٹے ہوئے تھا۔ ان خلفاء پر سیر حاصل لکھنے کی ضرورت ہے لیکن راہ میں بہت سے کٹھن مرحلے ہیں، ان کو طے کرنا آسان نہیں۔

(ماخوذ خلفائے محدث بریلوی علیہ الرحمہ، ص ۳۰ تا ۵۱ مطبوعہ ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا، اشاعت دوم ۲۰۰۵ء)

خاتمہ

عرب وافریقہ کے خلفا کوعطا کیے گئے اجازت نامہ کے ساتوں نسخوں کا تعارف و متن اور ماہنامہ ''الرضا'' میں شائع شدہ ۵۰؍خلفا کی فہرست کا عکس

اب ہم ذیل میں ''الاجازات المتینۃ ''میں درج ان ساتوں سندوں کے متن کو ترتیب وار ذکر کررہے ہیں کہ جو آپ نے عرب کے علما ومشائخ کوعنایت فرمائیں۔ان سندوں کی تفصیلات ہم ماقبل میں ذکر کر چکے ہیں۔

النسخة الأولى

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله أحد من لا أحد له، وسند من لا سند له، و أفضل الصلاة و أكمل السلام على سيد الكرام، و سند الأنام، منتهى سلاسل الأنبياء العظام، وعلى آله و صحبه رواة علمه و وعاة أدبه و بعد:

فقد تفضل عليّ المحدث الفاضل العالم الكامل السيد النسيب الحسيب الأريب مجمع الفضائل منبع الفواضل مولانا" **السيد الشيخ محمد عبدالحى ابن الشيخ الكبير السيد عبد الكبير الكتانى الحسنى الإدريسى الفاسى**"، محدث الغرب بل محدث العجم و العرب إن شاء الرب، و أنا حل بالبلد الحرام "**لثلث بقين من ذى الحجة سنة ثلث و عشرين بعد الألف و ثلث مائة**"، فأتانى و سمع منى "الحديث المسلسل بالأولية" و هو أول حديث سمعه من هذا العبد الضعيف، كما سمعته

مـن مـولای و مـرشـدی و سیـدی و سـنـدی و کنزی و ذخری لیومی و غدی " **سیـدنـا الشاه آل الرسول الأحمدی** " رضـی الـلـه عنه بالرضی السـرمـدی۔ و هـو أول حدیث سمعته منه عن محدث الهند المشهور فی الـعرب والسند" **مـولانـا الشاه عبد العزیز الدهلوی** " و هو أول حدیث سـمـعه من شیخه و أبیه "**الشـاه ولـی الله الدهلوی**" و هو أول حدیث سـمـعـه منه، و سلسلته مشهورة و فی کتابه "**المسلسلات**" مسطورة .و سـألـنـی إجازته و إجازة جمیع ما أرویه عن مشایخی الکرام سیدنا و مـرشـدنـاالسـابـق ذکـره الـکریم۔وسیدی و والدی و ولی نعمتی ختام المحققین، و إمام المدققین، حامی السنة، ماحی الفتنة، ذی التصانیف البـاهرة، و الحجة القاهرة، و المحجة الزاهرة، "**حضرة المولوی محمد نـقی علی خان القادری البرکاتی البریلوی**" قدس سره القوی المتوفی ۱۲۹۷ھ عـن أبیـه الـکـریم العارف بالله "**سیـدنـا الـمولوی رضا علی خان**" قـدس سـره وشیـخ الـعلماء بالبلد الأمین، الإمام المحدث الفقیه الأمین، سیدنا المولی" **السیدأحمد بن زینی دحلان المکی** " قدس سره الملکی، عن الشیخ" **عثمان الدمیاطی** ".و مولانا الإمام الهمام سراج الله فـی البـلد الحرام "**عبـد الـرحـمـن ابـن المولی عبد الله السراج** " مفتی الـحنیفة بمکة المحیة۔ رحمهما الله تعالی۔ عن المولی "**جمال بن عبد الله بن عمر**" مـفتی الأحـناف .و مـولانـاالسید الصالح "**حسیـن صالح جمل اللیل**" شیـخ الـخـطبـاء و إمـام الشـافـعیة بـالبلدة الحرمیة ۔رحمه الله

تعالى۔ عن المولى عابد السندى.

و مولانا حفيد مرشدى و صاحب سجادته الكريمة، ذى السيادة الجليلة، و السعادة الجميلة، و المقامات العظمية، **"سيدنا الشاه أبى الحسين أحمد النورى"** ۔أدام الله تعالى تنويره بالنور المعنوى والصورى۔ عن **"الشاه على حسين المراد آبادى"**

و عبد الحقير ما كان هنالك ولا أهلا لذلك ۔

وكان على أن آتيه لكن

تقدم و التقدم للكرام

بيد أن المأمور معذور، لا سيما أمر مثل هذا السيد المشهور، مع رجاء أن تشملنا جميعا بركة صاحب الحوض المورود و المقام المحمود بالإتصال إلى حضرته بالطريق المعهود، عليه من الصلوات أفضلها، و من التسليمات أكملها، و من التحيات أجملها، و من البركات أجزلها۔

و ذلك أن السيد من أهل بيت الرسالة و أهل البيت مكرمون دنيا و أخرى بنظر عناية ذى الجلالة، فمن حصلت بينه و بينهم وصلة، يرجى له بفضل الله و نعمة رسوله صلى الله تعالى عليه و سلم كل بركة و نحلة، فلأجل هذا الرجاء الجميل، و إمتثال أمر السيد الجليل، أجزته به و بكل ما تصح لى روايته عن المشايخ الكرام الممدوحين والتمست منه أن لا ينسى من دعائه الصالح هذا العبد الحقير المهين و إخوانه و ذريته و المحبين و أعظم الرجاء بحول ملك الأرض و السماء يوم يلقى جده الكريم، سيد الأنبياء عليه وعليهم أفضل الصلاة والتسليم.

الـلهـم! يا مرسل هذا الحبيب رحمة و نعمة، صل وسلم و بارك عليه عد ة مـالك مـن عـلـم و كلمة و بجاهه عندك أصلح أعمالنا وحقق آمـالنا و خفف أثقالنا و حسّن أحوالنا و آخر دعوانا أن الحمد لله رب العلمين و الصلاة و السلام على سيد المرسلين محمد وّ آله و أصحابه أجمعين۔

قاله بفمه و رقمه بقلمه:

الفقير

أحمد رضا

المحمدى السنى الحنفى القادرى البركاتى

غفر الله له ما مضى من ذنوبه و ما يأتى۔آمين

وكذلك أجزته بجميع مؤلفاتى التى بلغت إلى الآن مائتين و ما عسى أن يقع لى بتوفيق ربى و منها الفتاوى المسماة "بالعطايا النبوية فـى الـفتــاوى الـرضـوية" و هـى إلـى الآن فـى سبـع مـجلدات۔ بحذف الـمكررات و نرجو المزيد من فضل ربنا المجيد . وكذلك أجزته بجملة سـلاسـل الطريقة التى أنا مجاز بها من الطريقة العلية العالية القادرية البركاتية الجديدة و القديمة و القادرية الأهدلية و القادرية المنورية و "الـجشتية الـقـديـمة و الـجشتية الـجـديـدـة و السهـروردية القديمة و السهـروردية الـجـديدة و النقشبندية العلائية۔ نسبة إلى المولى السيد الـكريم أبى العلا الأكبرآبادى۔ والسلسلة البديعية و العلوية المنامية و

صافحته بالمصافحات الأربع: الخضرية و الجنيةوالمعمرية و المنامية.

وكـذلك أجـزت بـجـميع مرويـاتى و مصنفاتى أولاد هذا السيد الـجـليـل و أحـفـاده و عـقبــه مـن يـولد منهم إلى آخر الدهر بشرطـه المعروف عند أهل هذا الأمر ولله الحمد فى كل ورد و صدر وصلى الله تـعـالـى عـلـى شفيع الحشر۔المخصوص بطيب النشر وآله و صحبه و أمته وحزبه۔أمين

و هذه سلسلتى فى الطريقة العلية القادرية البركاتية: الفقير" **أحمد رضا**" عـن الـمولى السيد الشاه "**آل الـرسـول الأحمدى المارهروى**" عن أبى الـفـضـل شـمس الملة و الدين السيد "**آل أحـمد اچهے ميان**" عـن أبيه السيد الشاه "**حمزة**" عن أبيه السيد الشاه "**آل محمد**" عن أبيه صاحب البركات و الدرجات السيد الشاه "**بركة الله**" عن السيد الجليل "**فضل الـلـه الكالفوى**" عـن أبيه "**السيـد أحمد**" عـن أبيه "**السيـد محمد**" عن الشيخ "**جـمـال الأولياء**" الـجهـان آبـادى عـن الـقاضى "**ضيـاء الدين**" الـنيوتنوى عن الشيخ "**مـحـمد بهكارى نظام الدين القارى**" عن السيد "**إبـراهيم الإيرجى**" عـن الشيـخ بهـاء الملة و الدين عن "**السيـد أحمد**" الجيلانى عن "**السيد حسن**" عن "**السيد موسى**" عن "**السيد على**" عن السيد "**محى الدين أبى نصر**" عن السيد القاضى الإمام "**أبى صالح هبة الـلـه**" عـن أبيـه السيـد الإمـام الأجـل أبـى بكر تاج الملة و الدين "**عبد الرزاق**" عـن أبيـه قطب الإرشاد و مرجع الأفراد و إمام الأوتاد و بركة

البلاد و الرحمة على العباد واحب المراد بإذن الجواد غوث الثقلين و غيث الكونين وغياث الدارين و مغيث الملوين سيدنا الإمام أبى **"محمد عبدالقادر الحسنى الحسينى الجيلانى"** القطب الصمدانى والنور الربانى عن **"الإمام أبى سعيد المخزومى"** عن شيخ الإسلام و المسلمين **"أبى الحسن على القرشى"** الأموى الهكارى عن الإمام **"أبى الفرح"** الطرطوسى عن الإمام أبى الفضل **"عبد الواحد"** عن الإمام **"أبى بكر الشبلى"** عن سيد الطائفة العلية **"أبى القاسم جنيد البغدادى"** عن خاله المولى "الإمام السرى السقطى" السنى عن الإمام "المعروف الكرخى"، عن السيد الأجل ابن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم **"الإمام على الرضا"** ابن الإمام موسى الكاظم، ابن الإمام جعفر الصادق، ابن الإمام عالم اهل البيت محمد الباقر، ابن الإمام السجاد زين العابدين، ابن الإمام السعيد الشهيد ريحانة رسول الله صلى الله تعالى عليه و سلم أبى عبد الله الحسين ابن الإمام زوج البتول و أخى الرسول على المرتضى كرم الله وجوههم و رضى عنابهم أحسن الرضى، عن أبيه، عن جده، عن جد أبيه، عن جد جده، عن أبى جد جده عن جد جد جده، عن خاتم النبيين و سيد المرسلين قائد الغر المحجلين وسيلتنا فى الدنيا و الدين، المبعوث رحمة للعلمين سيدنا و مولانا و شفيعنا و حبيبنا و عوننا و معيننا و غوثنا و مغيثنا أبى القاسم، قاسم خزائن الآلاء والمكارم، محمد رسول

رب العالمين، صلى الله تعالى عليه وعلى آله وصحبه وعليهم جميعا و علينا بهم ولهم و فيهم و معهم آمين، اله الحق آمين والحمد لله رب العالمين.۲۷/ ذی الحجة ۱۳۲۳ھ۔

(و قد تقدم ذكر الإجازة بها بالقول لصاحبه الشيخ حسين جمال بن عبد الرحيم۔ عم الله الجميع بحسن الختام و جمال الإيمان والرحم المقيم۔ آمين) .[هذه العبارة المذكورة بين الهلالين لحجة الاسلام العلامة محمد حامد رضا،لا للامام احمد رضا۔ محمد سليم البريلوى]

النسخة الثانية

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله: المسلسل إحسانه المتصل إنعامه، غير منقطع ولا مقطوع فضله وإكرامه ذكره سند من لا سند له و اسمه أحد من لا أحد له و أفضل الصلوات العوالى المنزول و أكمل السلام المتواتر الموصول على أجل مرسل، كشاف كل معضل، العزيز الأعز المعز الحبيب، الفرد فى وصل كل غريب، فضله الحسن مشهور مستفيض، وبالإستناد إليه يعود صحيحا كل مريض، قد جاء جوده المزيد فى متصل الأسانيد، بل كل فضل إليه مسند عنه يروى و إليه يرد، فسموط فضائله العلية مسلسلات بالأولية، وكل در جيد من بحره مستخرج، و كل مدر جود فى سائليه مدرج، فهو المخرج من كل حرج، و هو الجامع وله الجوامع، علمه مرفوع، و حديثه مسموع، و متابعه مشفوع، و الإصر عنه

موضوع، وغيره من الشفاعة قبله ممنوع، فإليه الإسناد فى محشر الصفوف، وأمر الموقف على رأيه موقوف، حوضه المورود لكل وارد مسعود، فيا فوز من هو منه منهل و معلول، فبه كل علة من معلل تزول، حزبه المعتبر، و الشذوذ منه منكر، و طريق الشاذ إلى شواظ سقر، حافظ الأمة من الأمور الدلهمة، الذاب عنا كل تلبيس و تدليس، و الجابر لقلب بائس مضطرب من عذاب بئيس، الحاكم الحجة الشاهد البشير، معجم فى مدحه كل بيان وتقرير، علوه لا يدرك، وما عليه مستدرك، مقبوله يقبل و متروكه يترك، تعدد طرق الضعيف إليه، فمن سننه الصحاح التعطف عليه، فيجبر باعتضاده قلبه الجريح، و يرتقى من ضعفه إلى درجة الصحيح، مدار أسانيد الجود و الإكرام، منتهى سلاسل الأنبياء الكرام صلى الله تعالى عليه و عليهم و سلم، ملأ آفاق السماء و أطراف العالم، و على آله و صحبه و كل صالح من رجاله و حزبه رواة علمه و دعاة شرعه، و وعاة أدبه، و على كل من له وجادة و مناولة من أفضاله الواصلة الدارة المتواصلة، بحسن ضبط محفوظ النظام من دون وهم ولا إيهام، ولا اختلاط بالأعداء اللئام، ما روى خبر وحوى إجازة و غلب حقيقة الكلام مجازه، آمين!

أما بعد.

فاسمع يا سعد! جعلنى الله و إياك و أحبابنا ممن رزق السعد و سبق له من ربه حسن الوعد قبل خلق السماء و صوت الرعد، و نصر

فـی الـدیـن أوفـر مـن عـدـة کل ذی وفرة و ذات جعد، و خذل عدای و عـداك مـن عـدا منه و من لم یعد، و هو یرید العدوان من بعد، یا حسنة الزمان و برکاة الآوان! یا طیب الوجود و طیب الجود! من وجهه انضر من روض مجود، و فیضه أجود من جود یجود، یا مجید المجید الجید الـجـائـد، مـردی الأمـارد و مجدی الأماجد، یا صالح الأفعال و صدیق الأقوال! یا أبا الأفضال و ابن الکمال!

ألا یـا سامعین! هل عرفتم الإسم؟ و إن لم تعرفوا فهذا نظم، خذوا منه رؤس الشطور، تنبئ باسم مبین النور.

صـلـحـت قـلـوب العارفین فأصلحت

أعـضـاء هـم فـی طـاعة الـمفضـال

لا غـرو ان بـحسـن أحـوال الـملك

حسـنـا لـملك الـملك فـی الأحـوال!

کـم عـالـم فـی عـالـم الـدنیـا بـدا

مـا عـلـمـه إلا شـقـا شـق قـال

الـعـلـم قـل و بـعـد فیـه تـکثـر

لـکـن عـلیك بـصـالـح لـکمـال

یـا أهـل مـکة و البـلـدـة الـمبـارکة! ألـم تـعـلموا من هذاالذی سمیت، و هـذاالـخـطـاب لـمـن نـمیـت، ألیـس إمامکم والقائد أمامکم، علم العلماء الأعـلام،الـمشتهـر کـالـرکـن بـالبلد الحرام، ألیس هذاالأبیض أقدم و

أسـود، و مستـلـم اليـد كـالـركـن الأسـود، سيد مسود جيد مجود،ألا! فـاعـرفـوا الـحـق مـن الأبـاطيل، و ميزوا الصدق من الخزعبيل، فرب أحمق سفيه يقال له فقيه ففيه ما فيه، و رب شعب أو شعيب من شعاب الـضـلال يـدعـى جبـل الـفـضائل و الأفضال،هذا و حب حبى قد حبى قـلبـى، قبـل أن الـقـاه و أحيى محايه، لفضل طار إلى الهند رياه، فلما تـواجهـنـا توافقنا و تصادقنا بل تعاشقنا، فإن الأرواح جنود مجندة، فـمـا تـعارف منها ائتلف، بل صار كنفس واحدة، و هو الذى نصرنى و وقـانى قبل أن يلقانى و بغيب رعانى و بعد ما رآنى، و ذلك لأنه محب السنن و ناصر أربابها، و ذابّ الفتن وكاسر أصحابها، فجزاه الله عنى و عن الدين كل خير و حمى حماه عن كل ضر و ضير و لقاه سرورا، و وقاه شرورا آمين يا من كان عزيزا غفورا!.

و لـقـد طـال بـنـا الـمـجـالس وحصل بها أنس آنس فتذاكرنا الـعـلـوم و تحاورنا الفهوم فرأت الأعيان ووعت الآذان فوق ما كان فى تـصور الأذهان، فما زاد أحد منا طول الجلوس، الا لوعة فى القلوب و شوقا فى النفوس و أنشدنى لسانى ما أنشأه جنانى.

فيـا ليتهـا طـالـت و لـكن مضى قضا
بــأن مــدى وصـل الـحبيـب قـصيـر
و كيف و ذا نــجـل الـكمـال وإنـنـى
أخـوا النقص حظى فى الكمال يسير

و أرجـو لـقــا دار الهـنــاء وكـأن قد

قـد أسـعـد بـختــى هــاتفـاً سيصيـر

فيـا مـن مـنّ مـن منّه علينا بهذااللقيا! كلما روينا ظمينا فزدنا السـقيـا، و اجمع بيننا يا قريب المجيب! على حوض الحبيب و فى دار التقريب صلى الله تعالى عليه و سلم و على اله وصحبه و بارك و كرّم.

سبـحــان الـله! مالى غبت غبّا أن خاطبت و لذة الخطاب بغية الأحبـاب! نـعـم فيـا عـالـم الـعـلام! يـا علامة! يا من علمه علم غنى عن عـلامة! فـعلام تطلب علام علامة، رفعك الله كم تتواضع و هذا مسكك فـائـحـا يتـضوع، أ مثلى يوازيك..؟ بل هل يدانيك، فتسأل منه إجازة الـحـديـث و سـائر مروياتى و محوياتى من قديم وحديث؟ نعم فهمت الأمر أن إسمى رضا وصرت عينى فأنت عين الرضا:

و عيـن الـرضــا عـن كـل عيب كليلة

فتـحـســب مثـلــى صــالـحــا لكمـال

و مــا بــى صـلاح لـلـكـمـال كمـالهـا

كـمــا لاقـذى فــى صــالـح بـن كمـال

و لـطـالـمـا مـا سـوفـت و فـى "نعم" و"بلى" إياما صرفت، لعلمى بقصر ذراعـى، و قـصـوربـاعـى، و لـحيائى من فضلك أن أعد مجيزا لفاضل مثـلك، و لـكـن كـلما تلعثمت طال تقاضاك، و مالى بد من طلب رضـاك، فـالـحـقير مأمور، والمأمور معذور ،والعذر مقبول عند الصدور، فهاك على بركة الله و بركة رسوله.

[وكتب لحضرة مولانا السيد إسمعيل وأخيه الجميل مصطفى خليل]

(يـا سـلالة نسـل إسـمـعيـل! يـا خليل الجليل! يا ابن الخليل! عـليهـمـا الصلاة و السلام بـالتبجيل، يا محمود فعال تجل عن شكرى، وطـلـعة أسـمـاء لها اسمى إسماء عيل بها صبرى! يا منشى خطب منابر الهمم! بل حافظ كتب حرم الكرم!

ألا يـا سـامعيـن هـل عـرفتم الأسم؟ و إن لم تعرفوا فهذانظم خذوا منه رؤس الشطور تنبء باسم مبين النور.

الـلـــه أرسـل لـلـخـلال خـليـلا

ســد الـخـلال ولـم يـخـل خـليـلا

مـنـحـت بـنـوه خـلال خيـر طبـقة

عـــن طبـــقة و تــعــم جيــلا جيــلا

يــا عـز بيـت جــاء فيــه الـمصطفى

لـلـمـصـطـفـى الـعــز الـجـليل أنيلا

خـلـت القرون و ما خلا ذا البيت من

لــطف الإلــه و لــن يــرى تـحـويـلا

يـمـنّ الـخـليـل مـع الـحـبيـب توافقـا

ليـــديـــمـــه الـــرب الـجـلـيـل جـلـيـلا

ألا! وهـو الـذى شد عضدى، و مد مددى، و نصر و ما قصّر، و رد الـفسـاد و سـد فساد، و بدّ العدٰى وكل من عداء، و رد عليهم فارتدوا

بردی إذ نابذوا الهدی، ونبذوا التقی و نهضوا بالهدی، فهوی من غوی فی هوة الهوان بما قد حوی، و أتی ما أتی علی من عتا و غشا و عصی، و أراد تنقیص شأن المصطفی، صلی الله تعالی علی مصطفاه، و آله و صحبه و من والاه، و الحمد لله قدر رضاه، و لئِن أحببته فالإنسان عبد الإحسان، وقد فاز فحاز حسن الخلق و الخلق، و هما ما هما فی جلب قلب الخلق، و لکن لا أدری بم أحبنی، و من عنده ذنّبنی و ذبنی ما فی شئ یوجب ودا أو یجلب نظرا أو یسلب ردا، و قد اعتللت من غرة السنة إلی شهر تام، فاهتم لی کل الإهتمام، ما مر یوم إلا و أتانی، مع بعد منزله من مکانی، و لما خف المرض و تأهب للرحیل ما قد عرض، مر نهاران ما اتفق الإتیان، فاشتقت إلیه اشتیاق.

الظمآن لماء بارد فی یوم صائف

فکتبت إلیه لکیما یساعف

هذان یومان ما فزنا بطلعتکم

و لو قدرنا جعلنا رأسنا قد ما

قالوا لقاء خلیل للعلیل شفاء

ألا تحبون أن تبروا لنا سقما

عود تمونا طلوع الشمس کل ضحی

و هل سمعتم کریما یقطع الکرما

فعاد و عاد و جاد و أجاد، حفظه الجواد فی کل خلوة و ناد، و

لعمری! ما دریت من أمری ما یوجب هذاالإکرام و الإحسان التام منه و
من أبیه النبیه الشریف الوجیه السید الجلیل سیدنا و مولانا آفندی
خلیل. أدامه الله تعالی بالتبجیل. فمع عدم تعارف سابق، و لا فضل
فی یلائم و یوافق، قام لی قیام أب رحیم، وکیف لا و اسمه خلیل و هو
من آل الخلیل إبراهیم، و ما معنی إبراهیم إلا الأب الرحیم، ثم من آل
من هو بالمؤمنین رؤف رحیم. علیه وعلی الخلیل و آلهما أفضل
الصلاة و أکمل التسلیم. فلا أقسم برب أکرم هذاالبیت الکریم! و إنه
لقسم لو تعلمون عظیم، إنی آنست فیهما بوارق تبرق و شوارق تشرق
من المعات أشعة شمس تجلت بعبق من أفق شفق، إنك تحمل الکل و
تکسب المعدوم، و تعین علی نوائب الحق جزاهما الله عنی و عن
السنة کل خیر وفضل و نعمة و منة، و وقاهما ما یکرهان فی کل حین
وکل آن، اسمع و استجب یارحمن! آمین، آمین یاحنان! لوجهك
الحمد و علیك التکلان.

ما لی غبت غبا ما خاطبت و لذة الخطاب بغیة الأحباب، نعم
فیاحبی و حبیبی! و طبی و طبیبی! ولبی و لبیبی! قرة عینی! و درة
زینی! و تاج رأسی! و بهجة نفسی! سألتنی أنت و أخوك النجیب
الحسیب النسیب اللبیب الأریب، أخو الوفا والصدق والصفاء السید
مصطفی. أعطاه الله من العلم والمنی و الغنا فوق ما نتمنی. إجازة
الحدیث و سائر مرویاتی من قدیم و حدیث، وما أنا إلا أذل الخلیقة،

بـل لا شـی فـی الـحـقیقة، ولکن الکرام حسان الظنون، و بحسن الظن یـعرف الصالحون، و أمرکما علی الرأس والعین لا أجد وجها للخلاف ولا یدین، فهاکما علی برکة الله و برکة رسوله .... الخ.)

(و أرسـلـه عـلـی یـد بـعـض الأصـدقاء لما توجه إلی الحجه ١٧شوال ١٣٢٦ھ ألف و ثـلـث مـائة و سـت عشـرین وجاء الوصول علی حسب الـمـأمـول و الـحـمد لله رب العلمین.)[هذه العبارة التی قد ابتدأت من "وارسـلـه" واختتـمـت عـلـیٰ "رب العالمین" هی لحجة الاسلام العلامة محمد حامد رضا خاں لاللامام احمد رضا خاں قدس سره۔محمد سلیم البریلوی]

[وکتب لحضرة السید مأمون البری المدنی هکذا:]

(یـا مـأمـون السـریـرة، مـضـون السیرة، غرس دوح الشرف والسیـادة، عـرف روح الظرف والسعادة، العالم الأجل، الکامل الأبجل، مـورد الـفـضـل السـنـی، و الـفـیـض الهنی، و القلب الغنی حضرة سیدی السیـد مـأمون البری المدنی جعلك الله مأ من الدین مأمون الیقین، أمان الـطـالبیـن! سألتنی بحسن ظنك بل لطیف منّك، إجازة الحدیث وسائر مـرویـاتـی مـن قـدیم و حدیث وما أنا فی عیر العلم ولا نفیر الفنون لکن الکرام حسان الظنون فهاك علی برکة الله تعالی و برکة رسوله.)

(و أرسله علیٰ ید بعض العلماء من أهل بنجاب حین توجه إلی لثم تلك الأعتـاب، لـلیـال خـلـون مـن شـوال السـنة الـمذکورة فـإن وصل و

الاسیرسل المطبوعة المنظورة)[هذه العبارة المذکورة بین الهلالین ایضا لحجة الاسلام لالامام احمد رضا۔محمد سلیم البریلوی].

[وکتب لعلماء عشرة کرام بررة من مکة المطهرة]

﴿(١)مولانا السید أبی حسین المرزوقی أمین الفتوی و مکین التقوی. (٢)وحسنة الزمان مولانا الشیخ أسعد الدهان(٣)و أخیه النبیه الشیخ عبد الرحمن(٤) و الفاضل العلامة حضرة الشیخ عابد بن حسین مفتی المالکیة(٥)و أخیه مولانا الشیخ علی بن حسین ذی القریحة الزکیة(٦) و ابن أخیهما الشیخ جمال بن محمد الأمیر(٧) و مولانا الشیخ عبد الله ابن الجهبذ الکبیرو العلم الشهیر أبی الخیر الکثیر(٨) و السید الجلیل المزدان مولانا الشیخ عبدالله دحلان(٩) و الشیخ المنیع مولانا بکر رفیع .(١٠) و مولانا الشیخ حسن العجیمی۔حفهم الله جمیعا بلطفه السمی۔ ما سیأتی فی النسخة الرابعة من الأوصاف الرائعة مع أسمائهم الجمیلة الجلیلة النصاب بید أن الکلام ههنا محول من الغیبة إلی الخطاب.﴾

[وکتب لفلذة کبد المدینة المنورة]

﴿مولانا السید محمد سعید شیخ الدلائل من العترة الطاهرة﴾

(أیضامثل ما یجی مع اسمه المضی)

[وکتب لذی الفضل السنی مولانا الشیخ عمر المحرسی المدنی]

﴿أیها الفاضل الکامل! حسن الشمائل، غصن دوح الفضائل، الطیب

الـزكـى الفطن، مولانا الشيخ عمر بن حمدان المحرسى المالكى، حرسه مالكه بالفيض الملكى.﴾

(و يـرسـل إن شـاء الـعـلـى الأكبر بهؤلاء العلماء الإثنى عشر بعد الطبع لعموم النفع)[هٰذه العبارة ايضا لحجة الاسلام۔محمد سليم البريلوى] [والكتابة الجديدة فى تاريخ ١٣٢٦ھ و اٰخر كلّ]

سـألتـنـى إجازة الـحـديـث و سـائـر مـرويـاتـى من القديم و الـحديث، و ما أنا أهلا لذلك و لا من فرسان تلك المعارك، ولكن حسن ظـن مـنك، و حسـن الـظـن أحسن المسالك، و به يدرك أعلى المدارك، فهاك....

[ثـم اتـفقت العبارات" عـلـى بـركة الـله و بركة رسوله و أحمد رضاه و كمال قبوله"].

أولا: إجازة جـميـع مـا قـرأتـه أو جـنسته على أساتذتى و بهذاالوجه الأعلى صحت لى عنهم روايتى۔

(١)مـن الـقـراٰن الـعـظيم (٢) و أحاديث النبى الكريم عليه وعلى آله أفـضل الصلاة و التسليم۔ وكتب الحديث من صحاح و سنن و مسانيد و جـوامـع و معاجم و أجزاء (٣) وكتب أصوله على مسلك المحدثين و طـريـقة أئـمتـنـا الـمـحققين الأجلاء الغراء البيضاء(٤) والفقه الحنفى الـوفـى الـصـافـى الصفى، المنتهى سنده إلى إمام الأئمة،كاشف الغمة، سـراج الأمة، مالك الأزمة، شافعى وشافع مقلديه بنص أحمد من عرفاء

الـلـه و واجـديـه، مـن أصـله ثابت، و فرعه نابت، فضله ثابت، سيدنا
الإمـام الأعـظـم أبـى حـنيـفة الـنـعـمـان بن ثابت، عن الإمام حماد بن
سـليـمـان عـن الإمـام إبراهيم النخعى أوحد الزمان، عن بحرى العلوم
والـمـكرمة، سيدينا أسود و علقمة ،عن كنيف ملئٍ علما، و عد من أهل
بيت الرسالة العظمى، من رضى رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم
لأمته ما رضى، وكره لأمته ما كره لها هذاالرضى، و هو سيدنا عبد الله
بـن مسعود رضى عنه وعنهم الكريم الودود، عن سيد المرسلين شارع
الشرع المبين مفيض الأحكام على أئمة الدين، بما ناسبهم و من لهم من
الـمـقـلـديـن. صـلى الله تعالى عليه و عليهم أجمعين. عن أمين الوحى
جبـريل. عليه الصلاة بالتبجيل. عن الملك الجليل العزيز الجميل. جل
جلاله و عم نواله.وكتب الفقه من كل مذهب.

(٥) أصـول الـفقه (٦)و الجدل المهذب (٧) و التفسير (٨)و العقائد
(٩) و الـكـلام الـمـحـدث،لـلـرد والتـقـريـع (١٠) والـنـحـو(١١)
والــصــرف(١٢) و الـمـعـانـى(١٣) والبيـان (١٤) والبـديـع (١٥)
والـمـنـطـق (١٦) و الـمـنــاظــرـة (١٧) و الـفـلسفة المدلسة(١٨) و
التكسير(١٩) الهيئة(٢٠) و الحساب(٢١)و الهندسة.

فهـذه أحـد وعشـرون علما أخذت جلها بل كلها عن إمام العلماء خاتمة
الـمـحـقـقيـن سيـدنا الوالد. قدس سره الماجد. وسائر المشايخ الذين
شرفونى بنعمة الإجازةفنعم المجيزون و لنعمت الإجازة.

وثـانيا: إجـازـة مـا لـى إجـازتـه مـن الـجهابذة، مما لم أقرأ أصلا على الأسـاتذة، لكن قريحتى فيه لائذة، لكون ما تعلمت مغنيا عن تعلمه، أو بـجرى العادة مغنيا فى تفهمه ،حتى التصوف، أعنى قدر ما إليه سبيل التـعرف بالتعلم الظاهر، أو إمعان النظر و حسن التدبر و إنعام الفكر، و إلا فـمـعـنـاه طـور وراء الـعـقول، لا طريق إليه قبل الوصول، رزقنا الـمـولى حظا و افرا منه بجاه الرسول عليه وعلى اله الصلاة و السلام المقبول آمين.

وتـلك الـعـلوم عشرة كاملة، (١) القراءة (٢) و التجويد (٣) و التـصـوف (٤) والسـلـوك (٥) و الأخـلاق (٦) و اسماء الرجال (٧) و السير (٨) و التواريخ (٩) و اللغة (١٠) و الأدب بفنونه على الإطلاق.

فـأجـزتـكـم بـقسمى هذه العلوم الجلائل بما فيها من المتون و الشـروح و الحواشى و الرسائل للعلماء المتقدمين و المتأخرين من كل ما أرويه من مشايخى الأكر مين كحضرة مولائى و مرشدى و سيدى و سـنـدى و كـنـزى و ذخـرى ليـومـى وغـدى مـجـمع الطريقين و مرجع الـفريقين من العلماء و العرفاء الأطاهر، ملحق الأصاغر بالأكابر سيدنا الشـاه آل الـرسـول الأحـمدى رضى الله تعالى عنه بالرضى السرمدى عـن شيـوخ أجلاء منهم الشاه عبد العزيز الدهلوى عن أبيه الشاه ولى الله المحدث المكثر القوى .وكـحضرة أبى و رحمة ربى وولى نعمتى و مـالك رقـى ورقبتـى ختـام الـمـحققين و أمام المدققين، حامى السنن،

مـاحـى الـفتـن ذى التـصـانيف البـاهـرـة، و الحجة القاهرة، و المحجة الـظاهرة، سيـدنـا الـمولـوى مـحـمد نقى على خان القادرى البركاتى البـريلوى قدس سره القوى عن أبيه الكريم العارف بالله ذى الفضائل و الـجـاه سيدنا المولوى محمد رضا على خان قدس الله سره و مثواه عـن الـمـولـى خـليـل الـرحـمـن الـمحمدآبادى،عن الفاضل محمد أعلم السـنـديـلـى عـن مـلك العلماء بحر العلوم أبى العياش محمد عبد العلى اللكنوى۔

و كشيـخ الـعـلماء بالبلد الأمين، الإمام المحدث الفقيه الرزين، الـمـولـى السيـد أحـمـد بن زينى دحلان المكى۔قدس سره الملكى۔ عن الشيخ عثمان الدمياطى وغيره من الفائقين المعاطى.

وكـالـمولى الأجل الفقيه الأبجل، درة التاج و بدر الداج، مفتى الـحـنيفة بمكة المحمية، سيدنا الشيخ عبدالرحمن السراج، ابن المفتى الأجل عبد الله السراج الوهاج ،عن جميل الإتصاف بجمال الأوصاف، مولانا جمال بن عبد الله بن عمر المكى مفتى الأحناف.

وكـالشيـخ المبارك الصالح السيد حسين بن صالح جمل الليل المكى كلاهما،عن الشيخ المحدث الرحلة عابد السندى المدنى.

و كـحفيد مرشدى و صاحب سجادته، و وارث علمه و سيادته و سـعـادتـه، السيد الشاه أبى الحسين أحمد النورى نورنا الله بنوره المعنوى والصورى، وغيرهم رحم الله الجميع كل مساء وسطيع، آمين!

وثالثا: إجازة جميع علوم ما أخذتها من أحد أفاد، لا قراء ة و لاسماعا و لا مذاكرة بها تستفاد، ولا كان فيما قرأت غنى عنها أولها إعداد، ولا جرت العادة أصلا فى الأقران و الأنداد، أن يحصلوا هذه العلوم من دون تعليم ولا إرشاد، و إنما تفضل القدير، على هذاالعاجز الفقير، أن حللتها بمحض نظرى فى كتبها، و أعمال فكرى من دون إستناد ما إلى أحد غيرى فكأنى أبو عذرتها، و أول داخل فى حجرتها، و هذه أربعة عشر علما:

(١) الإرثماطيقى (٢) و الجبر(٣) و المقابلة(٤) و الحساب الستينى (٥)و اللوغارثمات (٦)و علم التوقيت (٧)و المناظر(٨) و المرايا (٩) و علم الاكر(١٠) و الزيجات (١١) و المثلث الكروى (١٢) و المثلث المسطح (١٣) والهية الجديدة و المربعات (١٤) و نبذ من علمى الجفر و الزائرجة، مما للذهن إليه سبيل و لو بالمعالجة، فإن ما أبرز من الصدور إلى السطور ولو بأوجز إيجاز أو أغمض الغاز، يمكن كشفه و لو بالتدبر و إمعان التفكر.

أما مالم يذكر أصلا و أبقى فى الصدر ولم يؤم إليه فى ورد و لا صدر، فكيف ينبش ما فى القبور، و هل من سبيل إلى ذات الصدور؟ و لقد صدقوا أن صدور الأحرار قبور الأسرار، جعلنا الله منهم بالحبيب المختار عليه الصلاة و السلام الدائم المدرار. فإلى ههنا جائت العلوم خمسة و أربعين، سبحٰنك لا علم لنا إلا ما علمتنا إنك

أنت العليم الحكيم المبين المعين.

ولـی فـی کـلهـا أو جلها تـحریرات و تعلیقات من زمن طلب إلی هـذاالـحیـن فـإنـی قـلـمـا قـریت کتابة أو طالعت وکان فی ملکی حین طـالـعـت، الا ولـی عـلیـه بـعـض الـحـواشی، إما بالإعتراض أو برفع الـغـواشـی، و أکثـر ذلك عـلـی "مسـلـم الثبـوت" فـی أصـول الـحنفی، والـنـصف الأول مـن "صحیح البخاری "وعلی "صحیح مسلم" و "جامع التـرمـذی" و"شـرح الـرسـالة القطبیة" للسید الزاهد الهروی، وحاشیة عـلـی الأمـور العامة من "شرح المواقف" للجرجانی و"الشمس البازغة" للجونفوری وکل ذلك زمن طلبی حین مطالعتها لأجل سبقی.

وعـلـی" التیسیـر شـرح الـجـامـع الـصـغیر" للمنـاوی، وشرح "مـلـخص الهیأة" لـلـجـغـمیـنـی، و "التصریح " شرح "تشریح الأفلاك" لـلـعـامـلـی، و ثـلـث مـقـالات من "تحریر أقلیدس" للطوسی، و "الزیج الأبـجـد" و "ردالمختار" للعلامة الشامی، و آخر الکل أکثر الکل، أرجو أن لـو جردت تعلیقاتی من هوامشه بلغت مجلدین أو أکثر، مع أن فیها مـا هـی إیـمائات و حوالات علی أسفاری، أو علی فتاوی، و تحریراتی الأُخـر،بیـد إنـی مـنذ عرفت الدرس وعد اسمی فی المحصلین وو ذلك لـمـنتـصف شـعبـان (١٢٨٦ھ) الف و مائتین وست وثمانین و أنا إذ ذاك ابـن ثـلـثة عشر عاما و عشرة أشهر و خمسة أیام و فی هذاالتاریخ فرضت علی الصلاة و توجهت إلی الأحکام و من حسن الفال بحمد ذی

الـجـلال أن كـلـمة التــاريـخ غـفـور(١٢٨٦ھ) وبــالـزبـر و البينـات "تـعـويـذ"(١٢٨٦ھ) فأرجوا الغفور أن يغفر لى و يقينى كل مكروه و يـعيـذ كما أن تاريخ ولادتى "المختار"(١٢٧٢ھ) فلعل الكريم يتقبل و يـختـار، و ذلك أن ولادتـى يـوم السبـت وقت الظهر عاشر شوال سنة اثـنتيـن و سبـعيـن بـعـد الألف والـمــائتيـن مـن هـجرة سيد الثقلين ووسيـلتـنـا فـى الـداريـن عـليه وعلى آله الصلاة و السلام إلى تعاقب الـمـلـويـن، و كـان الـطـالع بحساب صور الكواكب الزهرفيما حاسبت مـنـزل "غـفـر" فـلـعـل الـغـفـور عـفـا وغـفر و الفال الحسن فى الشرع مـعتبـر،فـمـذ ذاك تـركـت الـفلسفة ،لأنى لم أر فيها إلا زخرفة و رأيت ظـلمتها تأتى بالرين، و تجلب الشين، و تسلب الزين، فخفت منها على الـدين خوف الدين المقل من ثقل الدين و اشتغالى بالهيأة و الهندسة، و الـزيج و اللوغارثمات ،و فنون الرياضى، ليس ليكون فيه ارتياضى، بل إنما التوجه ترويحا للقلب على جهة التفكة .نعم! ربما أقصدها لعلم التوقيت و تحديد الأوقات، نفعا للمسلمين فى الصوم و الصلوات.

أمـا فـنـونى التى أنا بها و لها و رزقت بحبها شغفا دونها، فأحد ثلثة و لنعمت الثلثلة، أول الكل و أولى الكل و أعلى الكل و أغلى الكل، حماية جـانـب سيـد الـمـرسـليـن صـلـوات الـله تعالى و سلامه عليه و عليهم أجـمـعيـن، مـن إطـالة لسـان كـل وهـابـى مهين بكلام مهين، و هذاهو حسبى أن تقبل ربى، هذاهو ظنى برحمة ربى، و قد قال: "أنا عند ظن

عبدی بی "ثـم نـکاية بقية المبتدعين ممن يدعی الدين، و ما هو إلا من الـمفسدين، ثم الإفتاء بقدر الطاقة علی المذهب الحنفی المتين المبين، فهـذه مـوئـلـی، وعـليهـا مـعولی، وما أبرد علی صدری أن أکون لها و تکون لی، و حسبنا الله و نعم الوکيل، نعم المولی و نعم الولی.

ويـدخـل فـی عـداد هـذه الـعـلـوم الأربعة عشرة التی حصلت للفقير بمجرد الفکر، خمسة علوم أخر، و هی (١) علم الفرائض (٢) و الـحسـاب (٣) والهيأة(٤) و الهندسة (٥) و التکسير، فإنی ما تعلمت مـنهـا عـلـی الأستـاذ الـکـريـم، إلا مـا هو شی يسير فعلمنی فی صبای حـصص الفرائض و طريق التقسيم ،لا فی الکتاب بل فی ساعة واحدة بـلســانــه الـکـريـم و مـن "الـحســاب" أربـع قواعد فحسب "الجمع" و "التـفـريـق" و "الـضـرب" و "التـقسيـم" و ذلك أيـضـا لـلحاجة إليها فی الفرائض التی هی نصف علوم الدين العظيم، و من "الهيأة" عدة أوراق إلی دائرة الإرتفاع من "شرح ملخص الهياة" للجغمينی ومن "الهندسة" الشـکـل الأول مـن تـحرير أقليدس للنصير الطوسی.ولا أدری ما رای مـنی سيدی الوالد قدس الواجد سره الماجد، حتی قال لی حين قرأت عـليـه الشـکل الأول: لا حاجة لك إلی إطالة العمل ستحل کله بفکرك و ذهـنك فاشغل بالك بعلوم دينك" وقـد شاهدت برکة مقاله الکريم رأی الـعيـن، و الـحـمـد لـله تبارك شأنه فی الملوين، رفع الله فی الجنان و درجاته و لا أخلانا من برکاته.

و مـن "التـكسيـر" بـعض طرق المثلث و المربع ثم الفقير بفتح الـقـديـر غاص فيما أجمع و علم الأصحاب دقائقها و حقائقها على قدر التيسير، و أقرأهم كتبها بالتنقيح و التنقير، فكأنها تسعة عشر علما ما علمنيهاإلا فيض السماء.

وكـذلك إنشـاء الـنـظـم و الـنثر فى العربية و الفارسية و الهندية و كلا الـخـطيـن "النسخ" و "النستعليق" ما علمنى الأستاذ إلا الصور الحرفية ،و كـذلك تـلاوـة الـكتـاب الـمجيد، بما يسرّ المولى سبحنه و تعالى من التـجـويـد، لـم أتـعـلـم التسعة من معلم فكانت ثمانية وعشرين فنا من محض فيض الملهم.

و حـاشـا لـله! ما قلته فخر وتمدحا بل تحدثا بنعمة الكريم المنعم ،و لا أقـول: إنـى ماهر مجيد فيها أو فى غيرها، فما أحويها و إنما القصارى أدنـى مشاركة، نسـأل الـلـه أن يـجـعـلها مباركة، و أنا أعلم أنى لأقل الـطـلبة فـى كـل شى على غلبة ،و لكن المولى سبحنه وتعالى يرفع من يشـاء و يـضـع مـن يشـاء، ويـمـنـح مـن يشاء و يمنع من يشاء، لا معقب لحكمه، و لا راد لفضله و نعمه، إن الله يفعل ما يريد، و الحمد لله العلى المجيد.

و رابعا: إجـازة جميع مؤلفاتى التى نافت المائتين ، و عسى أن يقع لى بتـوفيـق ربى إلى حين الحين، منها فتاوى الملقبة ب "العطايا النبوية فـى الفتاوى الرضوية "وهى الآن مع حذف المكررات فى سبع مجلدات

و أرجـو الـمـزيـد، مـن فـضل ربنا المجيد.وكـذلك أجزت بهذه الأربع أولادكـم و إخـوانـكـم و أحفادكم و من أحببتم له بشرط المعلوم، عند أئمة هذه العلوم۔

وخامسا: أجـزتكم بجميع سلاسل الطريقة الأنيقة التى أنا مجاز بها و مـأذون فيهـا بـالإستـخـلاف لإرشـاد الـخـليفة للخليقة و هى الطريقة العلية العالية: "القادرية البركاتية الجديدة" و القادرية الأبائية القديمة و الـقـادرية الأهـدلية، و"الـقـادرية الرزاقية ، و"القادرية المنورية" ، و "الـجشتية الـنـظامية العتيقة ، و "الـجشتية الـمـحبـوبية الجديدة" ،و السهـروردية الـواحـدية،و السهـروردية الفضلية" ، و "الـنـقشبـندية الـعـلائية الـصديقية" ، و النقشبندية العلائية العلوية"نسبة إلى السيد الـكـريم الهادى المولى أبى العلا الأكبر آبادى ، و السلسلة البديعية، و العلوية المنامية۔

و هـذه أقـرب سـلاسـلى فى البيعة إلى النبى الأكرم صلى الله تـعـالـى عـليـه وعلى آله و صحبه و سلم فإنى بايعت على يد شيخى و مـرشـدى السيـد آل الـرسـول الأحمدى بايع علىٰ يد الشاه عبدالعزيز الـدهلوى فى هذه السلسلة وحدها لنرتوى نحن من منهل قربها الروى، بـايـع فى رؤياه الصالحة على يد أمير المؤمنين و مولى المسلمين على الـمـرتضى كرم الله وجهه الأسنى، بايع على يد من يده يد الله و بيعته بيعة الله سيدنا و مولانا محمد رسول الله صلى الله تعالى عيله و على

اله و صحبه و أهله و حزبه و بارك و سلم و شرف و كرم

سند ثلاثی

فهذا۔والحمدلله۔ سند ثلاثی من العبد الذلیل إلی المولی الجلیل علیه أفضل الصلاة و السلام بالتبجیل، کأعلی سند فی" صحیح البخاری" ویقع لکم یا حبیبنا الشیخ! رباعیا، کأعلی سند فی "صحیح مسلم" ۔علیهما رحمة الباری۔ وللشیخ عبدالعزیز فی شرح رؤیاه هذه رسالة لطیفة و کراسة منیفة، و الحمد لله علی آلائه الشریفة، و نعمائه اللطیفة.

وسادسا: إجازة جمیع ما أجازنی به مشایخی الکرام ببرکاتهم السنیة من (۱)خواص القران العظیم(۲) و الأسماء الإلهیة (۳) و دلائل الخیرات (٤) و الحصن الحصین (٥) والقصر المتین(٦) والأسماء الأربعینیة (۷) و حزب البحر (۸) و حزب البر(۹) و حزب النصر(۱۰) و سائر أحزاب الحضرة الشاذلیة (۱۱) و حرز مائة ألف و أربعة من الأولیاء (۱۲) وحرز الأمیرین(۱۳) و الحرز الیمانی (١٤) و الدعاء المغنی (١٥)و الدعاء الحیدری (١٦)و الدعاء العزرائیلی(۱۷) و الدعاء السریانی(۱۸) و القصیدة الخمریة الملقبة بالغوثیة (۱۹) والصلواة الغوثیة المدعوة بصلوة الأسرار المجربة لنجاح الحاجات بإذن الغفار(۲۰)و قصیدة البردة (۲۱) دعاء بشمخ (۲۲) و تکبیر عاشقان (۲۳) و نیم تکبیر(٢٤) و إرسال الهواتف .و

أشيـاء كثيـرـة مـن هذاالجنس عسى أن لا تدخل تحت وصف واصف، بشـرط أن لا يـدعـى بها لقطيعة رحم ولا لمآثم، و لا على سنى صحيح الـعـقيـدـة و إن ظلم ،كما هو ـبحمد الله تعالى ـ دأب هذاالحقير، و دأب مشـايـخـى بـجـميـل الهمم، فإنا إذا ظلمنا و اٰذانا أحد من إخواننا أهل السـنة لا نـأخـذ السيف قـط بـأيـديـنا، وإنما نجتزى بالجنة ثم نشهد ـبحمد الله تعالى ـ أن المولى قد كفانا كل شئ بجميل المنة، و معلوم أن هـذه السيوف أشد و أحد من صوارم الحديد، فمن قتل بهذه كمن قتل بتلك، و إن لم يقتص منه فى الشرع المجيد، لحكمه بالظاهر، وثمه يوم تبـلـى فيـه السرائر، بل الصبر على كل حال جميل، وحسبنا الله و نعم الـوكيـل، و مـا ينتظر الصابرون فى الدنيا إلا فرجا له اقتراب، ولا فى الأخرة إلا أجرا بغيرحساب.

وسـابـعا: إجازة جـميـع الأذكـار و الأشـغـال و الأوفـاق و الأعمال ما وصـلـنـى مـن مشـايـخـى و أسيـادى ومـا استـخـرجـت منها بفكرى و اجتهادى فوجدتها ـبحمد الله ـ حسب مرادى وفوق مرادى.

هـذا، و قـد سـمـعتم منى الحديث المسلسل بالأولية،وها أنا أصافحكم بـالـمـصـافـحـات الأربـعة، الـخضرية، و الجنية، و المعمرية، و منامية المتصلات منى إلى حضرة الرسالة، والخليفة الأعظم لذى الجلالة جل جـلاله وصلى الله تعالى عليه و سلم و على آله و صحبه و بارك وسلم امين يا أرحم الراحمين.

هـذا، و رجـائـی مـنـكم أن لا تنسوا هذاالعاجز الفقير المحتاج الـحـقير، ذا القلب الكسير، و الذنب الكثير، وذريته و إخوانه و محبيه و خـلانه من دعواتكم الصالحة المتوافرة، بالعفو و العافية فی الدين و الـدنيـا و الآخرة، و تمام العافية، و دوام العافية، والشكر على العافية، و أن تـكـون رحـمتـه لـنـا كافية، ولأسقامنا الظاهرة والباطنة شافية، ولأعـدائنا عنا دافعة نافية، بجاه من لم يخف عنه خافية، ـعليه وعلى آلـه الـصـلـوات الصافية و التسليمات الكثيرة الوافية ـ و أن ينصرنا و يـعيـنـنا و يكرمنا ولا يهيننا وينصرنا بالدين والدين بنا، و يمن علينا بمن حيلته بما من على عبد صالح صديق، رزق من ربه كمال التوفيق، وكـان عـنـد الـله مرتضى، و وجد من عبد المصطفى أحمد رضا، صلى الـلـه عـلـى نبی نقی على ارضى و بارك وسلم إلى يوم القضاء بعدد ما يأتی وما مضى.

ولا حـاجة إلـى إيـصـائـكـم بصرف الأوقات فی نكاية الفتن و إهـانة أصـحـابهـا، و حـمـاية السـنن و إعانة أربابها، لأنه ـبحمد اللهـ ديـنـكـم الـمبين، لكن ذكرى، و الذكرى تنفع المؤمنين، فإن ذلك أعظم الـقـرب، و أرضـى مـرضـاـة لـلـنبی و الرب، جل جلاله تعالى و تكرم، وصلى الله تعالى عليه و سلم.

الـلهـم يـا مرسل هذاالحبيب رحمة و نعمة، صلى وسلم و بارك عـليـه عـدد مالك من علم و كلمة، و بجاهه عندك استر عوراتنا، و آمن

روعـاتنا، و كفر عنا سيئاتنا، و تقبل منا حسناتنا، و اقض لنا بالخير جـميـع حـاجـاتـنـا ،و أصلح أعمالنا، و حقق آمالنا، وخفف أثقالنا، و حسـن أحـوالـنا ،و اجعلنا يا مولانا مع حبيبك صلى الله تعالى عليه و سـلـم كـالـكـلـب مـع مـولاه يـأكـل مـن فضلته، و ينعم بنعمته ،ويفديه بـمحبته، و يحمى حماه، و اجعل آخر مقالنا لسانا و جنانا و تصديقا و إيـمـانـا و إقـرارا و إعلانا "نشهد أن لا إله إلا الله وحده لاشريك له و نشهـد أن سيـدنـا و مـولانا محمدا عبده و رسوله بالهدى و دين الحق أرسـلـه صلى الله تعالى و سلم عليه إلى يوم الدين و على آله و صحبه و أوليـائـه و عـلـمـائه و أمته أجمعين. و آخر دعوانا أن الحمد لله رب العلمين.

كـانت الإجازة لـلـيـلتيـن بـقيتا من ذى الحجة، بمكة المحمية، سـنة ألف وثلث مائة و ثلث و عشرين من الهجرة النبوية، عليه و على آله أفضل الصلاة وأكمل التحية، لأجل هذاسميتها "الإجازة الرضوية" لـمبـجـل مـكة البهية و اتـفـقـت الـكتـابة لتسف الإجابة كما تقدم لستّ مـضين من صفر، و تم التبييض لتسع خلون، و نرجو من الله البركة و الـعـون، و الصلاة و السلام بعدد كل شخص و لون، على إمام الأنام و سيـد الـكون، الذى بدل لأمته العسر والهون، بالعز و الهون، وعلى آله و أصـحـابـه و هـم الـمـصطفون، بحيث يدفعان عنا كل مَين و مون، و يبـدلان لـنـا بـقـربـه كل بين و بون، و يوجبان لنا فى الدنيا والآخرة

الحفظ و الصون، آمين آمين يا أرحم الراحمين.

قاله بفمه و نمقه بقلمه

عبد المصطفى أحمد رضا

المحمدى السنى الحنفى القادرى البركاتى

غفر الله له ما مضى من ذنوبه وما يأتى

آمين و الحمد لله رب العلمين.

النسخة الثالثة

الشيخ الجليل البرئ عن المساوى، مولانا الشيخ أحمدالخضراوى المكى أتى زائرا و أحضر كتاب تذكرة له و استكتب على بعض صحائفه الإجازة فلم يبق عندنا نسخة و كانت بالغة فى الوجازة.

النسخة الرابعة

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله أحد من لا أحد له و سند من لا سند له و أفضل الصلاة و أكمل السلام على سيد الأنام، منتهى سلاسل الأنبياء العظام، وعلى آله وصحبه روا ة علمه و وعاة أدبه و بعد، فقد سألنى.............

[تنوعت العبارات حسب اسماء المجازين]

(١) الفاضل الجليل السيد الجميل جامع الفضائل الأنسية قامع الرذائل الدنسية الفقيه الوجيه النبيل النبيه مولانا الشيخ السيد أبو

الـحسين محمد المرزوقى ـسلمه الله تعالى ـابن السيد العالم الكبير عبد الرحمن المكى رحمه الله تعالى.

(أوائل صفر ١٣٢٤هـ بمكة المكرمة)

٢ – ذو الـقـدر الـمـنيـع و الفخر البديع مولانا الفاضل بكر رفيع المكى حفظه الله تعالى .

(وكان ذلك لثلاث خلون من صفر ١٣٢٤هـ فى مكة المكرمة)

(٣) الشيـخ الأسـعـد الأمـجـد الأوحـد الأرشـد الـمتـضلع من الفنون، الـحـائـز بين الأصول والغصون مولانا الشيخ أسعد الدهان ابن العالم الـعـامـل الـفـاضـل الـكـامـل الولى العارف بالله الرحمن حضرة الشيخ ـالمرحوم بكرم الله تعالى ـ أحمد الدهان ـ

(٤) مـولانـا الـفـاضـل أخـو الفضائل و أبن الأفاضل و أبو الفواضل الـمتـفـنـن فـى الـعـلوم والمتتمن فى الفهوم، مولانا الشيخ عبدالرحمن الـدهان ابن العالم العلامة والفاضل الفهامة الولى العارف بالله الرحمن حضرة الشيخ ـالمرحوم بكرم الحنان ـ أحمد الدهان.

(٧ صفر ١٣٢٤هـ فى مكة المحمية)

(٥ـ٦ـ٧) [٥]الـفاضل الأجل الكامل الأبجل الأوحد الأمجد بحر العلوم الأصـلية والـفرعية مفتى المالكية سابقا و ابن مفتى المالكية بالأحكام الشـرعية مـولانـا الشيـخ مـحـمـد عابد ابن العلامة ـالمرحوم بكرم الله تعالى ـ الشيخ حسين المكى ـ

[٦] و أخـوه الـفاضل الفقيه الجليل الكامل النبيه النبيل ذو التصانيف البهية فـى الـعـلـوم الـنـقـلية والـعـقـلية مولانـا الشيخ على بن حسين المرحوم.

[٧]و ابـن أخيـه الـفـاضـل مـولانـا الشيخ محمد جمال ابن الشيخ محمد أميـر ابن الشيخ حسين سلمهم الله تعالى و أبقاهم.و عن الضر والضير وقاهم، آمين!.

(٩ صفر ١٣٢٤هـ يوم الأربعاء بمكة المحمية).

﴿ثـم سـألونى الإجازة الـكبيـرة الـتـى كتبتهـا للفاضل العلامة الكامل الـفهـامة مـفتـى الـحـنـفية سـابقا حضرة الشيخ صالح كمال، حفظه ذو الـجـلال، فـأجـزتهـم بها بارك الله تعالى لهم جميعا فيها، فليستنسخوا نسخها من عنده و الله ينعم علينا جميعا برفده آمين!﴾.

(٨)الـفــاضـل الـكــامـل الـعــالـم الـعــامل الصفى الوفى إمـام المقـام الـحـنـفـى،مـولانـا الشيـخ عبـد الله ميرداد ابن العلامة الأجل الأوحد الأبـجـل الـزاهـد العابد الورع التقى النقى من كل شين و ضير حضرة مـولانـا الشيـخ أحـمـد أبـى الخير ميرداد حفظهما الملك الجواد فى كل خلوة و ناد.

(وكان ذلك لأول عقد خلا من صفر، لا خلا من خير، ولا صفر من ظفر، آمين بحرمة سيد البشر صلى الله تعالى و سلم عليه وعلى آله و صحبه الغرر).

(٩) الـفاضل الجليل النبيه النبيل مولانـا اليشخ حسن العجيمى المكى

ابـن الـقـاضـى الـفـاضـل الشيـخ عبد الرحمن المرحوم من أولاد العلم الشهيـر و الـعـلامة الـكبيـر صـاحـب التصانيف الغرر والتآليف الزهر الأبهـى مـن الـدر، حـضرة الشيخ الأجل مولانا حسن بن على العجيمى المكى قدس سره الملكى .

(وكان ذلك لأول عقد خلا من صفر، لا خلا من ظفر ١٣٢٤ھ بمكة المحمية)

(١٠) الـعـالـم الـسـالـم البـار، مـولانـا السيـد سالم بن عيدروس البار العلوى الحضرمى الله تعالى يسلمه عن كل ضر و يحمى.

(١١ صفر ١٣٢٤ھ)

(١١) الـولـد الـصـالـح الشـاب الـمفلح بكرم الله تعالى ملتزم العلم فى الـحرم الكريم السيد علوى بن حسن الكاف الحضرمى، رزقه الله العلم النافع الجليل السمى ------

(١٢)السيد أبو بكر بن سالم البار العلوى الحضرمى.---

(لا أتـذكـر هـل كتـب لـه أو أحيـل عـلـى مـا كتب لأبيه) [هذه العبارة المذكورة بين الهلالين لحجة الاسلام-- محمد سليم البريلوى]

(١٣) الفاضل الجليل الكامل النبيل غرس دوح الفضل و التبجيل ذو الـعـلـم و العرفان مولانا السيد عبد الله دحلان ابن أخى العلامة الكبير الإمام الشهير سيدنا و شيخنا السيد أحمد بن زينى دحلان تغمده الله بالرحمة والرضوان.---(٢٤، صفر ١٣٢٤ھ)

(١٤) السيد محمد بن عثمان دحلان-----

(كـانت هذه الإجازة يوم الرواح من مكة الأمينة إلى المدينة السكينة و أكبـر ظـنـى أن هـذاالسيـد أحيـل عـلى الإجـازة قبلهـا أو بـالإرسـال وعد)[هذه العبارة ايضاً لحجة الاسلام.]

(١٥) الـفاضل الكامل ذو المفاخر و الفضائل الشاب الصالح المستقيم عـلـى الـديـن الـقديم و الصراط القويم جامع أسباب الفضل و الشرف مـولانـا الشيـخ مـحمد يوسف. حفظه الله عن موجبات التلهف. مدرس مدرسة مولانا رحمة الله ـ عليه رحمة الله.﴾

(٢٤/ صفر الخير ١٣٢٤هـ)

[ثم اتفقت العبارات]

و أنـا حل بالبلد الحرام إجازة مروياتى عن مشايخى الكرام و مـا كـنـت أهـلا لـذلك ولا مـن فـرسـان تلك المعارك، ولكن الصـالحون حسان الظنون و لحسن الظن نفع مزيد فالله سبحانه و تعالى عند ظن الـعبيـد، فـأجـزتـه عـلى بركة الله تعالى بجميع ما تصح لى روايته من الـقرآن العظيم و أحاديث النبى الكريم، عليه أفضل الصلاة و التسليم وكتـب الـحـديـث مـن صـحاح و سنن و مسانيد و جوامع و معاجيم وا جـزاء و شروح و كتب أصوله و أسماء رجاله والفقه و التفسير و القراء ات و التـجـويـد و الـكلام و أصول الفقه و السير و التواريخ و الأدب و النحو والصرف و اللغة و المعانى و البيان و البديع و المنطق و الحكمة و الهـنـدسة و الهيأة و الزيجات و سائر كتب المقاصد و الآلات من كل

ما أرويه عن مشايخي الأكرمين:

كـحـضرة مولاى و مرشدى و سيدى و سندى و كنزى و ذخرى ليومى وغـدى مـجمع الطريقين ومرجع الفريقين من العلماء والعرفاء الأطاهر، ملحق الأصاغر بالأكابر، سيدنا الشاه آل الرسول الأحمدى رضى الله تعالى عنه بالرضى السرمدى عن شيوخ أجلاء، منهم الشاه عبد العزيز الدهلوى عن أبيه الشاه ولى الله المحدث الدهلوى.

و كحضر ة أبـى و رحـمة ربـى و ولى نعمتى و مالك رقى و رقبتى ختام الـمـحققين، و إمام المدققين، حامى السنن ماحى الفتن ذى التصانيف الباهرة و الحجة القاهرة، والمحجة الزاهرة، سيدنا المولوى محمد نقى عـلـى خـان الـقـادرى البـركـاتـى البريلوى قدس سره القوى عن أبيه الـكـريـم العارف بالله ذى الفضائل والجاه سيدنا المولوى محمد رضا عـلـى خـان قـدس الـلـه سره و مثواه عن المولى خليل الرحمن المحمد آبـادى عـن الـفاضل محمد أعلم السنديلى،عن ملك العلماء بحر العلوم أبى العياش محمد عبد العلى اللكنوى ـ

و كشيـخ الـعـلـمـاء بـالبلد الأمين، الإمام المحدث الفقيه الرزين المولى السيـد أحـمـد بـن زيـنـى دحـلان الـمكى قدس سره الملكى عن الشيخ عثمان الدمياطى وغيره.

و كـمـولانـا الهـمـام الـعـلام، سـراج الـلـه فى البلد الحرام، المولى عبد الـرحـمـن ابـن الشيـخ عبـد الله سراج مفتى الحنفية بمكة المحمية عن الـمـولـى جـمـال بـن عبـدالـله بن عمر مفتى الأحناف عن المولى عابد السّندى المدنى.

و كـالسيـد الـصـالـح حسيـن بـن صـالـح جمل الليل المكى، عن الشيخ عابدالسندى.

و كـحفيد مرشدى و صاحب سجادته وارث علمه و سيادته و سعادته، السيـد الشـاه أبـى الـحسين أحمد النورى دام تنويره بـالنور المعنوى والصورى وغيرهم رحم الله الجميع كل مساء وسطيع.

وكـذلك أجـرته بجميع مؤلفاتى التى نـافت المائتين، وما عسى أن يـقـع لـى بتـوفيـق ربـى إلـى حيـن الـحيـن، مـنهـا فتـاواى الملقبة (بـالعطايا النبوية فى الفتاوى الرضوية)و هى الآن مع حذف المكررات فى سبع مجلدات و نرجو المزيد، من فضل ربنا المجيد.

وكذلك أجزت بها أولاده و أحفاده و أخوانه و من أحب هو له بشرطه المعلوم عند أئمة هذه العلوم.

وكـذلك أجـزتـه بـجـميع سلاسل الطريقة التى أنـا مجاز بها و مـأذون فيهـا، كـالـطـريـقةالعلية العاليةالقادرية البركاتية الجديدة ، و الـقـادرية اللاٰبائية القديمة ،و القادرية الأهدلية،و القادرية الرزاقية،و الـقـادرية الـمنورية،الجشتية النظامية القديمة ،والجشتية الجديدة، و السهروردية الواحدية،و السهروردية الفضلية ،والنقشبدية العلائية، نسبة إلـى الـمـولـى السيـد الـكـريم أبى العلاء الأكبر آبـادى،و السلسلة البديعية، و العلوية المنـامية.

و هـذه أقـرب سـلاسـلـى فـى البيـعة إلى رسول الله صلى الله تـعـالـى عـليـه و سـلم فإنى بايعت على يد شيخى ومرشدى السيد آل الرسول الأحمدى، بايع على سيد الشاه عبد العزيز الدهلوى، بايع فى

روياه الصالحة على يد أمير المومنين و مولى المسلمين على المرتضى كرم الله وجهه الأسنى، بايع على يد من يده يد الله و بيعته بيعة الله سيدنا و مولانا محمد رسول الله، صلى الله تعالى عليه وعلى آله و صحبه و أهله و حزبه وبارك وسلم و شرف و كرم و له ـرحمه الله ـ فى شرح روياه هذه رسالة لطيفة و كراسة منيفة.

سند المصافحات الاربعة

و أيضا صافحته بالمصافحات الأربع الخضرية و الجنية و المعمرية و المنامية، المتصلات منى بحمد ربى إلى حضرة الرسالة، و الخليفة الأعظم لذى الجلالة صلى الله تعالى عليه و سلم و على آله الكرام.

و أوصيته أن لا ينسى هذاالعاجز الفقير المحتاج الحقير ذا القلب الكسير و الذنب الكثير، و ذريته و إخوانه ومحبيه و خلانه من دعوته الصالحة المتوافرة، بالعفو و العافية فى الدين والدنيا و الآخرة، و أن يصرف أوقاته فى نكاية الفتن و إهانة أصحابها، و حماية السنن و إعانة أربابها، فإن ذلك أعظم القرب، و أرضى مرضاة للنبى و الرب.

اللهم! يا مرسل هذاالحبيب رحمة و نعمة صل و سلم و بارك عليه عدد مالك من علم و كلمة، و بجاهه عندك استر عوراتنا، و آمن روعاتنا، و كفر سيآتنا، و اقض لنا بالخير جميع حاجاتنا، و أصلح أعمالنا، وحقق اٰمالنا، و خفف أثقالنا، و حسن أحوالنا، و آخر دعوانا أن الحمد لله رب العلمين، و الصلاة و السلام على سيد

المرسلين محمد و آله و أصحابه أجمعين، آمين .

قاله بفمه و أمر برقمه

الفقير عبد المصطفى أحمد رضا

المحمدى السنى الحنفى القادرى البركاتى

غفر الله له ما مضى من ذنوبه و ما ياتى

آمين و الحمد لله رب العلمين.

النسخة الخامسة

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله على ما أنعم و علم، و صلى الله تعالى على الحبيب و سلم، وعلى آله وصحبه و بارك و كرم.

أما بعد! فسألنى الفاضل ذو الهمم وحسن التيمم، النافع المجدى، مولانا الشيخ عبد القادر الكردى حفظه الله ومحفوظه عمادى. و أنا حل بالبلد الحرام. إجازة ما تصح لى روايته عن مشايخى الكرام فأنعمت المأمول، و زدت على المسئول، لأنى تفرست فى ولده الصغير عمر الكبير -إن شاء الله- قدرا عبد الله فريد -حفظه كالدر الفريد- آثار السعادة و الحسنى زيادة، فإنه كما أخبرنى أبوه فى عمره هذا حفظ عشرة متون، و إجازة الصغار أمر معروف، قد مضى عليه العلماء العاملون لأنهم إذا كبروا و رزقوا علما يحصل لهم القرب و العلو، و من الحبيب صلى الله تعالى عليه و سلم الدنو، فأجزتهما معا بما تصح لى روايته من حديث و فقه و تفسير و غيرها و تصانيفى التى نافت على المائتين والله رزقنا جميعا النور و البها آمين! والحمدلله رب العلمين.

(وكان ذلك لعشر خلت من صفر الخير ١٣٢٥ھ فى البلد الأمين)

النسخة السادسة

بسم الله الرحمن الرحيم

الـحـمـد لله وحده، و الصلوة و السلام على من لا نبى بعده، و على آله و صحبه المكرمين عنده۔

أمـا بـعـد، فـلـمـا سألنى السيد الأجل، الأبجل المعظم، المفخم الـمـكـرم، ذو المجد و الكرم، و معالى الهمم مولانا السيد محمد عمر ابن السيـد الـجـلـيـل الـقدر الجميل الفخر۔ المرحوم بكرم الله تعالى۔ السيد أبـى بـكـر الـرشيدى جعل الله كل يوم من أيام عمره محفوفا بالسرور الـعـيـدى، إجـازـة الـحـديـث و غيـره مـما تصح لى روايته من العلوم و المدارك، رجاء أن يرزقه الله سبحنه و تعالى سلوك تلك، و المرء يؤجر عـلـى نيتـه، و" نية الـمـؤمـن خيـر من عمله" من أراد حسنة و سعى لها سـعيهـا فالله سبحنه مبلغه لأمله، وقد جرت سنة العلماء بالإجازة لمن سيـولد فضلا عمن يوجد، فأجبت مسئوله، و حققت مأموله، و أجزته بالقرآن و الحديث و الفقه و الأصول، و سائر ما يتوجه إليه من فنون الـمـعـقـول و الـمـنـقول بشرطه المقرر عند الأئمة الغرر، و دعوت الله تـعـالـى أن يـرزقـه ولـدا صـالـحا عالما كاملا مفلحا معززا فى الدنيا و الـديـن، فـإذا ولد و توجه إلى العلم المبين فقد أجزته أيضا ليكون فى السند من العالين والحمد لله رب العلمين.

وقد كان نوى السيد رجاء البركة بحسن ظنه الجيد، أن المولى تعالى إن يـرزقـه ولـدا مـرتضى يسميه باسم هذاالفقير أحمد رضا فقلت بل سموه عثـمـان ۔إن شاء الرحمن۔ ليكون السيد عثمان ابن السيد عمر ابن السيد

أبى بكر وكان إذ ذاك العلامة الجليل مولانا الشيخ صالح كمال حاضرا فى مجلسى فأفاد أن سموا الأول عثمان و إذا رزقتم ولدا ثانيا فسموه كما نويتم أحمد رضا، و على ذلك تم الأمر، نرجو المولى سبحنه و تعالى أن يحقق الآمال ويأتى فى الشاهد بما تصوره الخيال آمين!

(وكان ذلك لأحدى عشرة خلت من صفر الخير ليلة الجمعة المباركة فى البلدالحرام مكة ١٣٢٤ھ)

و اتفقت الكتابة لليلتين بقيتا من صفر فى جدة. و أنا على جناح سفر إلى حضرة المدينة الأمينة، ذات الرحمة والسكينة صلى الله تعالى على من طيّبها و بارك و سلم و على آله و صحبه و شرف و كرم، آمين!

النسخة السابعة

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمده و نصلى على رسوله الكريم الحمد لله أحد من لا أحد له، وسند من لا سند له، و أفضل الصلاة و أكمل السلام على سيد الكرام و سند الأنام منتهى سلاسل الأنبياء العظام، و على آله و صحبه رواة علمه و وعاة أدبه و بعد!.

فلما منّ علىّ ربى بجاه نبيه و هو حسبى .صلى الله تعالى عليه و على آله و صحبه. بتقبيل هذه العتبةالعلية النبوية، على صاحبها وآله أفضل الصلاة والتحية ١٣٢٤ھ، تفضل المولى الفاضل العالم العامل الورع البارع الفرع الفارع من أصل النبوة، و دوح الكرام و الفتوة، قرة عين الشريعة الأمينة و فلذة كبد المدينة السكينة، شيخ الدلائل و مرجع الجلائل و جامع الفواضل و منبع الفضائل، مولانا

السیـد الشیـخ مـحمد سعید ابن السید الاجل العلامة الأکمل الشهیر فی مشـارق الأرض ومـغـاربهـا،والـحائز لمقاصد الشریعة ومأربها، مولانا السید محمد المغربی تغمده الله بالفضل الموهبی۔

و کـــان عـــلـــیّ أن آتیـــه لـــکـــن
تـــقـــدم و التـــقـــدم لـــلـــکـــرام

و لـمـا تشـرفـت بـحـضـور برکته سمع منی الحدیث المسلسل بـالأولیة، و هـو أول حـدیـث سـمـعــه مـنـی و سـألنی إجازة جمیع ما أجـازنـی بـه مشـایـخـی الـکـاملون، و ماکنت أهلاً لذلك، و لکن الکرام حسان الظنون فما کان لی بدّا لامتثال أمره الشریف، و الائتماربحکمه الـمـنیف، فـأجـزته بجمیع ما تصح لی روایته، و بتصانیفی التی نافت الـمـائتیـن و بـجمیع سلاسل الطریقة الواصلة الی،و هی ثلثة عشر من القادریة و الجشتیة و السهروردیة و النقشبندیة و غیرها۔

و الآن اٰن الـرحیل و سأرسل إلی السید بعض التفصیل، بعد الوصول إلی بلدی بعون الملك الجمیل.

وآخـر دعـوانـا أن الـحـمـد لله رب العلمین، و أفضل الصلاة و السلام علی هذاالحبیب الکریم، و آله و صحبه و ذویه أجمعین آمین!

کتبه عبده المذنب
أحمد رضا البریلوی عفی عنه
بمحمد المصطفی النبی الأمی
صلی الله تعالی علیه وسلم
(تاسع شهر ربیع الآخر یوم السبت ١٣٢٤ھ)

''ماہنامہ الرضا'' کی جاری کردہ ۵۰؍خلفا کی فہرست کا عکس

۹

صاحبزادے نبی ہو کر الولد سر لابیہ کا مصداق بنے و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

ضروری اطلاع

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

برادرانِ اہلسنت کو اطلاع فقیر کے پاس شکایتیں گزریں بعض صاحب باوصف بے علمی دنیا طلبی کے لیے وعظ گوئی کرتے ہوئے اکنافِ ہند میں دورہ فرماتے ہیں اور یہاں سے اپنا علاقہ انتساب بتاتے ہیں جس کے سبب فقیر سے محبت رکھنے والے حضرات دھوکا کھاتے ہیں اس شکایت کے رفع کو یہ سطور مسطور۔ یہاں بحمدہ تعالیٰ نہ کبھی خدمت دین کو کسب معیشت کا ذریعہ بنایا گیا نہ احباب علمائے شریعت یا برادرانِ طریقت کو ایسی ہدایت کی گئی بلکہ تاکید اور سخت تاکید کی جاتی ہے کہ دستِ سوال دراز کرنا تو درکنار اشاعتِ دین و حمایت سنت میں جلب منفعت مالی کا خیال دل میں بھی نہ لائیں کہ انکی خدمت خالصاً لوجہ اللہ ہو۔ ہاں اگر بلا طلب اہلِ محبت سے کچھ نذر پائیں رد نہ فرمائیں کہ اس کا قبول سنت ہے۔ یہاں سے نسبت ظاہر فرمانے والے صاحبوں کے پاس فقیر کی دستخطی مہری سندِ علمی یا اجازت نامہ طریقت ضرور ملاحظہ فرمائیں زبانی دعوے پر عمل پیرا نہ ہوں والسلام

فقیر [illegible]

اعلان

فقیر و یرعرض کرتا ہے کہ مزید اطلاع کے لیے بعض حضرات کے اسمائے گرامی تحریر کیے جاتے ہیں جنکا علاقہ اعلحضرت مد ظلہ سے خصوصیت کے ساتھ ہے ان میں جو بفضلہ تعالیٰ علم میں کامل ہیں ان سے مسائل بھی پوچھے جائیں اور ان کا بیان بھی سنکر فیض پائیں۔

(۱) صاحبزادہ جناب مولٰنا الحاج مولوی محمد حامد رضا خانصاحب۔ محلہ سوداگراں بریلی۔ عالم

۱۰

فاضل مفتی کامل مناظر مصنف حامی سنت و مجاز طریقت ہیں۔

(۲) صاحبزادہ جناب مولٰنا مولوی محمد مصطفٰے رضا خانصاحب محلہ سوداگراں بریلی۔ عالم فاضل مفتی کامل مناظر مصنف حامی سنت و مجاز طریقت ہیں۔

(۳) جناب مولٰنا مولوی حکیم امجد علی صاحب ساکن اعظم گڈھ وارد حال محلہ سوداگراں بریلی۔ عالم فقیہ مصنف واعظ مناظر حامی سنت و مجاز طریقت۔

(۴) جناب مولٰنا الحاج الشاہ مولوی سید ابو محمود احمد اشرف صاحب۔ درگاہ شریف کچھوچھا ضلع فیض آباد (وارث سجادہ) عالم فاضل مناظر واعظ خوش بیان تلمیذ اعلحضرت حامی سنت۔

(۵) جناب مولٰنا الحاج مولوی احمد مختار صاحب صدیقی ۲۳۰ محلہ مشائخاں میرٹھ۔ عالم فاضل واعظ خوش بیان و مجاز طریقت۔

(۶) جناب مولٰنا مولوی سید محمد آصف صاحب کانپور محلہ فیل خانہ قدیم۔ عالم و مجاز طریقت

(۷) جناب مولٰنا سید احمد صاحب الوری۔ صاحبزادہ جناب مولٰنا مولوی سید دیدار علی صاحب عالم مدرس واعظ مناظر مجاز طریقت۔

(۸) جناب مولٰنا مولوی امام الدین صاحب کوٹلی لوہاراں غربی ضلع سیالکوٹ عالم واعظ مجاز طریقت۔

(۹) جناب مولٰنا مولوی احمد بخش صاحب۔ ڈیرہ غازی خاں۔ عالم فاضل کامل مدرس واعظ مناظر مفتی مجاز طریقت

(۱۰) جناب مولٰنا مولوی محمد اسمٰعیل صاحب پشاور۔ عالم واعظ مجاز طریقت۔

(۱۱) جناب مولوی سید احمد حسین صاحب میرٹھ۔ مجاز طریقت۔

(۱۲) جناب مولٰنا مولوی احمد حسن خانصاحب امروہی حیدرآباد۔ عالم واعظ مجاز طریقت

(۱۳) مداح الحبیب خلیفہ مولوی جمیل الرحمن خانصاحب۔ بریلی محلہ بہاری پور (میلاد خواں خوش الحان مداح سرکار دوجہاں)

(۱۴) جناب مولٰنا مولوی حکیم حبیب الرحمن خانصاحب مدرس اول مدرسۃ الحدیث پیلی بھیت۔ عالم فاضل مدرس مجاز طریقت

(۱۵) جناب مولٰنا مولوی حبیب اللہ صاحب خطیب مسجد خیر نگر میرٹھ۔ عالم مجاز طریقت۔

(۱۶) جناب مولٰنا مولوی محمد خلیل الرحمن صاحب بہاری مدرس مدرسہ عربیہ مدراس۔ عالم واعظ مجاز طریقت۔

(۱۷) جناب مولٰنا مولوی سید دیدار علی صاحب مفتی جامع آگرہ ساکن الور عالم فاضل مفتی کامل مدرس واعظ مناظر حامی سنت مجاز طریقت۔

(۱۸) جناب مولٰنا مولوی رحم الٰہی صاحب مدرس مدرسہ اہل سنت محلہ سوداگراں بریلی عالم فاضل مدرس مجاز طریقت۔

(۱۹) جناب مولٰنا مولوی محمد رحیم بخش صاحب آرہ اعلیٰ مدرس و بانی مدرسہ فیض الغربا۔ عالم مدرس مفتی مناظر واعظ و مجاز طریقت

(۲۰) جناب مولٰنا مولوی سرفراز احمد صاحب محلہ ٹھکرائی کھوہ مرزا پور۔ عالم واعظ مجاز طریقت۔

(۲۱) جناب مولٰنا مولوی شفیع احمد خانصاحب مدرس مدرسہ اہل سنت بریلی و امین الفتوی بدار الافتاء۔ عالم مفتی واعظ مناظر و مجاز طریقت۔

(۲۲) جناب مولٰنا مولوی شمس الدین صاحب ضلع گوجرانوالہ [illegible] علاقہ جوداچھر۔ عالم مدرس مجاز طریقت۔

۱۱

(۲۳) جناب مولٰنا مولوی ظہیر حسن صاحب ساکن اعظم گڈھ۔ عالم مدرس و مجاز طریقت۔

(۲۴) جناب مولٰنا مولوی محمد ظفر الدین صاحب بہاری پروفیسر مدرسہ عربیہ خانقاہ سہسرام۔ عالم فاضل کامل مفتی مصنف مدرس مناظر حامی سنت مجاز طریقت ملقب از جانب اعلحضرت مد ظلہ الاقدس بہ ولدی الاعز۔

(۲۵) جناب مولٰنا مولوی محمد عبد السلام صاحب ملقب از جانب اعلحضرت بلقب عبد السلام عقب کوتوالی جبلپور۔ عالم فاضل مفتی کامل مناظر مصنف حامی سنت مجاز طریقت۔

(۲۶) جناب مولٰنا مولوی حکیم محمد عبد الاحد صاحب خلف الرشید حضرت مولٰنا محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ملقب از جانب اہل سنت مدرس پسلطان الواعظین مہتمم مدرسۃ الحدیث پیلی بھیت۔ عالم واعظ مناظر مدرس حامی سنت مجاز طریقت۔

(۲۷) جناب مولٰنا الحاج مولوی محمد عبد العلیم الصدیقی ۲۳۰ محلہ مشائخاں میرٹھ۔ عالم فاضل واعظ خوش بیان مجاز طریقت

(۲۸) جناب مولٰنا المولوی عبد الباقی برہان الحق صاحب صاحبزادہ حضرت مولٰنا عبد السلام۔ عالم فاضل مفتی واعظ مصنف مجاز طریقت ملقب از حضرت قبلہ بہ نور عینی۔

(۲۹) جناب مولٰنا مولوی عبد الحکیم خانصاحب ساکن شاہجہانپور ضلع میرٹھ۔ عالم مدرس مصنف صوفی مجاز طریقت

(۳۰) جناب مولٰنا مولوی عبد الحق صاحب پنجابی مدرس مدرسۃ الحدیث پیلی بھیت عالم مدرس مفتی مجاز طریقت۔

(۳۱) جناب مولٰنا مولوی ابو عبد القادر عبد اللہ صاحب کوٹلی لوہاراں مغربی ضلع سیالکوٹ عالم واعظ مجاز طریقت۔

(۳۲) جناب مولٰنا مولوی حاجی عبد الجبار صاحب۔ بنگالی۔ عالم مجاز طریقت۔

(۳۳) جناب مولٰنا مولوی حافظ سید عبد الرشید صاحب مظفر پوری۔ عالم مجاز طریقت

(۳۴) جناب مولٰنا مولوی عبد الکریم صاحب چتوڑ گڈھ علاقہ میواڑ۔ عالم واعظ مجاز طریقت۔

(۳۵) جناب مولٰنا الحاج مولوی عبد الرحمن صاحب جے پور تکیہ آدم شاہ وارد حال مدینہ طیبہ۔ عالم مدرس مجاز طریقت

(۳۶) جناب حاجی عیسیٰ خان محمد صاحب دھوراجی کاٹھیاواڑ حامی سنت

(۳۷) جناب سیٹھ عبد الستار اسمٰعیل صاحب گونڈل کاٹھیاواڑ حال مقیم رنگون سورتی بازار حامی سنت وغیرہ بہت [illegible] اندر رنگون۔

(۳۸) جناب مولٰنا مولوی عبد العزیز صاحب مدرس مدرسہ جامع مسجد پیلی بھیت۔ عالم مجاز طریقت

(۳۹) جناب مولٰنا مولوی غیاث الدین صاحب بہار۔ عالم واعظ مجاز طریقت۔

(۴۰) جناب مولٰنا مولوی سید فتح علیشاہ صاحب کھروٹہ سیداں ضلع سیالکوٹ۔ عالم واعظ مجاز طریقت۔

(۴۱) جناب قاضی قاسم میاں صاحب۔ پوربندر کاٹھیاواڑ۔ حامی سنت مجاز طریقت۔

(۴۲) جناب حاجی مولوی منشی محمد لعل خانصاحب ملقب از جانب اعلحضرت بلقب حامی سنت حامی بدعت مدرسہ زکریا اسٹریٹ کلکتہ۔ ناصر ملت عدو بدعت مجاز طریقت۔

(۴۳) جناب مولٰنا مولوی محمد شریف صاحب کوٹلی لوہاراں مغربی ضلع سیالکوٹ۔ عالم واعظ مجاز طریقت

۱۲

(۴۴) جناب مولٰنا الحاج مولوی منیر الدین صاحب۔ بنگالی عالم مجاز طریقت

(۴۵) جناب مولٰنا مولوی محمود جانصاحب جام جودھپور کاٹھیاواڑ۔ عالم واعظ مناظر مصنف حامی سنت مجاز طریقت

(۴۶) جناب مولٰنا مولوی سید محمد ظہیر الدین الہ آبادی عالم مجاز طریقت۔

(۴۷) جناب مولٰنا مولوی حکیم محمد نعیم الدین صاحب مہتمم مدرسہ اہلسنت مراد آباد چوکی حسن خاں۔ عالم فاضل مناظر مصنف واعظ حامی سنت مجاز طریقت۔

(۴۸) جناب مولٰنا مولوی حاجی سید نور احمد صاحب چاٹگام۔ عالم واعظ مجاز طریقت و مجاز حضرت مفتی حنفیہ مکہ معظمہ شیخ صالح کمال رحمۃ اللہ علیہ۔

(۴۹) جناب مولٰنا مولوی محمد یعقوب علیخانصاحب بلاسپور ضلع رامپور۔ عالم واعظ مجاز طریقت۔

(۵۰) جناب حاجی حافظ قاری محمد یقین الدین صاحب ساکن محلہ ملوکپور بریلی امام تراویح اعلحضرت مد ظلہ الاقدس مجاز طریقت۔

(نوٹ) جو حضرات باوصف نسبت خاصہ اپنے اسما اس فہرست میں نہ پائیں اپنی خدمات سنت کا ذکر کرتے ہوئے اعلحضرت مد ظلہ الاقدس کو اطلاع دیں کہ اسوقت صرف بعض اہالیِ ہند کے اسما محض یادداشت سے لکھے ہیں علمائے عرب و افریقہ ان سے علیحدہ ہیں نیز بہت ممکن ہے کہ بعض ضروری نام رہ گئے ہوں جو اطلاع ملنے پر آئندہ شائع کر دیے جائیں گے جن صاحب کے بیانِ اوصاف میں میری ناواقفی سے کمی ہوئی ہو اسکی معافی چاہتا ہوں چونکہ فرق مراتب دشوار تھا اسلیے ترتیب اسما بترتیب حروف تہجی رکھی گئی ہے۔

غزوہ

عالم کی جان عرب عرب کی شان مدینہ منورہ مدینہ منورہ کی روح رواں مسجد نبوی میں کچھ مقدس نورانی صورت والے جمع ہیں اور ان کا سردار باہیبت و وقار پیغمبر خدا کا یار غار جس کے مقدس چہرے سے الٰہی انوار نمودار ہیں جلوہ گستر ہے اور اس مبارک گروہ سے مخاطب ہو کر فرما رہا ہے۔ اے اسلام کے سچے جاں نثار و اور دینِ حق کے مددگارو۔ ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قصد تھا کہ لشکر اسلام ملکِ شام کی طرف روانہ کیا جائے